فہرست مضامین

فہرست تصاویر

فہرست تصاویر

حسب ذیل تواریخ سے اس کتاب کی ترتیب میں مدد لیگئی ہے اور سنین ہجری کی سنہ عیسوی سے مطابقت ولاسٹن کی لغت (Wollasten's English Persian Dictionary) کے مندرجہ تقویم سے کی گئی ہے۔

۱۔ مآثر عالمگیری۔
۲۔ حدیقۃ السلاطین قطبشاہی۔
۳۔ عالمگیر نامہ۔
۴۔ منتخب اللباب۔
۵۔ روزنامہ وقایع ایام محاصرہ دار الجہاد۔
۶۔ حدیقۃ العالم۔
۷۔ گلزار آصفیہ۔
۸۔ نجوم السماء۔
۹۔ بستان آصفیہ۔
۱۰۔ واقعات مملکت بیجاپور حصہ سوم۔
۱۱۔ تاریخ ظفرہ۔
۱۲۔ سلسلہ آصفیہ۔
۱۳۔ ایپی گرافیا انڈو مسلمیکا۔



سید علی اصغر بلگرامی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً

مقدمہ

ممالک محروسہ سرکار عالی کے قدیم آثار اپنی تنوع اور دلفریبی کے لحاظ سے ہندوستان کے تاریخی آثار سے اہمیت میں کسی طرح کم نہیں ہیں ممالک محروسہ کے جس جانب نگاہ ڈالی جائے ازمنۂ ماضیہ کی گوناگوں یادگاروں کا نا متناہی سلسلہ چلا گیا ہے۔ یہ آثار و عمارات زمانۂ "حجریۂ قدیم"

سے لیکر بیسویں صدی عیسوی تک کی یادگاروں پر مشتمل اور اقوام و مذاہب مختلفہ کے آثار باقیہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ جنوبی اور مشرقی حصص ملک میں "حجریۂ قدیم" و "حجریۂ جدید" کے علاوہ مدوّر پتھروں کے سرادیب اور ایک ڈال کے ستون نما قبور کی نہایت دلچسپ علامات موجود ہیں جن کا شمار زمانۂ "ما قبل تاریخ" کی یادگاروں میں کیا جاتا ہے۔ "تاریخی زمانہ" کے آثار میں راجہ اشوک کے کتبہ (واقع مسکی ضلع رائچور) کے مقابلہ میں ہندوستان کے قدیم تمدن کی بابت کوئی دوسری واضح شہادت ایسی موجود نہیں ہے جس سے اس راجہ کی شخصیت کے متعلق نزاعی امور کا تصفیہ ہو سکتا ہو۔ اجنٹہ کی قلمکار تصاویر سے ہندوستان کی اعلیٰ درجہ کے فن مصوری کا کمال ظاہر ہوتا ہے۔ اِن تصویروں میں ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ وہ اِس تمدنی دور کی تنہا باقیات ہیں جن کا حلقۂ اثر طول و عرض ہند سے متجاوز ہو کر وسط ایشیا اور اقصائے مشرق کے فنون و صنائع پر اپنے خصائص ذاتی کی مہر کر چکا تھا۔ ایلورہ کے وہ تصاویر جن سے کسی زمانہ میں اِن غاروں کی زینت تھی اب صرف انکا وہ پائدار حصّہ باقی رہ گیا ہے جو مورتوں پر مشتمل ہے اور جن کی ساخت میں اسی کاریگری اور متخیلہ میں اسی جدّت و ذکاوت کی جھلک نمایاں طور پر ظاہر ہوتی ہے جو کسی زمانہ میں فن مصوّری کے لئے مخصوص تھی۔ ہنمکنڈہ کا ہزار کھا دیول، آنبہ جوگائی (مومن آباد) اور تلجاپور کے مندر۔ تیر ضلع عثمان آباد میں چوبی طرز کا مہتم بالشان چیتیہ ایوان عالم پور میں ازمنۂ متوسطہ کے باقیات جن سے بودھ زمانہ کے گول گھر (ستوپا) اور قرون آتیہ کے مندروں کی طرز تعمیر کے قرار داد اور ان کے باہمی اختلافات کی نسبت فیصلہ کرنے میں بیش بہا مدد ملتی ہے۔ ایگی۔ پالم پیٹھ اور انوا میں چالکیہ طرز تعمیر کی دلکش

عمارتیں ۔ پٹن کے قدیم کھنڈر ۔ پٹنچرو ۔ الوم پلی اور کریم نگر کے دبے ہوئے منادر تحقیق و تلاش کے لئے دلکش میدان پیش کرتے ہیں ۔

اس کے بعد اسلامی تمدن کی یادگاروں کا سلسلہ ابتدائی فاتحین دکن قطب الدین خلجی اور محمد تغلق کے زمانہ سے شروع ہوتا ہے ۔ گلبرگہ کے بہمنی بادشاہوں کی بنائی ہوئی عمارتیں ۔ دولت آباد کا چاند مینار ۔ مقبرہ احمد شاہ ولی واقع بیدر ۔ محمود گاوان کا رفیع الشان مدرسہ اور عاشور خانہ بادشاہی جن میں صدیاں گزر جانے کے بعد بھی کارکاشی کی اینٹوں کی تازگی و لطافت اپنی اصلی شان میں آج تک جلوہ گر ہے ۔ علی برید کا گنبد حیدرآباد کی تناسب کے سانچے میں ڈھلی ہوئی مکہ مسجد ۔ چارمینار اور شاہان گولکنڈہ کے مقابر ۔ مشرق کی شہرت صناعی کا نمونہ ہونے کے علاوہ مسلمانوں کے عمارتی مذاق کی ترجمان اور ملک دکن کے گزشتہ عظمت و جلال کا نشان ہیں ۔ یہ وہ مایۂ ناز باقیات سلف ہیں جن کی خوبیاں مغربی سیاحوں اور آثار قدیمہ کے مبصروں کو دکن کی پُراسرار سرزمین میں اُس زمانہ سے کھینچ کھینچ کر لا رہی ہیں ۔ جبکہ فرانسیسی سیاح موسیو تھیونو نے سنہ ۱۶۶۶ء میں یا مشہور چینی سیاح ہیون تھسانگ نے سنہ ۶۳۹ء میں انہیں پہلے پہل دیکھا تھا ۔ چونکہ یہ یادگار سلف آثار ایک ”عظیم الشان قومی میراث“ کی بھی حیثیت رکھتے ہیں ۔ اس لئے ان کی حفاظت و صیانت کی تدابیر میں سرکار عالی کی قابل تحسین فیاضیاں کارفرمائی کر رہی ہیں ۔ لہٰذا ان یادگاروں کی تعلیمی وقعت ان کے خط و خال اور نقش و نگار کی خوبصورتی ان کی بلند دیواروں اور فصیلوں اُن کے ستون دار ایوانوں ان کے سر بفلک میناروں اور ان کی تراشیدہ اور رنگین تصویروں یعنی بہ ہیئت مجموعی اس ”قومی میراث“ کے بقاء و استحکام اور اُن کی احتیاط و صیانت میں ریاست اور رعیت دونوں کو

ہم آہنگ رہنے کا حق حاصل ہے۔

سنہ ۱۳۲۳ف (سنہ ۱۹۱۴ء) میں سررشتۂ آثار قدیمہ سرکار عالی قائم ہوا اور اس زمانہ سے ابتک سررشتہ کی لگاتار کوششوں سے متعدد رپورٹیں، رسالے اور مضامین شایع ہو چکے ہیں جن میں ممالک محروسہ کے آثار کی تفصیل شرح وبسط سے درج ہے اور نقشے و فوٹو بھی شامل ہیں۔

پہلے پہل سنہ ۱۸۹۹ء میں مسٹر ہنری کزنس نے فہرست آثار قدیمہ دکن ترتیب دی تھی۔ لیکن یہ فہرست غیر مکمل ہونے کے علاوہ اسمیں ایجاز و اختصار کو اس درجہ ملحوظ رکھا گیا تھا کہ ناظرین اسکے مطالعہ سے کسی عمارت کے ماحول کے متعلق کوئی صحیح اندازہ قائم نہیں کر سکتے ہیں۔ چنانچہ اس فہرست کے اجمالی بیانات کا اندازہ اس تمثیل سے کیا جا سکتا ہے کہ اِس میں بلدۂ حیدر آباد اور مضافات بلدۂ کا حال ایک ہی ورق میں تمام ہو گیا ہے۔

سنہ ۱۹۲۲ء میں دو برس کے لئے جب مولوی غلام یزدانی صاحب ایم۔ اے ناظم آثار قدیمہ یورپ و بلاد اسلامیہ کی سیاحت کو روانہ ہوئے تو حسب فرمان خسروی اِس سررشتہ کا چارج میرے سپرد ہوا۔ اِس زمانہ میں اس صیغہ کے دلچسپ مشاغل کی انجام دہی میں میری نظر سے وہ قابل قدر مواد گزرا جو سررشتہ نے فراہم کیا تھا۔ معہذا اِس ملک کی تاریخی یادگاروں کے برای العین مشاہدہ کے بعد جو معلومات حاصل ہوئے ان وسائل کی بدولت میرا خیال ممالک محروسہ کے قدیم آثار کی فہرست مرتب کرنے کی جانب منتقل ہوا۔ چنانچہ اس کوشش کی پہلی قسط ہدیہ ناظرین کی جاتی ہے اگر حالات مساعد رہے تو ہر چہار صوبہ جات دکن کے عمارات و آثار کی فہرستیں اِسی نہج پر منضبط کی جائینگی۔ وما توفیقی الا باللہ۔

اِس جلد میں جن آثار وعمارات کا تذکرہ کیا گیا ہے وہ حدود بلدہ یا حوالی بلدہ میں واقع ہیں - یہ فہرست اِس جدید طریقہ پر مرتب کی گئی ہے جس نمونہ کے مطابق سرکار عظمت مدار کے سررشتہ آثار قدیمہ میں صوبہ واری عمارات کی فہرستیں مرتب ہوا کرتی ہیں -

وہ عمارات جن پر کتبے موجود نہیں ہیں ان کے سنین تعمیر وغیرہ کا تعین بادشاہ وقت کے عہد حکومت کے لحاظ سے کیا گیا ہے اور عمارت کے عام بیان میں حسبِ ذیل اُصول ملحوظ رکھے گئے ہیں :-

نمبر - نمبر عمارت

الف - نام عمارت

ب - محل وقوع

ج - نام قابض

د - قسم عمارت

عمارات کی تقسیم اقسام ذیل پر کی گئی ہے :-

قسم اوّل - وہ قدیم عمارات جو اپنی موجودہ حالت اور تاریخی صنعتی یا اثری حیثیت کے لحاظ سے اِس بات کی مستحق ہیں کہ وہ دوامًا قائم یا وقتاً فوقتاً بصورت ترمیم بہتر حالت میں رکھی جائیں -

قسم دوم - وہ کہنہ عمارات جن کے لئے اب صرف یہی ممکن یا مناسب ہے کہ معمولی تدابیر مثلاً نباتات کے استیصال اور دیواروں کو پانی کے اثرات سے محفوظ رکھ کر یا اسی قبیل کی دوسری تدابیر سے وہ مزید بربادی سے بچالی جائیں -

قسم سوم - وہ خستہ عمارات جن کی حفاظت اِس وجہ سے ناممکن

یا غیر ضروری ہو گئی ہو کہ امتداد ایام یا کس مپرسی سے ان پر بوسیدگی کے آثار غالب ہو گئے ہوں ۔ یا وہ بوجہ اہمیت نہ رکھنے کے حفاظت کی مستوجب نہ ہوں ۔

عمارات قسم اوّل و دوّم کی ضمنی تقسیم حسب ذیل ہے :-

قسم اوّل الف قسم دوم الف	وہ عمارات جو سرکار عالی کے قبضہ میں ہوں اور جنکی حفاظت سرکاری روپے سے ہوتی ہے ۔
قسم اوّل ب قسم دوّم ب	وہ عمارات جو غیر سرکاری اشخاص کے قبضہ میں ہوں اور جن کی حفاظت انہی کے روپے سے ہوتی ہو ۔
قسم اوّل ج قسم دوّم ج	وہ عمارات جو غیر سرکاری اشخاص کے قبضہ میں ہوں لیکن اُن کی حفاظت مشترکہ طور پر یا اشخاص مذکور یا صرف سرکار عالی کے روپے سے ہوتی ہے ۔

عمارات قسم اوّل متذکرۂ صدر کے بارے میں کسی مزید تشریح کی ضرورت نہیں ہے عمارات قسم دوّم کے متعلق یہ ضروری ہے کہ تدابیر متذکرہ کے علاوہ اُن کی ضروری مرمت ابھی کافی طور پر اس طرح کرا دی جائے کہ وہ ایک عرصہ ممتد تک محفوظ حالت میں باقی رہ سکیں ۔

یہ بھی واضح رہے کہ محض اس وجہ سے کہ کوئی عمارت جو بوجہ اپنی شکستہ حالی وغیرہ کے قسم سوم میں شمار کی گئی ہے ۔ یہ امر لازمی نہیں ہے کہ اُس کے انہدام یا مسمار کرنے میں غیر مناسب عجلت کیجائے بلکہ اُس کو اُس وقت تک قائم رہنے دینا چاہیئے جب تک کہ اُس کی حالت مخدوش نہ ہو جائے تاکہ وہ ایک دلچسپ یادگار کی حیثیت سے برقرار رہے ۔

ھ ۔ تاریخ تعمیر

ی ۔ کتبات ۔

یا ۔ عام حالت ۔

یب ۔ عمارات محفوظہ کی فہرست میں داخل ہے یا اس کی حفاظت غیر ضروری ہے ۔

یج ۔ مختصر کیفیت اور عام بیان ۔

کتبات کے نقشے اور اکثر تعبیرات جو اس کتاب میں درج ہیں وہ رسالہ اپی گرافیا انڈو مسلیمکا میں شایع ہو چکے ہیں جو مولوی غلام یزدانی صاحب کی زیر ادارت سرکار ہند کی جانب سے شایع ہوتا ہے ۔ لیکن بادشاہوں[عہ] اور عمارات کی تصاویر سررشتہ آثار قدیمہ کی ملک ہیں ۔

اس کتاب میں جن عمارات کا حال درج ہے ان کی ترتیب میں حتی الامکان سنہ تعمیر وغیرہ کو ملحوظ رکھا گیا ہے ۔ باب اول میں بلدہ و مضافات کا حال درج ہے ۔ اور باب دوم میں گولکنڈہ اور اس کے ملحقات کا بیان خاص طور پر ایک جگہ کیا گیا ہے ۔ تاکہ معائنہ کنندگان کو سہولت ہو ۔

آخر میں سر جان مارشل صدر ناظم آثار قدیمہ ہند کا دلی شکریہ ادا کیا جاتا ہے کہ صاحب ممدوح نے ازراہ عنایت کتبات گولکنڈہ و حیدرآباد کے بلاکس اس کتاب کے ساتھ شایع کرنے کے لئے روانہ فرمائے فقط

حیدرآباد دکن
غرہ جنوری سنہ ۱۹۲۲ء

سید علی اصغر بلگرامی

عہ قطب شاہی بادشاہوں اور وزراء وغیرہ کی تصاویر نہایت تلاش سے مولوی غلام یزدانی صاحب نے متحف برطانیہ سے سررشتہ کے لئے حاصل فرمائی ہیں ۱۲

فہرست سلاطین قطبشاہیہ سنہ ۹۲۴ھ ۱۵۱۸ء تا سنہ ۱۰۹۸ھ ۱۶۸۷ء

(ماخوذ از اپی گرافیا انڈو مسلیمکا)

نمبر شمار	نام بادشاہ	سنہ پیدائش	سنہ جلوس	سنہ وفات
۱	سلطان قلی قطب الملک قطبشاہ اول	سنہ ۸۴۹ھ سنہ ۱۴۴۵ء	سنہ ۹۲۴ھ سنہ ۱۵۱۸ء	سنہ ۹۵۰ھ سنہ ۱۵۴۳ء
۲	سلطان جمشید قلی قطبشاہ ثانی پسر ۱	+	سنہ ۹۵۰ھ سنہ ۱۵۴۳ء	سنہ ۹۵۷ھ سنہ ۱۵۵۰ء
۳	سبحان قلی قطبشاہ ثالث پسر ۲	سنہ ۹۵۰ھ سنہ ۱۵۴۳ء	سنہ ۹۵۷ھ سنہ ۱۵۵۰ء	+
۴	سلطان ابراہیم قلی قطبشاہ رابع پسر ۱	سنہ ۹۳۶ھ سنہ ۱۵۳۰ء	سنہ ۹۵۷ھ سنہ ۱۵۵۰ء	سنہ ۹۸۸ھ سنہ ۱۵۸۰ء
۵	سلطان محمد قلی قطبشاہ خامس پسر ۴	سنہ ۹۷۳ھ سنہ ۱۵۶۶ء	سنہ ۹۸۸ھ سنہ ۱۵۸۰ء	سنہ ۱۰۲۰ھ سنہ ۱۶۱۲ء
۶	سلطان محمد قطبشاہ سادس پسر مرزا محمد امین پسر ۴	سنہ ۱۰۰۱ھ سنہ ۱۵۹۳ء	سنہ ۱۰۲۰ھ سنہ ۱۶۱۲ء	سنہ ۱۰۳۵ھ سنہ ۱۶۲۶ء
۷	سلطان عبداللہ قطبشاہ سابع پسر ۶	سنہ ۱۰۲۳ھ سنہ ۱۶۱۴ء	سنہ ۱۰۳۵ھ سنہ ۱۶۲۶ء	سنہ ۱۰۸۳ھ سنہ ۱۶۷۲ء
۸	سلطان ابوالحسن تاناشاہ قطبشاہ ثامن	سنہ نامعلوم	سنہ ۱۰۸۳ھ - سنہ ۱۶۷۲ء انقراض سلطنت سنہ ۱۰۹۸ھ - سنہ ۱۶۸۷ء	سنہ ۱۱۱۱ھ سنہ ۱۶۹۹ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بابِ اوّل

نمبر (۱)

الف - پل کہنہ (پرانا پل)

ب - کاروان ساہوان کے قریب واقع ہے۔

ج - علاقہ دیوانی (سرکارِ عالی)

د - قسم اول - الف

ھ - سنہ ۱۸۹۰ء - ۱۹۰۶ء

و - اس پر کتبہ ذیل نصب ہے :-

بعہد شاہ اسکندر شدہ تعمیر پل کبیر
زسعی راجہ چندو لعل از سابق بود بہتر
بشاداں شد ندا آئے غیبے بہر تاریخش } سنہ ۱۲۳۶ھ (سنہ ۱۸۲۰ء)
زسیل اینک بود محفوظ چوں اندر صدف گوہر
تحویل پورن سنگھ داروغہ

ز - محفوظ حالت میں ہے۔

ح - قابل تحفظ ہے۔

ط - سلطان ابراہیم قطب شاہ رابع کے عہد میں جدید شہر

حیدرآباد کی آبادی سے چودہ سال پیشتر یہ پل اس ضرورت سے تعمیر کیا گیا تھا کہ شہزادہ محمد قلی کی بھاگ متی طوائف کے پاس (جو آبادی چیلم واقع شاہ علی بنڈہ میں سکونت پذیر تھی) آمد و رفت رہتی تھی۔ ایک مرتبہ حسب عادت شہزادہ قلعہ سے چیلم جانا چاہتا تھا لیکن ندی طغیانی پر تھی۔ باوجود اس کے فرط شوق میں شہزادہ نے گھوڑے کو ندی میں ڈال دیا اور صحیح و سلامت پار اتر گیا۔ پرچہ نویسوں نے جب اس واقعہ کی خبر بادشاہ کو دی تو سلطان ابراہیم نے اس پل کی تیاری کا حکم دیا۔ اس پر مصارف تعمیر اڑھائی لاکھ روپے (۲۵۰۰۰۰) عائد ہوئے۔ پل کے آغاز تعمیر کی تاریخ صراط المستقیم (سنہ ۹۸۶ھ) اور تاریخ تکمیل یہ ہے :-

زنخت او گذر ما، و ما بر او گذریم
ازیں سبب شدہ تاریخ او گذرگہ ما
سنہ ۹۸۶ھ
۱۵۷۸ء

سنہ ۱۲۳۶ھ کی طغیانی کے بعد حضرت سکندر جاہ بہادر مغفرت منزل کے عہد میں اس پل کی از سر نو ترمیم ہوئی تھی جس کی یادگار میں کتبہ مندرجہ (د) مہاراجہ چندو لعل بہادر شاداں مدار المہام وقت نے کھدا کر اس کے دروازہ پر نصب کرایا۔ سنہ ۱۳۲۶ھ کی طغیانی کے بعد حضرت غفران مکان علیہ الرحمہ کے زمانہ میں پھر اس کی ترمیم ہوئی تھی۔ اس پل کا طول دو سو گز۔ عرض ۱۲ گز۔ بلندی ۱۴ گز ہے۔ اور اس میں بائیس کمانیں بنی ہوئی ہیں۔ حیدرآباد کی قدیم ترین تعمیرات کا نمونہ ہونے کے باوجود اس کا استحکام اس وقت تک قابل لحاظ ہے۔

نمبر (۲) الف۔ کوہ شریف (جدید)[1]

---

[1] جن عمارات پر لفظ جدید لکھا گیا ہے وہ یا تو میری دریافت کردہ ہیں یا انکے متعلقہ کتبات یا تاریخی حالات اس کتاب میں پہلی مرتبہ صحت اور تحقیق کے ساتھ شائع ہو رہے ہیں۔

ب - متصل ملکا جگیری -

ج - سرکار عالی

د - قسم دوم الف

ھ - عہد سلطان ابراہیم قطب شاہ رابع ۹۸۶ھ ۱۵۷۸ء (تخمیناً)

و - پہاڑ اور اس کے قرب و جوار میں کتبات ذیل نصب ہیں :-

(۱) کتبہ بر عاشور خانہ خوشحال خاں قوال

خوشا نصیب کہ خوشحال خاں بکوہ شریف | بحسن نیت پاک و ز روی صدق و صفا
مکان و مسجد و عاشور خانہ ذیشان | سرا و تکیہ براہ خدا چو کرد بنا
خرد بسال بنا ہا بگفت مصرع خوش | بنا بہا و بقا نون خوب و روح افزا

۱۲۹۳ھ (۱۸۷۶ء)

راقم سید حسین صیخاں عفی اللہ عنہ

(۲) کتبہ بر کمان خوشحال خان

کمان و مسجد و عاشور خانہ ذیشان | طراز مسجد عالی ز راہ صدق و صفا
زہے نصیب کہ خوشحال خاں بکوہ شریف | بنا بہا و بقا نون خوب روح افزا

(۳) چہل چراغ قریب زینہ کوہ مولا علی

بنا کردی مسجد بکوہ علی .... بحید علی

۱۲۲۴ھ (۱۸۰۹ء)

(۴) ناصیہ سر در دروازہ مقبرہ ماہ لقا بائی

سرو گلستان ناز گلبن باغ ادا | عاشق حیدر بجاں جاریہ پنجتن
چونکہ ز حق در رسید مژدہ جاء الاجل | کرد قبولش بجاں گشت بہشتش وطن

ہاتف غیبی ندا داد بتاریخ او	راہی جنت شد آہ ماہ لقائی دکن

۱۲۴۰ھ (۱۸۲۴ء)

(۵) عقب صدر دروازہ ناصیہ حصہ اندرونی

کنیز شاہ مرداں راج کنوز	سخاوت پیشہ و اخلاق آرا

چو محمل بست ازیں دنیائے فانی	عجب بگذاشت دختر سروبالا

بخوبی بہتر از لیلیٰ و شیریں	خطابش سہ لقا و عرف چندا

برائے انبساط روح مادر	بنا کرد ایں مکانِ فرحت افزا

بسال رحلت او گفت ہاتف	بیامرزد خدا آں عاجزہ را

۱۲۰۷ھ (۱۷۹۲ء)

(۶) کتبہ چاہ بیرون مقبرہ ماہ لقابائی

سبیل نذر مولا علی

۱۲۴۹ھ (۱۸۳۳ء)

کتبۂ ذیل مقبرۂ چندا بی بی میں رکھا ہوا ہے :۔

"نذر مولا چندا بی بی بنت راج کنور بائی کہ از حضور نواب

غفران مآب آصفجاہ ثانی میر نظام علی خاں بخطاب

ماہ لقا بائی سرافراز در ۱۲۳۱ھ مرتب ساخت" (۱۸۱۵ء)

ز ۔ محفوظ حالت میں ہے۔

ح ۔ رواق اور کتبات قابل تحفظ ہیں۔

ط ۔ تزک قطبیہ میں لکھا ہے کہ سلطان ابراہیم قطب شاہ رابع کے زمانہ میں یاقوت خواجہ سرا بطور تبدیل آب و ہوا لالہ گوڑہ میں مقیم تھا۔ شب ہفدہم رجب کو اس نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص سبز عربی لباس میں آیا ہے اور اس سے

کہاکہ جناب امیرؑ نے تجھکو یاد کیا ہے میرے ساتھ چل۔ یاقوت اسکے ساتھ ہولیا اور حضرتؑ کو اسی پہاڑ پر تشریف فرما دیکھا۔ جہاں اِس وقت آستانہ بنا ہے۔ یاقوت نے سلام کیا اور کھڑا رہا۔ لیکن کوئی گفتگو نہیں ہوئی۔ صبح ہونے کے بعد یاقوت اسی پہاڑ پر جہاں حضرتؑ کو خواب میں دیکھا تھا گیا اور وہاں حضرتؑ کے دست مبارک اور پہلو کا نقش پتھر پر مرتسم پایا۔ اُسی وقت یاقوت نے پتھر کو ترشوا کر گچ و پتھر سے ایک رواق تعمیر کرایا۔ اور سترھویں رجب کو حضرت کی نیاز کرائی۔ اس واقعہ کی شہرت بادشاہ تک پہنچی جس پر بادشاہ بھی زیارت کو آیا اور رواق کے پہلو میں جو مسجد اِس وقت تک موجود ہے وہ سلطان ابراہیم قطب شاہ کی بنوائی ہوئی ہے۔

اسی طرح ہر سال ۱۷ رجب کو انبوہ خلائق کے ساتھ عُرس ہونے لگا جس کا سلسلہ اس وقت تک جاری ہے۔ اِس کے بعد چھکی بی نے جو سید مظفر وزیر کی بیٹی اور عابدہ و زاہدہ و غذائے بے نمک کھایا کرتی تھیں۔ اس آستانہ کی مجاورت اختیار کی اور یہیں انتقال کیا چنانچہ صحن درگاہ کے شمالی گوشہ میں ان کا مزار موجود ہے پھر رکن الدولہ شہید مدار المہام حضرت غفران مآب حسب وصیت اپنے باغ واقع دامن کوہ میں دفن ہوئے اور وقار الدولہ ناظم حیدرآباد محاذی باغچہ رکن الدولہ بہادر دفن ہوئے۔ صمصام الملک بہادر نے مسجد ابراہیم قطب شاہ کے روبرو ایک سائبان چوبی اور درگاہ شریف کے پہلو میں چوبی دالان بنوایا۔ پھر منیر الملک بہادر مدار المہام نے اس چوبی سائبان کو پختہ کرایا اور ماہ لقا بائی عرف چندا بائی طوائف نے جس کے مقبرہ کے کتبات اوپر نقل کئے گئے ہیں چوبی دالان کو پختہ بنوا دیا۔ اور حضرت غفران مآب نے دروازۂ درگاہ اور اس کے پہلو کی عمارتیں بنوائیں اور مجاوران و فراشان و موزنان و نقارچیان و گھڑیال نوازان کے مصارف کے لئے موضع چیرلہ پلی بطور جاگیر عطا فرمایا۔ مہاراجہ چندو لعل بہادر نے

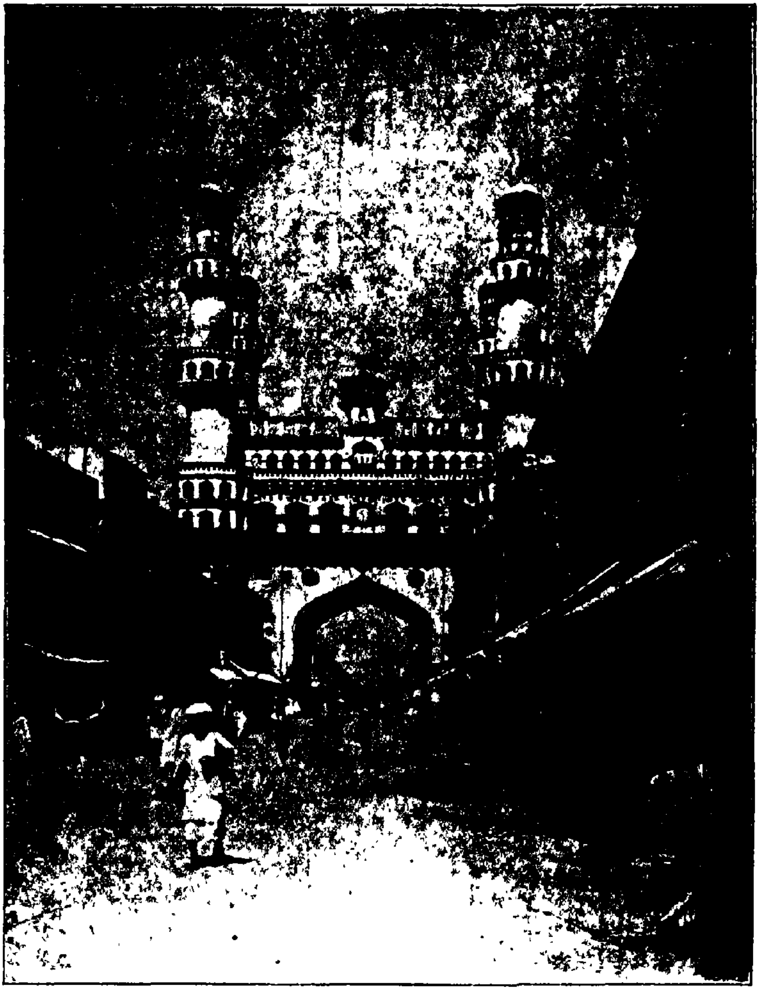
نقار خانہ بنوایا۔ اور راجہ راؤ رنبھا جیونت بہادر نے نقار خانہ کے رُو برو بارہ دری بنوائی۔ نمرہ گاہ کی کمان جمال صاحب عظمت جنگ وکیل ظفر الدولہ بہادر مبارز الملک کی بنوائی ہوئی ہے۔ صندل کے راستہ پر جو کمان و مقبرہ و عاشور خانہ و آبدار خانہ ہے وہ خوشحال خاں قوال کا بنوایا ہوا ہے جو ماہ لقا بائی کا اُستاد تھا اور دامن کوہ میں ماہ لقا بائی نے اپنا مقبرہ و مسجد و کاروانسرائے بنوائی۔ پہاڑ کے موجودہ سنگ سیلو کے زینے جو نہایت وسیع و خوشنما ہیں اعلحضرت بندگانعالی مدظلہم العالی کے حکم سے جلوس سلطنت کے بعد تعمیر ہوئے۔

کوہ شریف کے محاذی ایک اور پہاڑ کوہ قدم رسول کے نام سے مشہور ہے۔ اس پر قدم شریف اور آثار شریف کے تبرکات محمد شکر اللہ خاں خانہ زاد حضرت غفران مآب نے رکھ کر سرکار سے موضع ترملگھیری کو بطور مدد معاش معین کرایا اور بعد بھی بنوادی۔ اس پہاڑ کے زینے کاظم علی خاں کے بنوائے ہوئے ہیں۔ اسی کے متصل ایک اور پہاڑ پر جو بارہ دری بنی ہے وہ سید مظفر وزیر سلطان عبداللہ و ابوالحسن قطبشاہ کے نام سے مشہور ہے اس کے محاذی پہاڑ پر سنگ بالائے سنگ کئی عظیم الشان پتھر رکھے ہیں اسکو بھنڈولی کا پہاڑ کہتے ہیں۔ مشہور ہے کہ یہ راجگان سابق کا قلعہ تھا۔ چنانچہ ایک سنگی دروازہ اور دیوار کے کچھ آثار اس وقت تک موجود ہیں۔ اس کو قلعہ ارجن بھی کہتے ہیں۔

ہر سال کوہ شریف کا صندل تکیہ رنگ علی شاہ سے تکلف و جلوس کے ساتھ نکلتا ہے۔ اس کے بعد پنجہ شاہ سے سلامتی حضور پُرنور کا صندل کوہ شریف پر جاتا ہے۔ یہ پہاڑ سطح سمندر سے (۲۰۱۰) فٹ بلند ہے۔

نمبر (۳) الف - چارمینار۔

کتب خانہ [illegible] دہلی



7 چارمینار

ب - عین وسط شہر میں واقع ہے۔
ج - سرکار عالی۔
د - قسم اول الف۔
ھ - سنہ ۹۹۹ھ / ۱۵۹۰ء - سنہ ۱۰۰۰ھ / ۱۵۹۱ء
و - کوئی کتبہ نصب نہیں ہے۔
ز - محفوظ حالت میں ہے۔
ح - قابل تحفظ ہے۔
ط - بھاگ نگر یا موجودہ شہر حیدرآباد کی بنا رسنہ ۹۹۹ھ / ۱۵۹۰ء

میں سلطان محمد قلی قطب شاہ خامس کے عہد سلطنت میں ہوئی۔ موجودہ محلہ شاہ علی بندہ کے پاس موضع چچلم میں سلطان محمد قلی کی محبوبہ بھاگ متی سکونت پذیر تھی۔ اسی کے نام پر موجودہ شہر بسایا گیا تھا۔ لیکن بھاگ متی کی وفات کے بعد اس کا نام حیدرآباد رکھا گیا۔ اور تعمیر شہر کے سات برس بعد اس کا تاریخی نام "فرخندہ بنیاد" دفاتر سرکاری میں لکھا جانے لگا۔

جس وقت شہر کی بنیاد پڑی تو سلطان محمد قلی نے سنہ ۹۹۹ھ / ۱۵۹۰ء میں تیمناً و تبرکاً پہلے چار مینار کی تعمیر شروع کرائی جو مسجد اور تعزیہ (تابوت) کے شبیہ ہے۔ یہ مربع عمارت شہر کے عین وسط میں پتھر اور گچ سے بنائی گئی۔ اس کے چاروں رخ چاروں اسمات کے موافق قائم کئے گئے۔ اس کی ہر سمت ۶۰ فٹ عریض اور ۴۸ فٹ بلند ہے۔ وسطی عمارت چار رفیع الشان محراب دار دالانوں پر مشتمل ہے جن کا ارتفاع ۴۲ فٹ اور عرض ۳۰ فٹ ہے۔ ان دروں کے بالمقابل چار بڑی شاہ راہیں ہیں۔ اوپر آمد و رفت کے لئے کئی زینے بنے ہیں اور بالائی عمارت دو منزلہ ہے جن کا بیرونی رخ خوشنما محرابوں سے

معمور ہے۔ اُوپر کے چاروں گوشوں پر چار بلند مینار چار درجوں پر منقسم ہیں۔ اور ہر مینار کا ارتفاع ۸۰ فٹ ہے۔ ساری عمارت پتھر اور گچ کی ہے جس پر خوشنما گلکاری کی ہوئی ہے۔ اور چاروں میناروں کی بلندی سطح زمین سے ۱۶۰ فٹ ہے۔

موسیو تھیونو فرانسیسی سیاح کی یہ رائے کہ "شہر بھر میں جیسی یہ عمارت باہر سے خوشنما معلوم ہوتی ایسی اور کوئی نہیں ہے" اِس وقت تک ٹھیک طور پر صادق آتی ہے۔ قطب شاہی زمانہ میں اس کی پہلی منزل پر مدرسہ اور طلباء کا دارالاقامہ تھا۔ دُوسری منزل پر مسجد اور خزانۂ آب تھا۔ جس میں تالاب جلپلی سے پانی آتا تھا۔ اور اِسی خزانہ سے تمام شہر اور ملحقہ محلات شاہی میں تقسیم کیا جاتا تھا۔ اُوپر سے شہر کا تفصیلی نظارہ اور محلات شاہی و دیگر امراء کے مکانات کا مدنظر ہوتا ہے۔ اِس وجہ سے اُوپر جانے کی عام طور پر ممانعت ہے خاص ضرورتوں پر باجازت علاقہ صرفخاص مبارک اُوپر جانا ہو سکتا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اِس عمارت کی تعمیر پر دو لاکھ ہون[عہ] یا نو لاکھ روپے صرف ہوئے تھے۔ انقراض سلطنت قطبشاہی کے بعد صوبہ داری بہادر دل خان میں چار مینار کا جنوب مغربی مینار بجلی کے صدمہ سے گر گیا تھا۔ جس کی تعمیر اُسی زمانہ میں بصرفہ ساٹھ ہزار رُوپے کرا دی گئی۔

سنہ ۱۲۴۰ھ/۱۸۲۴ء میں حضرت ناصر الدولہ بہادر غفران منزل کے زمانہ میں بصرفہ یک لک روپیہ چار مینار پر باریک چونے کی استرکاری ہوئی تھی۔ سنہ ۱۳۰۲ھ/۱۸۸۴ء سے یہاں سٹی پولیس کا ایک دستہ متعین ہے اور سنہ ۱۳۰۴ھ/۱۸۸۶ء میں لارڈ ڈفرن والسرائے ہند کی آمد کے موقع پر اِس کی بنیاد کے گرد لوہے کا کٹہرا نصب

عہ "ہون" طلائی سکہ ساڑھے چار روپے سکہ مغلیہ کے معادل ہوتا تھا۔

کیا گیا اور جانب شمال ایک آہنی دروازہ بھی قائم ہوا۔ ۱۳۰۷ھ (۱۸۸۹ء) میں اس کی دوسری منزل پر چاروں جانب گھڑیال نصب کی گئیں۔ خاص تقاریب کے واقع پر یہ عمارت برقی قمقموں سے آراستہ کیجاتی ہے۔ منسلکہ تصویر چارمینار کے شمالی رخ کو ظاہر کرتی ہے۔

نمبر (۳) الف۔ **چارکمان**

ب ۔ چارمینار کے محاذی واقع ہے۔

ج ۔ سرکار عالی۔

د ۔ قسم اول الف۔

ھ ۔ ۱۰۰۱ھ (۱۵۹۲ء)

و ۔ کوئی کتبہ نصب نہیں ہے

ز ۔ محفوظ حالت میں ہے۔

ح ۔ قابل تحفظ ہے۔

ط ۔ چارمینار کے محاذی چار رفیع الشان کمانیں

... کمان ... قلی قطب شاہ نے بنوائی تھیں۔ سابق میں ان کے نام یہ تھے۔ غربی کمان ... دولت خانہ عالی، شرقی کمان (نقارخانہ شاہی) اور عام طور پر چاروں ... شاہی کے نام سے موسوم تھیں۔ اب یہ ان ناموں سے پکاری جاتی ... کمان (جنوبی)، چارمینار کی کمان (شرقی)، کالی کمان یا کمان ... کمان شیر دل یا سحر باطل۔

... زمانہ میں کمان سحر باطل کی جانب قطب شاہی محلسرائیں تھیں ... کوئی نشان باقی نہیں ہے۔ ہر کمان کے اندر سے شہر کے چاروں طرف

چار شاہ راہیں ہیں۔ ان کمانوں کی بلندی کا یہ حال ہے کہ ایک بلند ترین ہاتھی عماری کے ساتھ بہ آسانی ان میں سے گزر سکتا ہے۔

چار کمان کے عین وسط میں ایک حوض بنا ہے جس کا نظارہ چاروں سمات سے ہوتا ہے اس وجہ سے اس کا نام چار سو (طرف) کا حوض تھا کثرت استعمال سے سوکا (سوکھا) حوض مشہور ہو گیا۔ اب یہ گلزار حوض کے نام سے موسوم ہے۔ اس حوض کے اطراف پہلے جو چبوترہ موجود تھا اس کو راستہ کی تنگی کے باعث ۱۳۴۳؁ھ ۱۹۲۸؁ء میں توڑ کر حوض کے گرد ایک آہنی کٹہرا نصب کرا دیا گیا ہے قطبشاہی زمانہ میں اس حوض کے متصل محل لاڈ شاہی کے بالاخانہ پر سے بادشاہ اپنی فوجوں کا معائنہ کیا کرتے تھے۔

نمبر (۵) الف۔ بادشاہی عاشور خانہ۔

ب۔ پتھر گٹی کے قریب واقع ہے۔

ج۔ صرف خاص مبارک۔

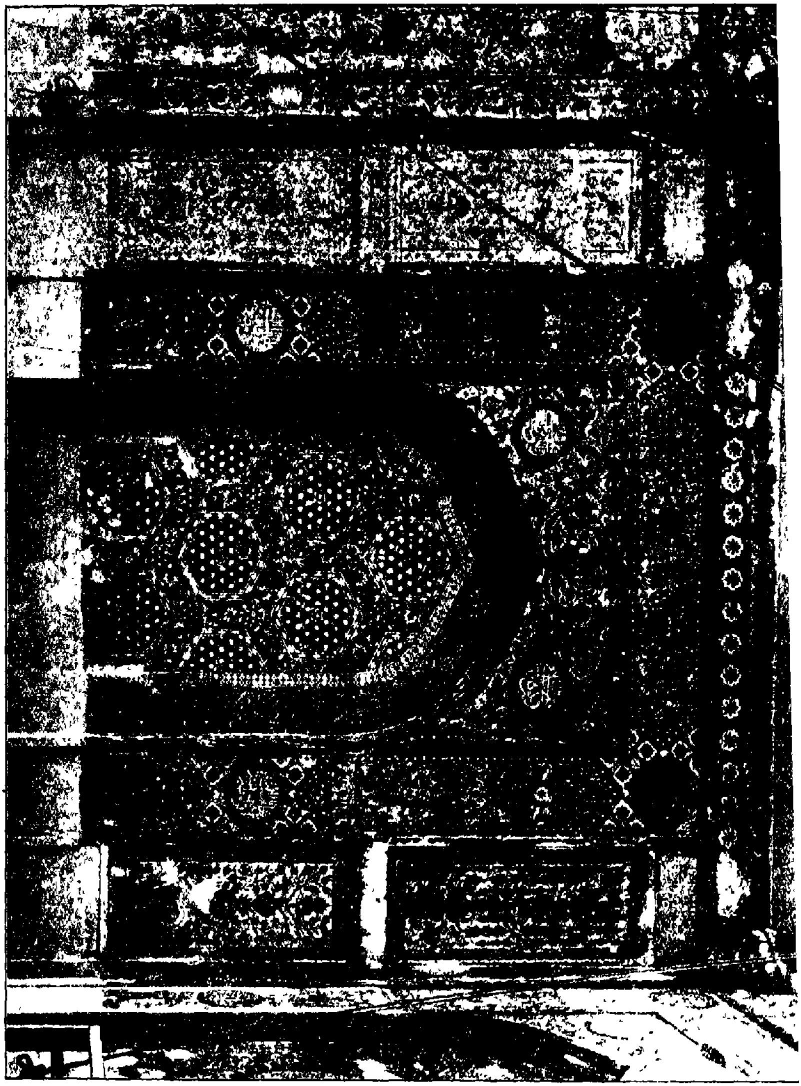
د۔ قسم دوم الف۔

ھ۔ سنہ ۱۰۰۱ھ ۱۵۹۳ء سنہ ۱۰۰۵ھ ۱۵۹۶ء

و۔ کتبات ذیل کارکاشی میں بخط طغری لکھے ہوئے ہیں اور پہلی مرتبہ شایع ہو رہے ہیں۔

(۱) کتبہ محراب وسطی۔ (نصر من اللہ و فتح قریب و بشر المومنین۔ غلام علی محمد قطبشاہ سنہ احدی الف۔)

(۲) کتبہ دیوار غربی۔ (اللہ لا الہ الا ہو الحی القیوم لا تاخذہ سنۃ ولا نوم۔ لہ مافی السموت و مافی الارض۔ من ذالذی یشفع عندہ الا باذنہ یعلم ما بین ایدیہم



بادشاهی عاشورخانه

خلفهم ولا یحیطون بشیٔ من علمه الا بما شآء وسع کرسیه السموات والارض ولا یؤده حفظهما وهو العلی العظیم - ابو المظفر محمد قلی قطب شاہ خلد اللہ ملکہ وسلطانہ ۱۰۰۵ ہجری -)

(۳) کتبہ بخط طغری دیوار غربی :- ان المساجد للہ فلا تدعوا مع اللہ احداً

۱۰۰۳ھ (۱۵۹۴ع)

(۴) کتبہ بر دیوار غربی بخط طغری :- بسم اللہ الرحمن الرحیم -

(۵) کتبہ بر دیوار غربی بخط طغری :- قل کل یعمل علی شاکلته -

(۶) کتبہ بر دیوار غربی بخط طغری :- ابو المظفر سلطان عبد اللہ قطبشاہ -

(۷) کتبہ بر دیوار غربی بخط طغری :- یا اللہ یا محمد یا علی -

(۸) " " " " " یا مفتح الابواب -

(۹) کتبہ دیوارہائے جنوبی وشمالی :- اللهم صل علی محمد المصطفی وعلی المرتضی والبتول فاطمه وصل علی سبطین الحسن والحسین وعلی زین العباد -

(۱۰) کتبہ دیوارہائے جنوبی وشمالی بخط طغری :- نصر من اللہ وفتح قریب -

(۱۱) " " " " " " توکلت علی خالقی -

(۱۲) " " " " " " وما توفیقی الا باللہ -

(۱۳) " " " " " " اللهم صل علی النبی والوصی والبتول والسبطین والسجاد والباقر والصادق والکاظم والرضا والتقی والنقی والعسکری والمهدی والسلام علیهم

(۱۴) ان المتقین فی جنات وعیون ادخلوها بسلام -

(۱۵) کتبہ ایوان دوم بر دیوار غربی :-

چوں نظام الملک آصف شد الست — کردہ از بہر حسین توقیر او
ہست این تاریخی مکان ماتم — کہ بغفران آمدہ تطہیر او

گفت ہاتف سال تاریخش چنیں کردہ آصف جاہ ما تعمیر او

سنہ ۱۱۷۸ھ (سنہ ۱۷۶۴ء)

(۱۶) یہ کتبہ اندرونی دروں میں چوبی تختیوں پر جانب شمال و جنوب کندہ ہے :-

بہر احیاے طراز ایں مکاں تدبیر کرد در دل شہ رفت اسد خالق چو ایں تاثیر کرد

عہد آصفجاہ ثانی آں شہ ملک دکن لامکاں جائے امام ماکہ او تعمیر کرد

سنہ ۱۲۵۰ھ (سنہ ۱۸۳۴ء)

(۱۷) کتبہ صدر دروازہ :-

باب فیض امام عالیشان سنہ ۱۱۶۹ھ ۱۷۵۶ء

ز - محفوظ حالت میں ہے۔

ح - قابل تحفظ ہے۔

ط - اس عمارت کا قدیم حصّہ صرف اندرونی دالان ہے جس کو سلطان محمد قلی قطب شاہ نے بصرفہ ۶۶ ہزار روپیہ تعمیر کرایا تھا۔ کتبات مندرجہ صدر سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی تعمیر سنہ ۱۰۰۰ھ (سنہ ۱۵۹۲ء) سے آغاز ہو کر سنہ ۱۰۰۵ھ (سنہ ۱۵۹۶ء) تک جاری رہی ہے۔ بادشاہ وقت کا نام صدر محراب والے کتبہ میں کمال عجز و انکسار کے ساتھ لکھا ہے۔ اس کے علاوہ بانیٔ عمارت کے پوتے سلطان عبداللہ قطب شاہ سابع کے نام کے طغرے بھی عمارت میں جا بجا نصب ہیں جنہیں اس بادشاہ کی کنیت ابو المظفر اور سلطانی لقب بھی کندہ ہے۔ اسی بادشاہ کے زمانہ سے چہاردہ معصومین علیہم السلام کے نام کے علم استادہ ہونے لگے۔ چینی نقاشی (کارکاشی) سلطان عبداللہ قطبشاہ سابع نے سنہ ۱۰۲۰ھ (سنہ ۱۶۱۱ء) میں کرائی تھی اور یہ کتبے بھی اسی زمانہ میں

نصب ہوئے۔

بیرونی عمارت کے دو دالان جو عظیم الشان چوبی ستونوں پر قائم ہیں۔ حضرت میر نظام علی خان بہادر آصف جاہ ثانی نے تعمیر کرائے جیسا کہ کتبہ ۱۵ سے واضح ہوتا ہے کتبہ ۱۷ نواز ش علیخان شیدا متولی عاشورخانہ کا نصب کرایا ہوا ہے۔ جنہوں نے بعہد نواب میر نظام علی خاں بہادر عاشورخانہ کی مرمت کرائی تھی۔ اور سنہ ۱۲۵۰ھ (۱۸۳۴ء) میں کسی شخص نے جو شرف عمارت تھا اس پر رنگ آمیزی اور نقش کاری کرائی جیسا کہ کتبہ ۱۲ سے ظاہر ہوتا ہے۔ قدامت کے اعتبار سے یہ عمارت ہوگلی اور لکھنؤ کے امام باڑوں پر فوقیت رکھتی ہے۔ اور چینی کاری کی صنعت کے لحاظ سے لاہور و ملتان کی بہترین عمارات کا مقابلہ کرتی ہے۔ تین صدیوں سے زائد گزر جانے پر بھی چینی کے پتروں کی آب و تاب میں کوئی فرق نہیں آیا۔ رنگوں کی خوبی و دلاویزی کے علاوہ پتروں کی ترتیب اور جوڑائی کچھ کم قابل تحسین نہیں ہے۔ چھت کی چوبی خاتم بندی یہاں کی پرانی عمارات عہد آصفیہ کے خصوصیات میں سے ہے۔

حضرت نواب میر نظام علی خاں بہادر غفران مآب نے عاشورخانہ کے اخراجات کیلئے بارہ ہزار روپے سالانہ کی جاگیر مقرر فرمائی اور بعہد نواب سکندر جاہ بہادر مغفرت منزل دو ہزار روپے نقدی معمول کا اس پر اور اضافہ ہوا تھا۔ تصویر منسلکہ سے اس عمارت کی چینی نقاشی اور شان تحریر کا حال منکشف ہوگا۔

نمبر (۶) الف - دار الشفاء (جدید)
ب - عقب تھانہ دار الشفاء

ج - صرف خاص مبارک۔
د - قسم دوم ب۔
ھ - سنہ ۱۰۰۴ھ (۱۵۹۵ء)
و - کوئی کتبہ نہیں ہے۔
ز - قابل مرمت ہے
ح - قابل تحفظ ہے۔
ط - یہ عمارت سلطان محمد قلی قطب شاہ خامس کے زمانہ کی تعمیر شدہ ہے۔ اس میں ایک مربع صحن ہے اور چاروں طرف دو منزلہ حجرے بنے ہیں۔ جن میں اطبار مسافر اور بیمار رہا کرتے تھے۔ اور بادشاہ کی جانب سے اطبار مریضوں کے علاج اور طب کی تعلیم پر متقرر تھے۔ اس سے ملحق ایک حمام اور کاروانسرائے بھی تھی۔ اب یہ عظیم الشان عمارت ویران پڑی ہے۔ اور بہت کچھ مرمت طلب ہوگئی ہے۔

اسی عمارت کے شمالی گوشہ میں قطب شاہی زمانہ کا ایک بڑا سا علم لگا رکھا ہے۔ اس کے متعلق دو اسناد کے نقول متولی صاحب نے دکھائے جن سے یہ واضح ہوا کہ امام زین العابدین کے طوق کا ٹکڑا جس کو آغا محسن ایرانی شام سے بہ تصدیق تمام لائے تھے اس میں نصب ہے اور اس علم سے قطب شاہی اور عالمگیری عہد میں معجزات ظہور میں آئے تھے۔ اس وجہ سے قطبشاہی زمانہ میں اس علم کے عود و گل کے مصارف کے لئے ایک ہون یومیہ اور عالمگیری زمانہ میں دو ہون یومیہ متقرر تھے۔ یہ علم جو سر طوق مبارک کے نام سے مشہور ہے بہ شدید سن میں استاد رہتا ہے۔ سند کے ناصیہ پر الفاظ "ختم بالخیر والسعادہ" تحریر ہیں۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ سند سلطان عبداللہ قطب شاہ کے عہد کی ہوگی اتنے کہ

سنہ ۱۰۶۶ھ (۱۶۵۶ء) کے محاصرۂ گولکنڈہ کے بعد صلح کا انعقاد منجملہ دیگر شرائط کے اس شرط پر ہوا تھا کہ شہزادہ سلطان محمد پسر اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ کے ساتھ سلطان عبداللہ کی لڑکی کا عقد کیا جائے اور سلطان عبداللہ کے لاولد ہونے کی وجہ سے وہی شہزادہ ولیعہد سلطنت قطبشاہی قرار پائے۔ چنانچہ جب سے ولیعہدی کا مسئلہ طے ہوا۔ سلطان عبداللہ قطبشاہ نے اپنے سکوں پر الفاظ "ختم بالخیر والسعادة" کندہ کرنا شروع کیا۔ اور سلطان عبداللہ و ابوالحسن تانا شاہ کی مہروں پر بھی یہی عبارت کندہ تھی اس لئے کہ خاندان قطب شاہی کا خاتمہ پیش نظر ہو گیا تھا۔

اس مکان کے ایک دالان میں چار بیرقیں ہیں جو نواب نظام علیخاں بہادر آصفجاہ ثانی کے عہد کی بیان کی جاتی ہیں۔ عمارت دارالشفاء کے متصل سلطان محمد قلی قطبشاہ خاص کی بنائی ہوئی مسجد دارالشفاء واقع ہے جس میں اس وقت تک بانگ و صلوٰة ہوتی ہے اور طرز تعمیر میں یہ دیگر قطبشاہی مساجد کے مماثل ہے۔

نمبر (۷) الف - جامع مسجد۔

ب - چارمینار کے قریب شمالی سمت پر واقع ہے۔

ج - سرکار عالی۔

د - قسم دوم الف۔

ہ - سنہ ھ (۱۶۹۷ء)

و - اس مسجد پر دو کتبے نصب ہیں۔ پہلا بخط نستعلیق صدر دروازہ پر سنگ سیاہ میں کندہ ہے۔ اس کا طول سات فٹ اور عرض دو فٹ ہے۔ اس منظوم کتبہ میں بادشاہ وقت کا نام محذوف ہے لیکن اُن کے

وزیر امین الملک میر جملہ کا نام موجود ہے جن کے زیر اہتمام یہ مسجد تعمیر ہوئی تھی۔ منظوم کتبہ کی عبارت حسب ذیل ہے۔ اور منسلکہ چربہ سے اسکی مزید توضیح ہوگی۔

جہاں داری بشاہاں شہریاری ۔۔۔ کہ نیکی دیدہ در عہدش نکوئی
دل آسائش کند جاں تازہ گردد ۔۔۔ زلعلش سر زند چوں گفتگوئی
زمیں را رشک جنت کردہ خلقے ۔۔۔ گلستان ارم گردیدہ روئی
بام عالی خود مسجدی ساخت ۔۔۔ کہ در سقفش فلک گردیدہ گوئی
گر در پیش صحن او نماید ۔۔۔ کند ہر لحظہ جنت رفت روئی
بنازم خوش در انجامے نماید ۔۔۔ تقاضائے مسلمانی غلوئی
کسے پرسد اگر تاریخ او را ۔۔۔ زہے عالی بنائے خیر گوئی

تمام گشت بسعی ملک امین الملک

(حررہ بابا خان)

دوسرا کتبہ محراب عبادت پر کندہ ہے۔ پہلوؤں کے کتبوں کا طول وعرض ۱۳ فٹ × ۱ فٹ × ۵ انچ عریض ہے۔ جو بطرز توقیع نہایت پاکیزہ ثلث خط میں کندہ ہے۔

(۱) اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ سیقول السفہاء من الناس ما ولٰیھم عن قبلتھم التی کانوا علیھا قل للہ المشرق والمغرب یہدی من یشاء الیٰ صراط مستقیم وکذالک جعلناکم امۃ وسطا لتکونوا شھداء علی الناس۔

(۲) ویکون الرسول علیکم شہیدا وما جعلنا القبلۃ التی کنت علیھا الا لنعلم

عہ ایپی گرافیا ۱۹۱۶-۱۹۱۵ء صفحہ ۴۲ کردہ کا ۱۵۰ جو (خلقی) کے اندر لکھا ہے ترک کیا گیا ہے ۱۲

عہ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ اس کو غلوی لکھا گیا ہے ۱۲









کتیبات جامع مسجد بلده

کتب خانہ جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی

من یتبع الرسول ممن ینقلب علیٰ عقبیہ وان کانت لکبیرۃ الا علی الذین
ہدی اللہ -

(۳) وما کان اللہ لیضیع ایمانکم ان اللہ بالناس لرؤف الرحیم - سبحان ربک
رب العزت عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین - کتبہ العبد
جمال الدین حسین ابن[1] جلال الدین محمد الفخار الشیرازی فی سنہ ۱۰۰۶ھ (۱۵۹۷ء) - (ملاحظہ ہو تصاویر مسجد کلاں)

اس کتبہ میں اور قلعہ گولکنڈہ میں گنبدوں کی مسجد کلاں کی محراب کے
کتبے میں عجیب توارد واقع ہوا ہے - آخر الذکر مسجد میں بھی قرآنی عبارت اسی شان
خط میں (لرؤف رحیم) تک کندہ ہے - حالانکہ کاتب دونوں کے دو مختلف
اشخاص ہیں - ایک عرب معلوم ہوتا ہے دوسرا ایرانی - اور مسجد کلاں جامع مسجد
کے (۱۷) سال بعد سنہ ۱۰۲۳ھ (۱۶۱۳ء) میں تعمیر ہوئی تھی - ان حالات سے
یہی نتیجہ مستنبط ہوتا ہے کہ مسجد کلاں کے کاتب نے جامع مسجد کے کتبہ کی ہو بہو نقل
اتارنے میں اپنے کمال فن کو ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے - البتہ جامع مسجد کے
کتبہ میں قرآنی عبارت جس مقام سے شروع اور ختم ہوئی ہے مسجد کلاں میں اسکی
پابندی نہیں ہوئی ہے - اور مسجد کلاں کا خط بھی کسی قدر جلی معلوم ہوتا ہے -

ن - محفوظ حالت میں ہے -

ح - قابل تحفظ ہے -

ط - چارمینار کے متصل یہ خوشنما مسجد سنہ ۱۰۰۶ھ (۱۵۹۷ء)
بعہد سلطان محمد قلی قطب شاہ خامس زیر اہتمام میر جملہ امین الملک الف خاں بہادر
جن کا بنایا ہوا امین باغ اسوقت تک مشہور ہے - بصرفہ دو لاکھ روپیے تعمیر

---

[1] اپی گرافیا ۱۹۱۶ء صفحہ ۲۲ لفظ (ابن) کو بجائے یہاں لکھنے کے (العبد) اور (جمال) کے درمیان لکھا گیا ہے ۱۲

ہوئی تھی۔ اِس مسجد سے ملحق ایک خانقاہ اور حمام و مدرسہ بھی تھا جو اب خراب ہوگیا ہے گلبرگہ کی ناتمام مسجد کے بعد یہ دکن کی قدیم ترین مسجد سمجھی جاتی ہے۔

میر عباس علی خاں اعتصام الملک بہادر میر منشی حضرت مغفرت منزل نے اپنے زمانہ میں بصرفہ ذاتی اس مسجد کی از سر نو تعمیر کرا کر ہر طاق و رواق میں چوبی کٹھرہ نصب کرایا تھا۔ اعتصام الملک کا انتقال سنہ ۱۲۳۰ھ (سنہ ۱۸۱۴ء) میں ہوا۔

مولنا حافظ قاری میر شجاع الدین خلیفہ مولنا شاہ رفیع الدین قدس سرہما برہان پور سے بلدہ آکر پہلے اِسی مسجد میں مقیم ہوئے اور علوم عربیہ کی تدریس شروع کی حیدرآباد میں مولود خوانی کی ابتدا اور حفظ قرآن کا چرچا آپ ہی کی بدولت ہوا تھا۔

نمبر (۸) الف - باغ لنگم پلی - (جدید)

ب - کوہ شریف کے راستہ پر واقع ہے۔

ج - پائیگاہ خورشید جاہی۔

د - قسم سوم ب

و - کوئی کتبہ نہیں ہے۔

ھ - عہد سلطان محمد قلی قطبشاہ سنہ ۱۰۱۸ھ / ۱۶۰۹ء

ز - قابل مرمت ہے۔

ح - لائق تحفظ نہیں ہے۔

ط - یہ باغ جو نہایت وسیع رقبہ میں واقع ہے۔ سلطان محمد قلی قطبشاہ کے زمانہ کی یادگار ہے۔ اور کسی زمانہ میں شاداب

میووں کے لئے مشہور تھا۔ پھر سلطان عبداللہ سابع نے بطور تفریحگاہ اس کی تعمیر و آرائش پر تین لاکھ روپیے صرف کئے تھے۔ بجز حوض اور روشوں کے بقیہ عمارات جدید ہیں۔ جن کی تعمیر نواب سکندر جاہ بہادر مغفرت منزل نے فرمائی تھی۔ اس کے بعد ۱۲۷۸ھ (۱۸۶۱ء) میں نواب افضل الدولہ بہادر غفران منزل نے یہ باغ نواب امیر کبیر خورشید جاہ بہادر مرحوم کو عنایت فرمایا فی الحال یہ باغ خورشید جاہی پائیگاہ کے علاقہ کا ہے۔

نمبر (۹) الف - مسجد شکر اللہ گوڑہ۔ (جدید)

ب - واقع امیر پیٹھ سواد کوہ مولاعلی۔

ج - سرکار عالی۔

د - قسم سوم الف

ہ - سنہ ۱۰۱۹ھ (سنہ ۱۶۱۰ء)

و - کتبہ ذیل سنگ سیاہ پر نہایت خوشخط ثلث میں کندہ کیا ہوا مسجد کی چھت پر رکھا ہے۔

(۱) قال اللہ سبحانہ و تعالیٰ۔

(۲) ومن اراد الآخرة وسعیٰ لہا سعیہا وہو مومن فاولئک کان سعیہم مشکورا۔

(۳) عجلوا بالصلوٰة قبل الموت ... ربنا تقبل منا ود ... وعجلوا بالتوبة قبل الموت۔

(۴) قال محمد نبی الکونین ... فی الدارین ... تاریخ بنا مسجد ۱۰۱۹ھ

(۵) […] والبتول والحسن والحسین وزین العباد

والمحمد الباقر وجعفر الصادق والموسیٰ الکاظم وعلی الرضا والمحمد التقی وعلی النقی والزکی العسکری الحسن -

(۶) وصل علی حجۃ القائم الخلیفۃ الصالح الامام الہمام المنتظر المہدی خلیفۃ الرحمان وسید الانس والجان ومظہر الایمان صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہم اجمعین

کتبہ اکثر مقامات سے ٹوٹ جانے کی وجہ سے اس کے کئی ٹکڑے مفقود ہو گئے ہیں۔

ز - مسجد مرمت طلب ہے۔

ح - کتبہ قابل تحفظ ہے۔

ط - سواد کوہ شریف میں ابن صاحب کے باغ کے عقب میں ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر موضع شکر اللہ گورہ کے قریب ایک غیر آباد مسجد واقع ہے جو وسیع احاطہ میں ایک بلند چبوترہ پر بنی ہوئی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ کتبہ صحن مسجد کے رواق میں نصب تھا۔ لیکن رواق ٹوٹ جانے کے بعد اس کو بعض اصحاب نے بنظر حفاظت مسجد کی چھت پر رکھوا دیا۔ کتبہ کا طول تین گز اور عرض دو گز محرابدار وضع کا ہے اور خط نہایت پاکیزہ ثلث ہے۔ اس کے سنہ تعمیر سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسجد سلطان محمد قلی قطبشاہ کی وفات سے ایکسال قبل اور جامع مسجد کی تعمیر سے ۱۳ سال بعد بنی تھی۔ مسجد اگرچہ مختصر ہے لیکن کتبہ کی شان سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہی اہتمام سے بنوائی گئی تھی۔ اور ممکن ہے کہ کوہ شریف کی زیارت کو بادشاہ کی آمد کے موقع پر اس حصہ زمین پر کمپ شاہی ہوتا ہو۔ اس لئے کہ اس مسجد کے قرب وجوار میں کوئی مقبرہ یا اور کسی قدیم آبادی کے آثار ایسے موجود نہیں ہیں جس سے اس مسجد کا تعلق ظاہر ہو۔

(✤)

نمبر (۱۰) الف - نوبت پہاڑ و فتح میدان -

ب - باغ عام کے متصل واقع ہے -

ج - سرکار عالی -

د - قسم دوم الف -

ھ - عہد سلطان محمد قلی قطبشاہ تا سنہ ۹۸۸ھ تا سنہ ۱۰۲۰ھ (۱۵۸۰ء تا ۱۶۱۱ء)

و - کوئی کتبہ نہیں ہے -

ز - محفوظ حالت میں ہے -

ح - قابل حفظ نہیں ہے

ط - یہ پہاڑ جو سطح زمین سے تین سو (۳۰۰) فٹ بلند ہے

سلطان محمد قلی قطبشاہ کے زمانہ میں شاہی سیرگاہ تھا اس پر باغیچہ و عمارات بنے تھے - جن میں سے اب صرف ایک چوکھنڈی باقی ہے - جب اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ نے تسخیر حیدرآباد کا عزم کیا تو اس کوہ کے وسیع اور پر فضا میدان میں مغلیہ فوج کا کیمپ ہوا تھا اور اسی مناسبت سے فتح گولکنڈہ کے بعد اس کا نام فتح میدان مشہور ہوا - کہا جاتا ہے کہ جب شاہان مغلیہ کے فرامین کا اعلان کرنا مقصود ہوتا تھا تو اس پر نوبت بجا کرتی تھی - اس پہاڑ سے خوشنما منظر اور تاریخی حیثیت کے مدنظر اب اس پر سے سنگ تراشی موقوف کرا دی گئی ہے - سنہ ۱۲۷۰ھ (سنہ ۱۸۵۳ء) میں یہاں سرکار عالی کی فوجی قواعد شروع ہوئی اس کے بعد سنہ ۱۲۸۰ھ (سنہ ۱۸۶۳ء) میں میجر راک کمانڈر سرکار آصفیہ اور ۱۳۰۱ھ (۱۸۸۳ء) میں کرنل نیول کمانڈر نے اس میدان کو درست کرا کر اس کے گرد درخت نصب کرائے تھے -

نمبر (۱۱) الف - مکہ مسجد (جدید)

ب - چار مینار کے جنوبی سمت پر واقع ہے۔

ج - سنگ کارعالی -

د - قسم اول الف -

ھ - سنہ ۱۰۲۷ھ / ۱۶۱۷ء　　سنہ ۱۲۱۱ھ / ۱۷۹۶ء

و - صحن میں بائیں جانب چھ مجر سنگ مرمر کے تھے جن پر کتبات ذیل نصب تھے۔ لیکن کی وسعت کے خیال سے اب یہ مجر نکال کر دوسری جگہ نصب ہوئی ہیں سابقاً کتبے جو نصب نہیں کیے گئے ہیں ان میں حضرت عمدہ بیگم صاحبہ[۱]۔ تہنیت النساء بیگم صاحبہ[۲]۔ بخشی بیگم صاحبہ[۳]۔ چاندنی بیگم صاحبہ[۴]۔ دلاور النساء بیگم صاحبہ[۵]۔ امانی بیگم صاحبہ[۶]۔ خانان بہادر بیگم صاحبہ[۷]۔ برہان پوری بیگم صاحبہ[۸]۔ حضرت نواب میر نظام علیخاں بہادر آصفجاہ ثانی غفران مآب۔ حضرت نواب سکندر جاہ بہادر آصفجاہ ثالث

---

۱ والدہ ماجدہ حضرت نواب میر نظام علی خاں بہادر۔

۲ والدہ حضرت نواب سکندر جاہ بہادر۔

۳ والدہ علاتی حضرت نواب سکندر جاہ بہادر

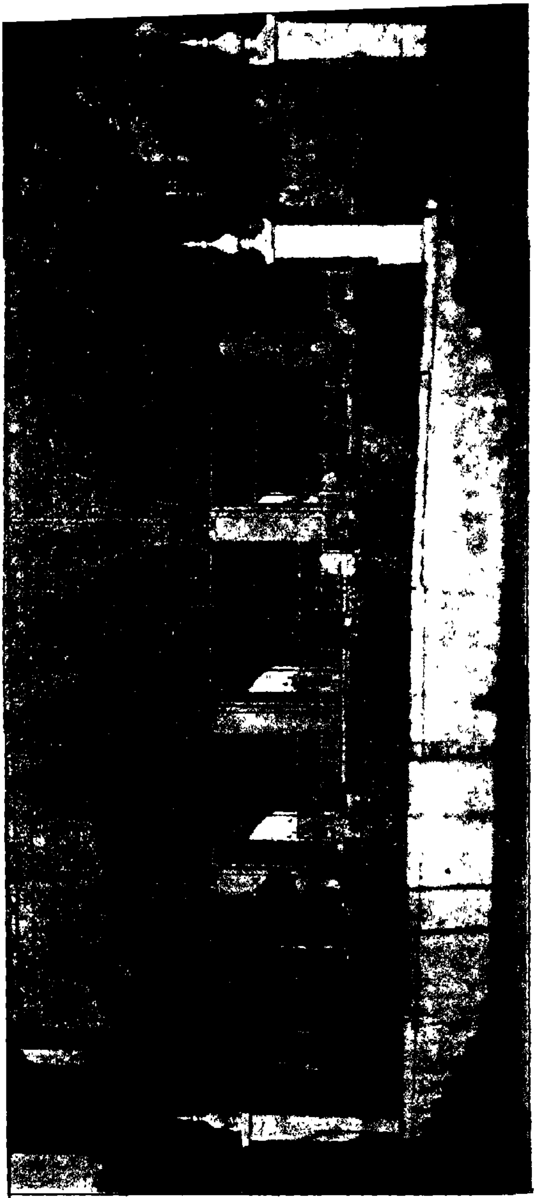
۴ والدہ حضرت نواب ناصر الدولہ بہادر

۵ والدہ حضرت نواب افضل الدولہ بہادر

۶ صاحبزادی حضرت نواب میر نظام علیخاں

۷ ہمشیرہ حضرت نواب میر نظام علیخاں بہادر۔

۸ محل حضرت نواب میر نظام علی خاں بہادر [illegible]



مغفرت منزل۔ حضرت نواب ناصر الدولہ بہادر آصف جاہ رابع غفران منزل۔ حضرت نواب افضل الدولہ بہادر آصف جاہ خامس مغفرت مکان۔ اور حضرت نواب میر محبوب علی خاں بہادر آصف جاہ سادس غفران مکان رحمہم اللہ علیہم اور میاں نِکّث روز مدفون ہیں۔ صدر دروازۂ مکہ مسجد پر سنہ ۳۲ جلوس (عالمگیری) کندہ ہے جو سنہ ۱۱۰۳ھ (سنہ ۱۶۹۲ء) کے مطابق ہے۔

(۱) کتبہ مزار حضرت غفران مآب:—

بروح پاک میر نظام علی مدام　　　خوانند با وضو ہمہ اشخاص فاتحہ
زیں مصرع عجیب دو تاریخ انجواں　　　مستوجب بہشت با خلاص فاتحہ

سنہ ۱۲۱۸ھ　　　سنہ ۱۲۱۸ھ (۱۸۰۳ء)

(۲) کتبہ مزار حضرت مغفرت منزل:—

چوں سکندر جاہ از آفاق رفت　　　مہر مکان شد از غمش بیت الحزن
برکشیدم آہ گفتم سال او　　　راہی فردوس شد شاہ دکن

سنہ ۱۲۴۴ھ (۱۸۲۸ء)

دیگر

کرد شاہ دکن ز دہر کنار　　　در ہزار و دو صد چہل و چہار

(۳) کتبہ مزار حضرت غفران منزل:—

چو رفت نواب ناصر الدولہ سوئے جنت ز دار فانی
خدائش بخشید و کرد بخشش بفضل و رحمت مقام والا
مہ صیام از شہور بودہ است و بود بست و یکم ازاں مہ
کہ دادش ایزد بقصر جنت بصدر عزت مقام والا

[illegible] میر نظام علی [illegible]

سروش غیبی برائے سالش بگوش جاں خواند مصرعہ خوش
بناصر الدولہ داد ایزد میان جنت مقام والا
۱۲۷۳ھ (۱۸۵۶ء)

(۴) کتبہ مزار حضرت مغفرت مکان :-
ربی الممالک مالک الجنہ ولممدوحی فاح الجنہ
قلت تاریخ وفاۃ المرحوم افضل الدولہ اح الجنہ
۱۲۸۵ھ (۱۸۶۸ء)

(۵) کتبہ مزار حضرت غفران مکان :-
۱۔ روضہ سلطان محبوب علی۔ ۱۳۲۹ھ
۲۔ وانہ فی الآخرۃ لمن الصالحین۔ ۱۳۲۹ھ
۳۔ شد بفردوس بریں غفران مکان میر محبوب علی خاں بادشاہ
مصرع تاریخ صدیقی بخواں رحمت حق باد بر آں بادشاہ
۱۳۲۹ھ (۱۹۱۱ء)

س - محفوظ حالت میں ہے۔
ح قابل تحفظ ہے۔
ط - اس عظیم الشان مسجد کی تعمیر سلطان محمد قطب شاہ سادس نے ۱۰۲۲ھ (۱۶۱۲ء) میں زیر نگرانی میر فیض اللہ بیگ داروغہ و رنگیا عرف ہنرمند خاں چودھری شروع کرائی۔ پھر سلطان عبداللہ قطب شاہ سابع اور سلطان ابوالحسن قطب شاہ ثامن کے عہد تک اس کی تعمیر کا سلسلہ بصرفہ آٹھ لاکھ روپے جاری رہا۔ اور شہنشاہ اورنگ زیب کے زمانہ میں اس کی تعمیر اختتام کو پہنچی۔ مسجد کی مزید آرائش کے لئے جب بادشاہ عالمگیر سے

عرض کیا گیا تو ارشاد ہوا کہ ؎

کارِ دنیا کسے تمام نکرد
ہر چہ گیرید مختصر گیرید

اِس مسجد کے آغاز تعمیر کی نسبت یہ واقعہ مذکور ہے کہ سُلطان محمد شاہ ثانی نے علماء و فضلاء شہر کو دعوت دیکر فرمایا کہ جس شخص کی نماز قضا نہ ہوئی ہو وہ اِس مسجد کا سنگ بنیاد رکھے۔ لیکن حاضرین سے کوئی سامنے نہ آیا۔ اِس پر بادشاہ نے یہ کہہ کر کہ بارہ سال کی عمر سے اِس وقت تک میری نماز تہجد بھی کبھی قضا نہیں ہوئی ہے۔ اِس مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ بلحاظ رفعت و شان دکن میں یہ اسقدر بڑی مسجد ہے کہ بوقتِ واحد اس میں دس ہزار مصلی بخوبی نماز ادا کر سکتے ہیں۔ مسجد کی عمارت ۲۲۵ فٹ طویل ۱۸۰ فٹ عریض اور ۷۵ فٹ بلند ہے۔ بیرونی احاطہ مستطیل وضع کا ہے جس کا پیمانہ ۳۶۰ فٹ مربع ہے۔ چھت کے نیچے تین قطاریں پندرہ پندرہ کمانوں کی ہیں۔ اور ہر قطار کے آخر میں شمالی جنوبی گوشوں پر سو سو فٹ کے دو بلند گنبد ہیں۔ مسجد تین دالان در دالان پر مشتمل ہے۔ جن کے اندر پندرہ اور باہر پانچ کمانیں ہیں۔ سامنے کے رُخ کے دو مینار اور صحن مسجد میں سنگِ موسیٰ کی دھوپ گھڑی اور صدر دروازہ عہد عالمگیری کی یادگار ہیں۔ مسجد کے صحن میں کنارہ پر ایک حوض ہے جس کے پاس آٹھ آٹھ فٹ کی دو لانبی سلیں رکھی ہیں جن پر مصلی بیٹھ کر وضو کرتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہ سلیں میسرم کے اس مندر میں پہلے نصب تھیں جو اب منہدم ہو چکا ہے۔ اِس مسجد کے بلند ستون ایک ڈال پتھر کے تراشیدہ ہیں اور پوری عمارت سنگ بست ہے۔

موسیو تھیونو کا بیان ہے کہ کئی سو مزدوروں نے متواتر پانچ سال کام کرنے کے بعد اس کو کان سے نکالا تھا۔ اور معدن سے مسجد تک ایک ہزار چار سو بیل

[illegible] پتھر سے

صحن کے ایک حجرے میں موئے مبارک اور دوسرے میں تبرکات محفوظ ہیں۔ [illegible] قطب شاہ سادس نے اس مسجد کا تاریخی نام (بیت العتیق ۱۰۲۳ھ / ۱۶۱۴ء) رکھا تھا لیکن شاہ اورنگ زیب کے زمانہ میں اس کا نام [illegible] مسجد مشہور ہو گیا۔ [illegible] اس کی تعمیر پر [illegible] صرف ہوئے تھے۔ ایک شاعر نے اس مسجد کی تعریف [illegible] منظوم کر کے گزرانی تھی ۔

[illegible] شرف بیسرت [illegible]

[illegible] عبادت [illegible]

اس [illegible] عمارت کی باقی ہے کہ سلطان محمد قطب شاہ نے کلمہ [illegible] کی اینٹیں اس میں نصب کرائی تھیں۔ چنانچہ کوتوال کے مکان کے [illegible] اس وقت تک موجود ہیں۔

نمبر ۱۳ الف۔ مقبرہ میر قطب الدین نعمت اللہ شیرازی و میرزا [illegible] شہرستانی

ب۔ مغلپورہ سابق کوتوال کے مکان کے قریب واقع ہے۔

ج۔ سرکار عالی۔

د۔ قسم دوم الف۔

ہ۔ ۱۰۳۰ھ / ۱۶۲۰ء۔

و۔ کتبات ذیل نصب ہیں۔

[illegible]

(۱) الحکم لله. اللهم صل علی النبی والوصی والبتول والسبطین والسجاد والباقر والصادق والکاظم والرضا والتقی والنقی والعسکری والمهدی علیهم السلام۔

(۲) یارب [illegible] بهره زشفاعت علی باد
چون [illegible] از [illegible] گنه تخلی باد
تاریخ وفات او چه جستم [illegible] محمد و علی باد ۱۰۲۵۔

کتبه مزار نعمت الله

(۱) شهد الله انه لا اله الا هو والملائکة واولوا العلم قائما بالقسط لا اله الا هو العزیز الحکیم [illegible] ۱۰۲۰

(۲) کل من علیها فان ویبقی وجه ربک ذو الجلال والاکرام۔

(۳) اللهم صل علی محمد المصطفی والمرتضی والبتول فاطمة والسبطین علی الحسن والحسین وصل علی زین العباد علی والباقر محمد والصادق جعفر والکاظم موسی والرضا علی والتقی محمد والنقی علی والزکی العسکری الحسن وصل علی الحجة القائم الخلف [illegible] محمد المهدی صاحب العصر والزمان وخلیفة الرحمن [illegible] مظهر الایمان [illegible] الله وسلامه علیه وعلیهم اجمعین فی ۱۰۲۴۔

(۴) [illegible] الذی [illegible] هم فیها خالدون۔
[illegible] ۱۰۲۳۔

(۵) [illegible] ناد علیا مظهر العجائب
تجده عونا لک [illegible] کل هم وغم سینجلی [illegible] یا علی یا علی۔

[illegible] میرزا اشرف [illegible]

(۱) [illegible] والمهدی علیهم السلام۔ وفات سیادت پناه [illegible] جنت مکانی میرزا [illegible] در ۱۰۲۹ [illegible] جمادی الثانی [illegible]

جمادی کی ع یا، متروک ہے)۔

کتبہ مزار میرزا شریف شہرستانی

(۱) شہد اللہ انہ تا ہوالعزیز الحکیم - فی سنہ ۱۰۲۹ -

(۲) کل من علیہا فان تا ذوالاکرام -

(۳) اللہم صل علی محمد المصطفےٰ تا علیہم اجمعین - فی ۱۰۲۹ -

(۴) اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم - آیۃ الکرسی - وفات سیادت پناہ مغفرت دستگاہ مرحومی جنت مکانی میرزا شریف بتاریخ سیوم شہر جمادی الثانی فی سنہ ۱۰۲۹ -

(۵) حسبنا اللہ ونعم الوکیل نعم المولیٰ ونعم النصیر نا دعلی صغیر

ز - محفوظ حالت میں ہے -

ح - قابل تحفظ ہے -

ط - آپ کا عرف نعمت اللہ تھا۔ مغلپورہ میں عنایت خاں خلیل بہادر سابق کوتوال کے مکان کے متصل ایک سربستہ کوچہ میں دو گنبد پہلو بہ پہلو بنے ہیں - پہلا اُن کا ہے اور دُوسرا اُن کے داماد میرزا شریف کا ہے چبوتروں کا ارتفاع زمین سے ۵ فٹ ہے - دونوں قبور شاندار اور مصفا سنگ سیاہ کی ہیں جن پر عبارت بالا نہایت خوشخط ثلث میں بطرز توقیع کندہ ہے۔

آپ کا تعلق خاندان قطب شاہیہ سے ہے - چنانچہ جب سلطان محمد قطب شاہ کے فرزند عبداللہ مرزا متولد ہوئے تو منجموں نے بادشاہ کو بارہ سال تک اس بچہ کی صورت نہ دیکھنے کی تاکید کی تھی - لہذا شہزادہ کی پرورش بادشاہ نے اپنے پھوپھا میر قطب الدین نعمت اللہ کے تفویض کی اور سر جملگی اور اتالیقی کی خدمت پر اُن کو مامور کیا تھا۔ بقول صاحب گلزار آصفیہ ... سے

تفویض ہونے کے پانچ سال بعد میر قطب الدین کا انتقال ہوگیا۔ چونکہ سلطان عبد اللہ قطب شاہ کی تاریخ ولادت ۱۰۲۳ھ ۱۶۱۴ء ہے۔ لہذا اس حساب سے میر قطب الدین کا انتقال ۱۰۲۸ھ ۱۶۱۹ء میں ہونا چاہیئے تھا۔ اگرچہ ان کی مزار پر تنصیب کتبات کے لحاظ سے کوئی سنہ کندہ نہیں لیکن صدق اللہ اور درود شریف کے بعد کا سنہ (۱۰۲۴) وفات کا سنہ معلوم ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ کسی اور سنہ کو سنہ وفات قرار دیا جائے تو کسی کی موت سے پہلے اس کے لوح مزار کی تنصیب ایک نہایت بے جوڑ سی بات ہوجاتی ہے۔

نمبر ۱۳ الف۔ قلعہ سلطان نگر۔ (جدید)

ب ۔ متصل سرور نگر جانب شرق۔

ج ۔ دیوانی۔

د ۔ قسم سوم الف۔

ھ ۔ ۱۰۳۰ھ ۱۶۲۰ء۔

و ۔ کوئی کتبہ نہیں ہے۔

ز ۔ خستہ حالت میں ہے۔

ح ۔ تحفظ غیر ضروری ہے۔

ط ۔ سلطان محمد قطب شاہ سادس نے ۱۰۳۰ھ ۱۶۲۰ء میں حیدرآباد سے تین کوس شرق میں اس قلعہ کی بناڈالی تھی۔ پہلے وسط قلعہ میں ایک مسجد بنوائی جو اس وقت تک سلامت ہے اس کے بعد عیدگاہ اور دیوار وعمارتہائے شاہی کی تیاری شروع کرائی اس کا دہرا حصار تھا۔ بیرونی حصار کے گرد ایک خندق پچاس گز چوڑی نہایت

گہری کھدوا کر اس پر ۲۵ گز عریض حصار شہر کی دیوار پتھر اور چونے سے بنوایا شہر پناہ کی اور یہ ارادہ تھا کہ جب یہ خندق [illegible] تو اس پر بھی آٹھ گز چوڑی دیوار حصار بنائی جائے۔ ان عمارات کی تعمیر میں [illegible] یعنی چودہ لاکھ روپیے صرف ہو چکے تھے کہ سنہ [illegible] میں بادشاہ کے تپ محرقہ میں مبتلا ہو کر انتقال کر گیا۔ [illegible] خان خلد منزل نے اسکو نامسعود تصور کر کے اس کی تعمیر کو ملتوی کر دیا۔ فی الحال بیرونی حصار اور مکانات بہت خستہ حالت میں ہیں اور پرانے قلعہ کے نام سے مشہور ہیں۔ موجودہ آثار جب تک بحال خود باقی رہیں ان کا اہتمام غیر ضروری ہے۔

نمبر ۱۴ - الف۔ دائرہ میر مومن۔

ب - [illegible] کے قریب واقع ہے۔

ج - سرکار عالی۔

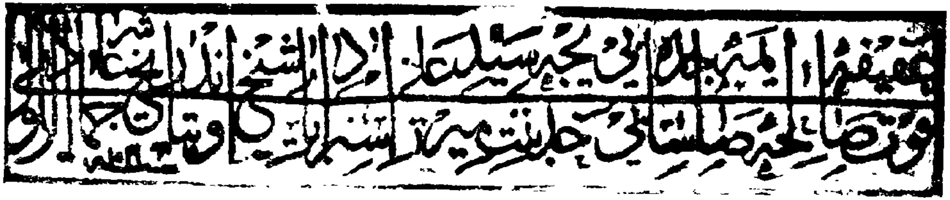
د - قسم دوم الف۔

ه - سنہ [illegible]ھ۔

و - کتبات کثرت سے ہیں جن پر خوشخط ثلث معرق و توقیع میں مختلف عبارات و آیات قرآنی کندہ ہیں۔ اور قدیم کتبے عموماً صفا سنگ سیاہ پر ہیں۔ چنانچہ سلاطین محمد قطب شاہ خامس کے عہد کی ایک قبر کا ذکر تمثیلاً کیا جاتا ہے۔ یہ مزار بی بی خدیجہ بنت میر علی استرآبادی کا ہے جس پر ایک سنگین گنبد بنا ہے اور صفا سنگ سیاہ کی قبر نہایت خوشخط ادعیہ و آیات قرآنی سے مملو ہے۔ عبارت کتبہ سے صاحب مزار کا نام اور سنہ وفات ظاہر ہوتا ہے حسب ذیل ہے :


ناد علیا مظهر العجائب
تجده عونا لك في النوائب


کل هم و غم سینجلی
بولایتك یا علی یا علی



کلک میرزا [illegible]

۱- شاہ علی [illegible]

۲- تربت عفیفہ صالحہ صائمہ صاحبہ بی بی خدیجہ بنت سید میر مومن استرآبادی شیخ آوند بتاریخ عاشر جمادی الاول سنہ ۱۰۳۱ھ (۲۱ [illegible] ۱۶۲۲ء)

(مزید توضیح کے لیے تصاویر منسلک [illegible])

نمبر ۱ عام حالت قابل توجہ ہے۔

نمبر ۲ - بعض مزارات قابل تحفظ ہیں مثلاً شاہ [illegible] میر مومن صاحب، نعمت خان عالی، گنبد بی بی خدیجہ

پہلے - حضرت میر مومن صاحب استرآبادی [illegible] نجم الدین سماکی ایران سے سلطان محمد قلی قطب شاہ [illegible] کے عہد میں وارد حیدرآباد ہو کر پیشوائی اور وکیل السلطنت کے عہدہ پر فائز ہوئے۔ آپ [illegible] منطق [illegible] ریاضی و شاعری میں منتخب روزگار تھے [illegible] سلطنت میں [illegible] رہنے کے بعد آخر عہد سلطان محمد قلی سے سلطان [illegible] قطب شاہ کے [illegible] آپ گوشہ نشین اور عبادت الٰہی میں مشغول رہے۔ شہر حیدرآباد کی بنیاد سے بہت پہلے حضرت شاہ چراغ صاحب [illegible] سے آکر وہاں قیام کیا تھا جہاں اس وقت دائرہ میں شاہ صاحب مدفون ہیں۔ پہلے یہ مقام [illegible] کے نام سے مشہور تھا۔ اب شاہ علی بنڈہ کے نام سے موسوم ہے۔ پہلے یہاں صرف برہمنوں کی مختصر سی آبادی تھی۔ چنانچہ شاہ صاحب سب سے پہلے مسلمان تھے جنہوں نے اس محلہ میں سکونت اختیار کی اور [illegible] بھی [illegible] صحبت میں [illegible] ہوئے۔ آپ کے بعد [illegible] [illegible] حیدرآباد کے کئی سال بعد شاہ صاحب کے مزار کے قریب [illegible] اور [illegible] ہوئے۔ اس کے ایک مدت کے بعد میر مومن [illegible]

نے اس دائرہ کی اراضی کو خرید کر دفن اموات کے لئے وقف کر دیا۔ اور کربلائے معلی کی خاک بھی یہاں پھیلا دی۔ چنانچہ موجودہ حمام اور کنواں میر صاحب ہی کا بنوایا ہوا ہے۔ اور شہر میں میر چوک کے نام سے اسوقت جو مقام مشہور ہے وہ بھی آپ ہی کی یادگار ہے۔ شاہ چراغ صاحب اور میر مومن صاحب کے مزار محصورہ چوکھنڈیوں میں مصفا سنگ سیاہ کی ہیں۔ میر مومن صاحب کا انتقال ۱۰۳۵ھ (۱۶۲۵ء) میں ہوا۔ آپ کے مزار کے زینہ کے پاس ایک مستطیل سیاہ پتھر سطح زمین کے برابر نظر آتا ہے یہی میرزا احمد نعمت خان عالی شاعر دربار و داروغہ مطبخ عالمگیری کا مزار ہے۔ ان کے علاوہ اس دائرہ میں بہت مشہور و معروف لوگ مدفون ہیں مثلاً میر عالم ابو القاسم خاں۔ نواب مختار الملک اول و ثانی اور اس خاندان کے دیگر امرا کے قبور ایک مخصوص احاطہ میں ہیں۔

نمبر ۱۵ الف۔ کتبات کتوہ تالاب ماں صاحبہ۔

ب - خیریت آباد سے گولکنڈہ کے راستہ پر آصف نگر میں واقع ہے۔

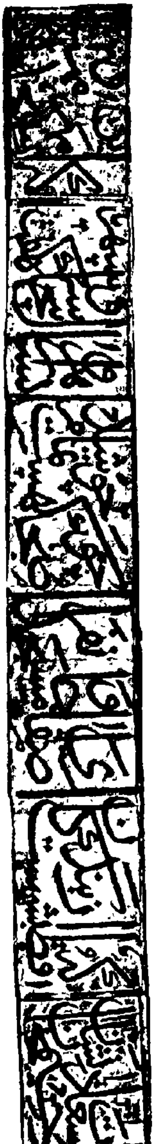
ج - سرکار عالی -

د - قسم دوم الف

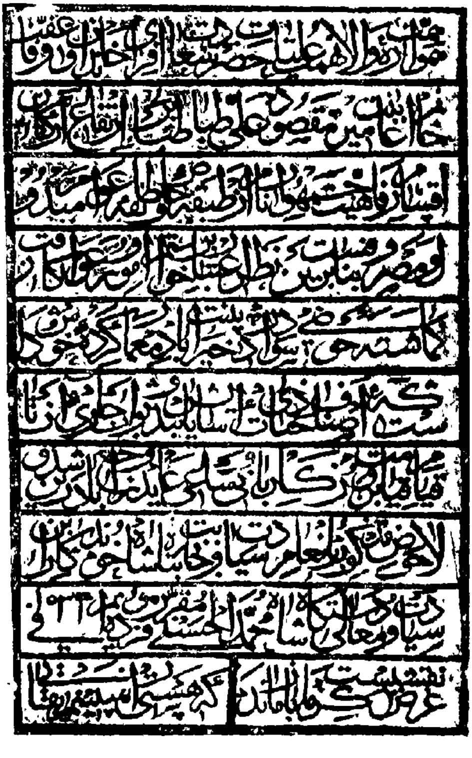
ھ - ۱۰۳۴ھ (۱۶۲۴ء)

و - کتوہ کے دونوں جانب دو برجیاں دو منزلہ بنی ہیں ان کے اندر بلندی پر ایک ایک کتبہ مصفا سنگ سیاہ پر خوشخط نسخ میں کندہ ہے۔ دونوں کتبے ہم مضمون ہیں۔ صرف جنوب مغربی کتبہ میں مندرجہ ذیل کتبہ کی نویں اور دسویں سطر محذوف ہے۔

[illegible] دہلی



کتبہ مسجد رحیم خان



کتبہ بر گنبد و تالاب ماں صاحبہ

(۱) "ہموارہ ہمت والانہمت علیا حضرت سعادت افزائی خاندان عفت[۱] ووفا"
(۲) "خانم آغا بنت میر مقصود علی طباطبا بر ارتفاع ارکان"
(۳) "اقسام رفاہیت جمہور انام از طبقہ خاص وطائفہ عوام مبذو"
(۴) "ل ومصروفست بنا بریں نظر اعتبار بر خواتم امور وعواقب کار"
(۵) "گماشتہ حوضے در سواد پنت خیر آباد معمار کردہ خوش[۲] دا"
(۶) "شت کہ اصناف ذی حیات آسایش یابند وثواب جاری آن تا"
(۷) "قیام قیامت بروزگار بانی وساعی عاید وراجع باشد دریں و"
(۸) "لا حوض مذکور بانعام سیادت ونجابت پناہ شاہ خوندکار ابن"
(۹) سیادت ومعالی دستگاہ شاہ محمد الحسینی مقرر فرمودہ ایم فی ۱۰۳۲
(۱۰) غرض نقشیست کزما باز ماند ؛ کہ ہستی را نمی بینم بقائی

(ملاحظہ ہو تصویر منسلکہ)

س ۔ محفوظ حالت میں ہیں۔
ح ۔ قابل تحفظ ہیں۔
ط ۔ کتبہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس تالاب کو جو خانم آغا کا تعمیر کردہ تھا بادشاہ وقت (سلطان محمد قطب شاہ) نے شاہ خوندکار کو بطور انعام عطا کیا تھا۔ خانم آغا شہزادہ مرزا محمد امین پسر سلطان ابراہیم قطبشاہ رابع کی بیوی اور سلطان محمد قطبشاہ سادس کی ماں تھیں۔ لیکن یہ تالاب فی زمانا ماں صاحبہ کے نام سے مشہور ہے اور یہ حیات بخش بیگم زوجہ سلطان محمد قطبشاہ

عہ[۱] ایپی گرافیا ۱۹۱۶-۱۹۱۷ء صفحہ ۴۰ اس کو وفا وعفت لکھا ہے جو خانم آغا وطباطبا کا ہم قافیہ نہیں ہوتا ہے ۱۲
عہ[۲] " " " " اس کو (خورسش است) لکھا گیا ہے ۱۲

والدہ سلطان عبداللہ قطبشاہ سابع کا لقب ہے۔ جنہوں نے حیات نگر بسایا تھا۔
لیکن جیسا کہ مسجد خیریت آباد کے ضمن میں بیان کیا گیا ہے۔ معلوم
ہوتا ہے کہ اکثر شاہان قطبیہ کی ماؤں کا یہی عرف رہا ہے۔ شاہ خوند کا جنہیں
یہ تالاب عطا کیا گیا تھا۔ شاہ محمد بن شاہ علی پیشوائے سلطان عبداللہ کے بیٹے
خانم آغا کے نواسے اور سلطان عبداللہ قطبشاہ کے پھوپی زاد بھائی تھے۔
ان کا مزار اور مزار خانم آغا بھی گنبد سلطان محمد قطبشاہ کے اندر واقع ہے۔
اور جس طرح سلطان محمد قطب شاہ کے کتبہ مزار پر عالیحضرت لکھا ہے اسی
طرح ان کے لوح مزار کی عبارت بھی اسی لفظ سے شروع ہوتی ہے۔ چنانچہ
کتبات گولکنڈہ میں اس کا ذکر آئیگا۔ کاتب نے اس کتبہ کی تحریر میں
تقسیم الفاظ کے متعلق بعض غلطیاں کی ہیں مثلاً سطر ۴ کے شروع میں
(لفظ مبذول) اور سطر ۵ کے آخر اور سطر ۶ کے شروع میں لفظ (داشت)
علی ہذا ساتویں سطر کے اختتام اور آٹھویں سطر کے آغاز میں (ولا) کی تقسیم
رسم الخط کے خلاف کی ہے۔

نمبر ۱۶ - الف - مسجد رحیم خاں۔

ب - پل کہنہ کے قریب واقع ہے۔

ج - سرکار عالی۔

د - قسم دوم الف۔

ھ - سنہ ۱۰۵۳ھ / ۱۶۴۳ع۔

ملہ حدیقۃ السلاطین ۱۰

و - محراب عبادت کی مغربی کمان پر آیت الکرسی لکھی ہے جس کے آخر میں کاتب کا نام میر علی کندہ ہے محراب عبادت کے روکار پر دُرود شریف اور (انصر من اللہ وفتح قریب وبشر المومنین) کے بعد اشعار ذیل بخط نسخ کندہ ہیں۔

السعادت نشان رحیم خاں	کہ از بندگان قطب شہ ست
صفای مسجد او جانفزا[1]	چو تمام شد چو صبح گہ ست
بسال ہزار و پنجاہ و سہ گفت سپہر[2]	کہ ایں سجدہ گاہ مہر و مہ است

(ملاحظہ ہو تصویر ۲ سلکہ)

ز - قابل مرمت ہے۔

ح - قابل تحفظ ہے۔

ط - یہ مسجد پرانے پُل کے قریب ایک مختصر سے چبوترہ پر واقع ہے۔ اندرونی دالان ۲۷ فٹ طویل اور ۱۸ فٹ عریض ہے۔ دونوں پہلوؤں پر دو مینار ہیں۔ صحن کے محاذی ایک کنواں اور اُسی کے قریب چبوترہ پر نو قبوریں ہیں۔ لیکن کسی پہ کوئی کتبہ نہیں ہے یہ منظوم کتبہ مسلسل ایک سطر میں لکھا ہے۔ جس کا طول ۶ فٹ ۶ انچ اور عرض ۹ انچ ہے۔

---

[1] ایپی گرافیا ۱۷-۱۹۱۶ء صفحہ ۳۸ اس کو اس طرح لکھا ہے (صفائی مسجد جانفزای او) کتبہ میں جانفزا کے بعد (ی) موجود نہیں ہے۔ ۱۲

[2] ایپی گرافیا ۱۸-۱۹۱۷ء صفحہ ۳۸ اس کو لکھا ہے (بسال ہزار و پنجاہ و سہ سپہر گفت) اسطرح ایک کرن بڑھ جاتا ہے ۱۲

نمبر ۱۷ - الف - حیات نگر - (جدید)

ب - سرورنگر کے آگے واقع ہے -

ج - سرکار عالی -

د - قسم سوم الف -

ھ - عہد سلطان عبداللہ قطبشاہ ۱۰۳۵ھ / ۱۶۲۶ء

و - کوئی کتبہ نہیں ہے -

ز - خستہ حالت میں ہے -

ح - قابل تحفظ نہیں ہے -

ط - حیات بخش بیگم مادر سلطان عبداللہ قطبشاہ نے ۱۰۳۵ھ میں اس مقام کو آباد کیا تھا - جو بلدہ کے جانب شرق ۱۲ میل پر واقع ہے - یہاں کے شاہی مکانات میں ۲۶ رجب ۱۰۴۱ھ / ۱۶۳۱ء سے بارہ روز تک سلطان عبداللہ کے پہلی مرتبہ ڈاڑھی منڈانے کی مسرت میں حیات بخش بیگم نے جشن منایا تھا جس میں دولاکھ ہون صرف ہوئے تھے مکانات فی الحال خستہ حالت میں ہیں - موجودہ شاہی آثار کی جب تک تاریخی حیثیت باقی رہے ان کا انہدام غیر ضروری ہے -

---

نمبر ۱۸ - الف - مسجد خیریت آباد - (جدید)

ب - محلہ خیریت آباد میں واقع ہے -

ج - صرف خاص مبارک -

د - قسم دوم ب

ھ - عہد سلطان محمد قطب شاہ سادس ۱۰۲۰ھ / ۱۶۱۲ء ۱۰۳۵ھ / ۱۶۲۶ء

و - کوئی کتبہ نہیں ہے ۔

ز - محفوظ حالت میں ہے۔

ح - قابل تحفظ ہے ۔

ط - اس مسجد میں تین بلند کمانیں ہیں مسجد کا طول ۹ اگز اور عرض ۱۰ گز ہے ۔ متولی کے پاس جو سند ۲۷ سنہ جلوس عالمگیری کی ہے اس سے واضح ہے کہ خیریت النسا بیگم عرف ماں صاحبہ بنت سلطان محمد قطبشاہ نے اپنے استاد اخوند ملا عبدالملک کے لئے یہ مسجد بنوائی تھی۔ اخوند مذکور نے ایک قرآن مجید بخط یاقوت اور ایک شاہنامہ بیگم مذکور کے توسط سے بادشاہ کے پاس پیش کرایا تھا جس کے صلہ میں اخوند کو ، سو ہون اور خلعت چہل تنگ مرحمت ہوا لیکن اخوند نے بجائے اس کے عطائے اراضی کے لئے التماس پیش کی لہذا ۵۰ بیگہ اراضی انعامی عطا ہوئی ۔ چنانچہ اراضی انعامی مع تولیت مسجد اس وقت تک اخوند مذکور کے خاندان میں چلی آتی ہے ۔ مسجد کے پہلو میں جو گنبد بلا مزار ہے اس کا حال سند سے یہ معلوم ہوا کہ ملا عبدالملک نے بسمت شمال مسجد اراضی انعام میں بصرف ذاتی اپنے دفن کے لئے یہ گنبد بنوایا تھا ۔ لیکن ان کا انتقال حرمین شریفین میں ہونے کی وجہ سے گنبد خالی رہا ۔

نمبر ۱۹ - الف - گنبد خیرات خاں (جدید)

ب - گولی پورہ ۔

ج - سرکار عالی ۔

د - قسم دوم الف ۔

ھ - ۱۰۶۶ھ۔ ۱۶۵۵ء

و - کتباتِ ذیل لوحِ مزار پر کندہ ہیں :—

کتبہ لوح مزار خیرات خاں

۱ - بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر وما ادریٰک ما لیلۃ القدر لیلۃ القدر خیر من الف شہر تنزل الملائکۃ والروح فیہا باذن ربہم من کل امر سلام ہی حتی مطلع الفجر۔ وفات مغفرت آثار خیرات خاں ہجدہم ماہ رمضان ۱۰۶۶ھ۔

۲ - الحمد للہ۔ اللہم صل علی النبی والوصی والبتول والسبطین والسجاد والباقر والصادق والکاظم والرضا والتقی والنقی والزکی والمہدی علیہم السلام۔

کتبہ لوح مزار بابا عبداللہ پسر خیرات خاں

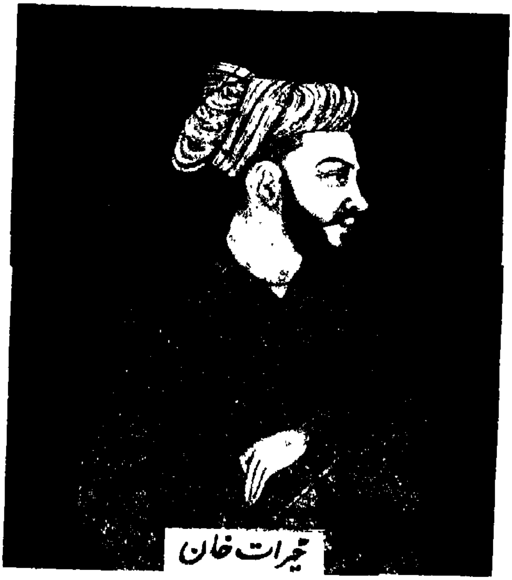
۱ - بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ انا انزلناہ فی لیلۃ القدر وما ادریٰک ما لیلۃ القدر لیلۃ القدر خیر من الف شہر تنزل الملائکۃ والروح فیہا باذن ربہم من کل امر سلام ہی حتی مطلع الفجر۔

۲ - اللہم صل علی النبی والوصی والبتول والسبطین والسجاد والباقر والصادق والکاظم والرضا والتقی والنقی والزکی والمہدی علیہم السلام۔ وفات مغفوری بابا عبداللہ بن خیرات خاں۔ پنجم ماہ ربیع الثانی ۱۰۶۶ھ۔

ز - قابلِ مرمت ہے۔

ح - لائقِ تحفظ ہے۔

ط - گولی پورہ دروازہ کے اندر رفاعیوں کے تکیہ میں دو گنبد بنے ہیں۔ بڑے گنبد میں جو ایک چبوترہ پر واقع ہے خیرات خاں اور اُن کے لڑکے کی قبر ہے۔ لڑکے کی قبر وسط گنبد میں اور خیرات خاں کی



خیرات خان

پہلو میں بنی ہے۔ دوسرا گنبد جو چھوٹا ہے ان کی بیوی کا کہا جاتا ہے لیکن اس پر کوئی کتبہ نہیں ہے۔ سلطان عبداللہ قطبشاہ نے شاہ عباس صفوی والیٔ ایران کے پاس خیرات خاں سر نوبت کو مع تحف و ہدایا محمد قلی بیگ ابن قاسم بیگ سفیر ایران کے ہمراہ ایلچی بنا کر حیدرآباد سے ایران روانہ کیا۔ بندر سورت سے ان کو آگرہ طلب کر کے شاہ جہاں بادشاہ نے بھی ایک خط شاہ ایران کے نام دیا جب یہ بندر عباس پہنچے تو وہاں ۲ جمادی الاول سنہ ۱۰۳۷ھ / ۱۶۲۷ء کو شاہ عباس کی رحلت اور شاہ صفی کی تخت نشینی کی خبر سنی۔ خیرات خاں بندر عباس سے دار السلطنت اصفہان پہنچے اور مکتوب شاہ جہاں و عبداللہ قطب شاہ کو شاہ کے ملاحظہ میں پیش کیا۔ شاہ نے ان کو کئی سال تک اپنا مہمان رکھ کر سنہ ۱۰۴۳ھ / ۱۶۳۳ء میں واپسی کی رخصت دی۔ یہ قندھار کے راستے سے شاہ جہاں کو اُن کے مکتوب کا جواب دیتے ہوئے ۱۷ ذیقعدہ سنہ ۱۰۴۴ھ / ۱۶۳۴ء میں حیدرآباد پہنچے اور مقربان بادشاہ و وزراء کے زمرہ میں منسلک ہو گئے۔ رجب سنہ ۱۰۴۷ھ / ۱۶۳۷ء میں جبکہ سلطان عبداللہ کی دادی حج بیت اللہ کو جا رہی تھیں تو خیرات خاں بندر مچھلی پٹن تک اُن کے ہمراہ گئے تھے۔ اِس کے بعد سنہ ۱۰۵۰ھ / ۱۶۴۰ء میں انہوں نے قلعہ گولکنڈہ میں موسیٰ بُرج کی شمالی سیڑھیوں کے قریب مُلّیاں اور باغ بنوایا جس کا حال کتبہ موسیٰ بُرج نمبر (۶۰) سے واضح ہوتا ہے۔ پھر سنہ ۱۰۵۲ھ / ۱۶۴۲ء میں ان کے اہتمام سے قلعہ پر ایک انبار خانہ تعمیر ہوا جیسا کہ کتبہ انبار خانہ نمبر (۶۱) سے ظاہر ہوتا ہے۔

لوح مزار سے واضح ہے کہ ان کی وفات ۱۸ رمضان سنہ ۱۰۶۶ھ / ۱۶۵۵ء میں واقع ہوئی اور اُن کے فرزند با عبداللہ ان کی وفات سے پانچ ماہ قبل بتاریخ ۵ ربیع الثانی سنہ ۱۰۶۶ھ / ۱۶۵۵ء مرحوم ہو چکے تھے۔ تصویر منسلکہ متحف برطانیہ سے

نقل کی گئی ہے ۔

نمبر ۲۰ الف ۔ کمرکی گنبد (جدید)

ب ۔ بھوئی گرڑہ کے راستہ پر پنی پورہ کے محاذی واقع ہے ۔

ج ۔ سرکارِ عالی و مجاور ۔

د ۔ قسم دوم ج ۔

ھ ۔ سنہ ۱۰۷۰ھ ۱۶۵۹ء

و ۔ نقار خانہ کے دروازہ پر سنگِ سیاہ پر بخطِ نسخ کتبۂ ذیل نصب ہے ۔ لیکن یہ نقار خانہ مہاراجہ چندو لعل بہادر کے متصدی کا بنوایا ہوا ہے جو حضرت کے معتقدین میں سے تھے ۔ اور کتبہ بھی انہیں کا نصب کیا ہوا ہے ۔

"قال سلام علیہ انا مدینۃ العلم و علی بابہا ۱۲۳۴ھ" (۱۸۱۸ء)

ز ۔ محفوظ حالت میں ہے ۔

ح ۔ قابلِ تحفظ ہے ۔

ط ۔ جو عمارت کمرکی گنبد کے نام سے مشہور ہے اُس میں حضرت سید میراں خدانما حسینی عرف میرانجی صاحب قدس سرہٗ اور اُن کے بیٹوں و پوتوں کے مزار واقع ہیں ۔ گنبد کمرکھ کی وضع کا خوشنما اور مستحکم حالت میں ہے ۔ علاوہ نقار خانہ کے ایک سماع خانہ و آبدار خانہ ہے لیکن آخری عمارات شکستہ حالت میں ہیں ۔ حضرت میرانجی صاحب ابتداءً سلطان عبداللہ قطب شاہ سابع کی ملازمت میں منسلک تھے ۔ اتفاق سے شاہی ضروریات پر بیجاپور جانا ہوا تو وہاں ان کو حضرت امین الدین اعلیٰ کی

توجہ سے فنا فی الشیخ کا مرتبہ میسر ہوا۔ وہاں سے حیدرآباد آکر نشینت وہدایت خلق میں مشغول ہوگئے۔ آپ کی وفات بقول صاحب گلزار آصفیہ ۸ اجمادی الاول سنہ ۱۶۵۹ء میں ہوئی۔ عالمگیر بادشاہ نے ایک مرتبہ آپ سے دریافت فرمایا کہ "کیا آپ خدا نما ہیں" آپ نے اس کا جواب دیا کہ "بابا اگر خدا نما نباشم پس خود نما باشم" دکنی زبان میں رسالۂ وجدیہ ورسالۂ قربیہ آپ کی یادگاریں موجودہ گنبد آپ کے فرزند خلیفہ شاہ امین الدین ثانی کا بنوایا ہوا ہے جنہوں نے سنہ ۱۰۷۲ھ ۱۶۶۲ء میں وفات پائی اور اسی گنبد میں مدفون ہوئے۔

کمر کی گنبد کے متصل ہنڈان خاں منڈان خاں (خسان خان خان منان) کا دو منزلہ گنبد واقع ہے۔ اوپر کی منزل میں گچ کا فرش ہے لیکن تعویذ کا کوئی نشان نہیں ہے۔ نیچے کی منزل میں جو محفوظ حالت میں ہے وسطی قبر صفا سنگِ سیاہ کی ہے۔ اور اس کے پہلو میں سنگ سپیہ کا تعویذ ہے۔ سیاہ قبر کے شمال مشرقی گوشہ میں ایک اور چھوٹی سی قبر ہے۔ اس گنبد کے متصل ایک خوشنما سہ دری مسجد ہے جس کو منجانب سررشتۂ امور مذہبی تیغہ کرا دیا گیا ہے کہا جاتا ہے کہ یہ دونوں بھائی تانا شاہ کے ندما میں سے تھے لیکن کسی تاریخ میں ان کا حال نظر سے نہیں گزرا۔

نمبر ۲۱ - الف - مقبرہ ابن خاتون - (جدید)

ب - متصل زنانی پھاٹک پرانی حویلی -

ج - متولی -

د - قسم دوم ج

ھ - عہد سلطان عبداللہ قطبشاہ رابع سنہ ۱۰۳۵ھ ۱۶۲۶ء - سنہ ۱۰۸۳ھ ۱۶۷۲ء -

و - لوح مزار پر کتبہ ذیل کندہ ہے۔

(۱) الحمد للہ۔ اللہم صل علی النبی والوصی والبتول والسبطین والسجاد والباقر والصادق والکاظم والرضا والتقی والنقی والعسکری المہدی۔

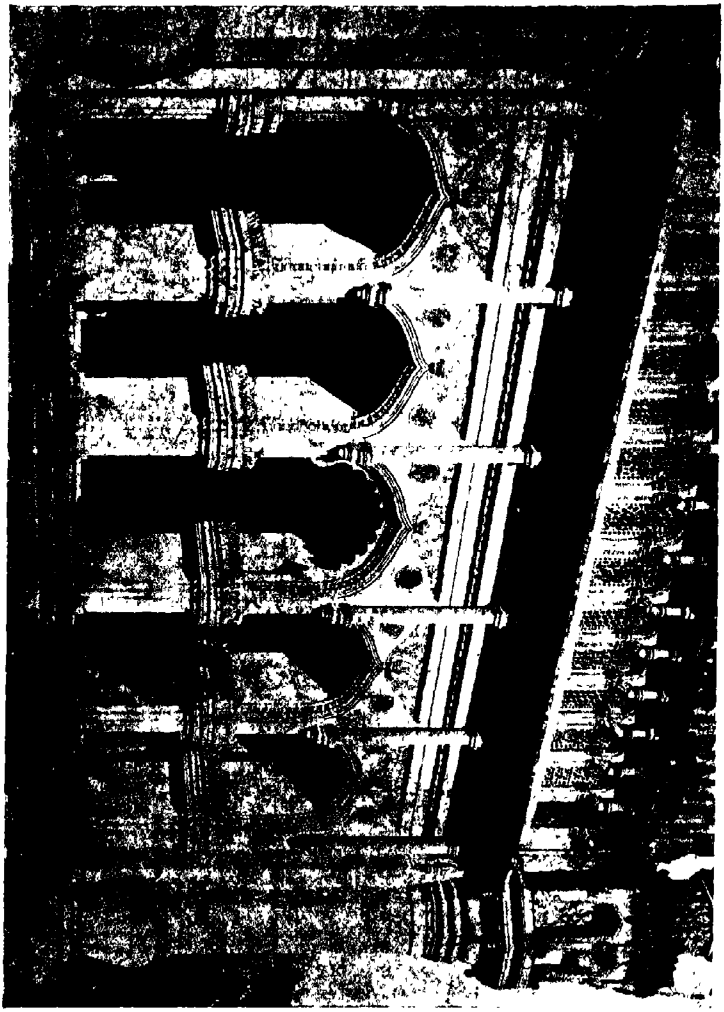
(۲) اللہم صل علی المصطفی محمد وعلی المرتضی والحسن والحسین وعلی ومحمد وجعفر وموسیٰ وعلی ومحمد وعلی والحسن العسکری ومحمد المہدی صلوات اللہ علیہم اجمعین ۹۹۱ھ (۱۵۸۳ء)

ز - مرمت طلب ہے۔

ح - قابل تحفظ ہے۔

ط - علامہ شیخ محمد بن علی بن خاتون الطوسی العاملی الشہیر بہ ابن خاتون شیخ بہائی علیہ الرحمہ کے خواہرزادے اور وزرائے قطبشاہیہ میں سے تھے۔ پرانی حویلی کے دیوار کے اندر محاذی ڈیوڑھی قدیر جنگ بہادر آپ مع اپنی بیوی کے آسودہ ہیں۔ شہر کے اکثر خوش عقیدہ اشخاص پنجشنبہ کو فاتحہ خوانی کیلئے آیا کرتے ہیں۔ آپ سلطان محمد قطبشاہ سادس کے عہد میں منشی الملک اور مقربان بارگاہِ سلطانی ہونے کی وجہ سے ۱۰۲۴ھ ۱۶۱۵ء میں بادشاہ کیطرف سے بیش قیمت تحائف و ہدایا لیکر شاہ عباس صفوی کے سفیر حسین بیگ قبچاچی کے ہمراہ ایران بھیجے گئے تھے۔ چنانچہ جس وقت آپ سفارت ایران سے حیدرآباد واپس آئے تو سلطان محمد قطب شاہ مرحوم ہو چکے تھے۔ اور سلطان عبداللہ قطب شاہ سابع اورنگ نشین گولکنڈہ تھے۔ اس زمانہ میں ابن خاتون کی بہت توقیر ہوئی اور نہم رمضان ۱۰۳۸ھ ۱۶۲۸ء کو آپ کی پیشوائی اور میرجملگی کی خدمت ملی اور تخت کے پاس بیٹھنے کی اجازت ہوئی۔ جس پر نظام الدین احمد مصنف حدیقۃ السلاطین قطبشاہی نے حسب ذیل قطعہ تہنیت کہکر پیش کیا :-


ابن خلدون



موتی مسجد

شہ یوسف رخ و جمشید حشمت | کہ حاتم می کند از وے گدائی
ز فرط مرحمت کردہ ممکن | محمد را بصدر پیشوائی
بساماں شد مہام ملک و ملت | کہ بود ابتر ز آفات سمائی
متاع فضل و دانش بود کاسد | کنوں بگرفت در عہدش روائی
جہاں معمور گردیدہ بد انساں | کہ شد محواز خلائق بے نوائی
بالہام آمد ایں مصراع تاریخ | محمد یافت از حق پیشوائی

آپ کے معمولات سے تھا کہ علی الصباح آپ کے مدرسہ میں قضاۃ علماء و شعراء جمع ہو کر تفاسیر و معقول و ریاضی پر مباحث و مذاکرے کیا کرتے تھے اور ہر شنبہ کو شعرائے عرب و عجم مذاکرہ شعرائی متقدمین کے علاوہ طرحی غزلوں کا مشاعرہ بھی کیا کرتے تھے۔ صحیح سنہ وفات معلوم نہ ہوا لیکن اتنا ظاہر ہوا کہ عبداللہ قطبشاہ کے عہد میں آپ انتقال کر چکے تھے۔ جامع عباسی کی تکمیل آپ ہی کے ہاتھوں ہوئی تھی۔ شرح ارشاد۔ ترجمہ کتاب اربعین۔ حاشیہ جامع عباسی آپ کی تصانیف سے ہیں۔ تصویر منسلکہ متحف برطانیہ (برٹش میوزیم) کے قلمی تصویر کا عکس ہے۔ ٹولی مسجد کے صحن میں جو کتبہ پڑا ہے اُس سے واضح ہوتا ہے کہ شیخ پیشوا کی سعی سے سنہ ۱۰۴۳ھ / ۱۶۳۳ء میں ایک مسجد تعمیر ہوئی۔ اس میں جن شیخ پیشوا کا حوالہ درج ہے اس سے مُراد شیخ ابن خاتون پیشوائی عبداللہ قطبشاہ ہیں۔

کتبہ نمبر (۲) جو آپ کی بیوی کے مزار پر نصب ہے اُس پہ سنہ ۹۹۱ھ / ۱۵۸۳ء درج ہے اگرچہ حروف بہت کچھ مٹ گئے ہیں۔

نمبر ۲۲۔ الف۔ ٹولی مسجد۔

ب۔ پل کہنہ سے قلعہ کے راستہ پر واقع۔

ج - سرکارِ عالی -

د - قسم دوم الف -

ھ - سنہ ۱۰۸۲ھ (۱۶۷۱ء) -

و - محراب عبادت میں کتبۂ ذیل نصب ہے -

(ملاحظہ ہو تصویر منسلکہ)

لمن الملک الیوم للہ الواحد القہار

موسیٰ خاں بنا کرد ایں مسجد شش　　کہ شد مستعد در عبد اللہ شاہ

تاریخ مسجد چنیں شد ندا　　بنا کرد مسجد بنام خدا

سنہ ۱۰۸۲ھ (سنہ ۱۶۷۱ء)

دوسرا کتبہ جو سنگِ سیاہ کے دو ٹکڑوں پر کندہ ہے اور صحن میں ایک قبر کے پاس پڑا ہے اوس مسجد سے متعلق ہے جو شیخ پیشوا کی سعی سے سنہ ۱۰۴۳ھ (۱۶۳۳ء) میں بنی تھی - شیخ پیشوا سے اشارہ شیخ محمد ابن خاتون کی جانب معلوم ہوتا ہے جو سلطان عبد اللہ قطبشاہ کے زمانہ میں پیشوائی کے عہدہ پر مامور تھے -

کتبہ متذکرہ حسبِ ذیل ہے - (ملاحظہ ہو تصویر منسلکہ)

در زمان شاہ خیر اندیش گردوں بارگاہ　　یافت اتمام ایں بنا از سعی شیخ پیشوا

خواستم چوں سال تاریخش زہیر عیب گفت　　شد بحکم شاہ عبد اللہ ایں مسجد بنا

سنہ ۱۰۴۳ھ (سنہ ۱۶۳۳ء)

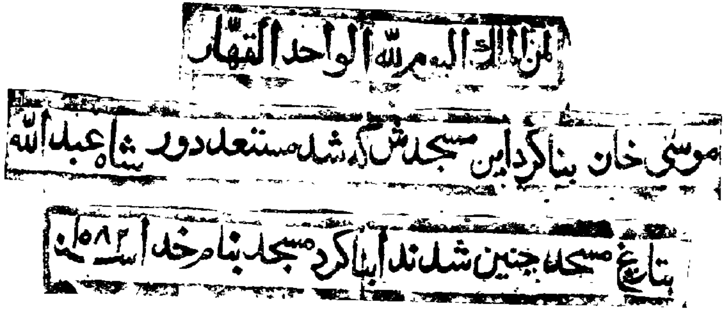
کتبہ لطف اللہ الحسینی التبریزی

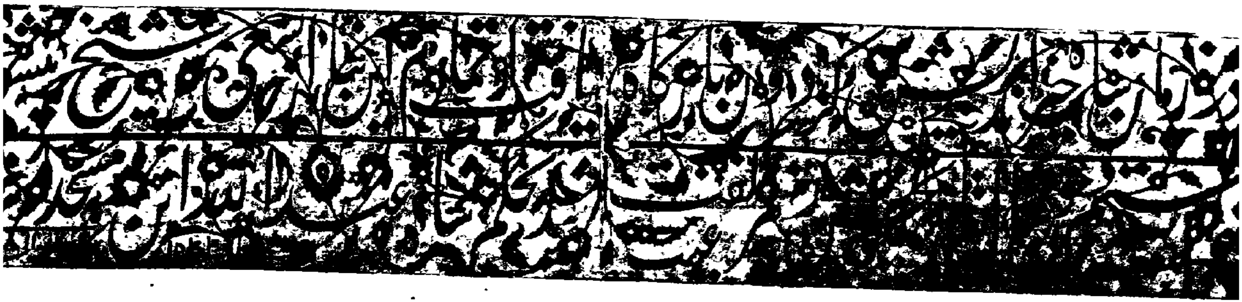
ز - مرمت ہو چکی ہے -

ح - قابل تحفظ ہے -

ط - یہ مسجد موسیٰ خاں محلدار سلطان عبد اللہ قطب شاہ کی

کتبات توابی مسجد وحشن





بنوائی ہوئی ہے ۔ معلوم ہوتا ہے کہ پہلے اس کے صحن میں باغ لگا تھا ۔ شمالی جنوبی اور مشرقی سمتوں میں ۶ فٹ بلند چبوترہ پر جانے کے لئے سیڑھیاں بنی تھیں ۔ عمارت دو دالانوں پر منقسم ہے ۔ باہر پانچ اور اندر تین کمانیں ہیں ۔ مسجد کے دونوں گوشوں میں ۲۰ فٹ بلند مینار بنے ہیں ۔ قلعہ گولکنڈہ کا موسیٰ برج بھی انہیں سے منسوب ہے ۔ اس کتبہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ موسیٰ خاں عبداللہ قطب شاہ کے سپہ سالار اور وزیر بھی رہے ہیں ۔ صاحب گلزار آصفیہ نے اس کا نام دمڑی مسجد لکھ کر وجہ تسمیہ یہ بیان کی ہے کہ موسیٰ خاں مکہ مسجد کی داروغگی پر مامور تھے اور مخارج تعمیر میں سے فی روپیہ ایک دمڑی اُن کے لئے مقرر تھی (بطور تحریر) موسیٰ خاں نے اس تحریر کی رقم سے راستہ قلعہ محمد نگر کے متصل سمت غربی کاروان میں یہ مسجد تعمیر کرائی ۔ سلطان عبداللہ قطب شاہ کی وفات کے بعد ابوالحسن کی تخت نشینی میں موسیٰ خاں کی سعی بھی شریک تھی ۔

نمبر ۲۲ ۔ الف ۔ مقبرہ سید محمد اکبر (جدید)

ب ۔ نزد پرانی حویلی ۔
ج ۔ صرفِ خاص مبارک و متولی ۔
د ۔ قسم سوم ج
ھ ۔
و ۔ کوئی کتبہ نہیں ہے ۔
ز ۔ محفوظ حالت میں ہے ۔
ح ۔ قابل تحفظ نہیں ہے ۔
ط ۔ آپ میر محمد باقر داماد صاحب مجسطی کے فرزند تھے

اور عہد قطب شاہی کے علما میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔ پُرانی حویلی کے قریب محاذی ڈیوڑھی قدیر جنگ بہادر بانسوں کے کٹہرہ کے اندر ایک مسقف احاطہ میں آپ مع اپنی بیوی کے آسودہ ہیں۔ صحیح تاریخ وفات معلوم نہ ہوسکی۔ منجانب صرف خاص مبارک آپ کا سالانہ عرس ۱۷ ربیع الاول کو باہتمام مجاور واہل محلہ ہوتا ہے۔

نمبر ۲۴ - الف - گوشہ محل -

ب - توپ خانہ کے قریب واقع ہے -

ج - سرکار عالی -

د - قسم دوم الف -

ھ - ۱۰۸۳ھ / ۱۶۷۲ء - ۱۰۸۳ھ

و - کوئی کتبہ نہیں ہے -

ز - محفوظ حالت میں ہے -

ح - قابل تحفظ ہے -

ط - گوشہ محل اور اس کی ملحقہ عمارات میں اب صرف چند بڑے حجرے باقی رہ گئے ہیں جو فی الحال فوجی ضروریات میں استعمال ہوتے ہیں۔ گوشہ محل کے عالیشان عمارات کی تعمیر ۱۰۸۳ھ / ۱۶۷۲ء میں سلطان عبداللہ قطبشاہ سابع نے اور ان کی تکمیل سلطان ابوالحسن تانا شاہ نے کرائی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ اس محل میں ایکہزار حجرے تھے اور مکان غیرمعمولی طور پر بلند تھا۔ اس محل کی تعمیر پر تین لاکھ چالیس ہزار روپیہ کے مصارف عائد ہوئے تھے۔ فی زمانا اس محل کا وجود نہیں ہے۔ البتہ ایک عظیم الشان

حوض موجود ہے۔ جس سے اُس محل کی عظمت کا اندازہ ہو سکتا ہے جو منہدم ہوگیا ہے۔ ۱۰۹۷ھ ۱۶۸۵ء میں شہزادہ شاہ عالم نے حملہ حیدر آباد کے موقع پر گوشہ محل میں قیام کیا تھا یہ محل شاہی محلات کی تفریحگاہ تھا۔ اسی سے اس کا نام گوشہ محل رکھا گیا کہا جاتا ہے کہ اس محل سے قلعہ گولکنڈہ تک زمین دوز راستہ بنا تھا جو اب بند ہو چکا ہے۔

نمبر ۲۵ - الف - مسجد قطب عالم (جدید)

ب - نزد بارہ دری شمس الامرا بہادر -

ج - سرکار عالی -

د - قسم دوم الف -

ھ - عہد سلطان عبداللہ قطب شاہ ۱۰۳۵ھ ۱۶۲۶ء - ۱۰۸۳ھ ۱۶۷۲ء

و - مسجد پر کوئی کتبہ نہیں ہے صحن مسجد میں دو قبور کے سرہانے حسب ذیل لوحیں کندہ ہیں :-

لوح مزار کلب علی۔

(۱) ۱۱۰۱ھ بتاریخ بست ونہم ماہ جمادی الاول روز دوشنبہ کلب علی ولد سلیم وفات یافت۔

(۲) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اللھم صل علی محمدن المصطفیٰ وعلی والبتول فاطمہ والسبطین الحسن والحسین وصل علی زین العباد ومحمدن الباقر و جعفرن الصادق والکاظم موسیٰ والرضا علی والتقی محمد والنقی العسکری الحسن والامام مہدی صاحب الزمان خلیفۃ الرحمن سید الانس والجان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

لوح مزار در صحن مسجد قطب عالم۔

(۳) اللهم صل علی النبی والوصی والبتول والسبطین والسجاد والباقر والصادق والکاظم والرضا والتقی والنقی والزکی والمهدی۔ ۱۰۸۱ھ

کتبہ مزار سید میراں بخاری صاحب۔

(بخط ثلث و طرز توقیع)۔ بر لوح بالائی۔

(۴) شہد اللہ انہ لا الہ الا ہو والملٰیکۃ و اولوا العلم قائماً بالقسط لا الہ الا ہو العزیز الحکیم۔

(۵) لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ۔

(۶) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ رب العالمین الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین ایاک نعبد وایاک نستعین اہدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین۔ آلم ذالک الکتاب لاریب فیہ ہدی للمتقین الذین یومنون بالغیب ویقیمون الصلوٰۃ ومما رزقنہم ینفقون والذین یومنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک وبالآخرۃ ہم یوقنون اولئک علی ہدی من ربہم واولئک ہم المفلحون۔ اللہ لا الہ الا ہو الحی القیوم لا تاخذہ سنۃ ولا نوم لہ ما فی السموات وما فی الارض من ذالذی یشفع عندہ الا باذنہ یعلم مابین ایدیہم وما خلفہم ولا یحیطون بشیئ من علمہ الا بما شاء وسع کرسیہ السموات والارض ولا یؤدہ حفظہما وہو العلی العظیم۔

(۷) یٰسین والقرآن الحکیم انک لمن المرسلین علی صراط مستقیم تنزیل العزیز الرحیم لتنذر قوماً ما انذر آباؤہم فہم غافلون لقد حق القول علی اکثرہم (فہم غافلون لقد حق القول علی اکثرہم) فہم لا یومنون انا جعلنا فی اعناقہم اغلالا فہی الی الاذقان فہم مقمحون وجعلنا من بین ایدیہم سداً

ومن خلفهم سدا فاغشینٰهم فهم لایبصرون وسواءٌ علیهم ءانذرتهم ام لم تنذرهم لایومنون انما تنذر من اتبع الذکر وخشی الرحمٰن بالغیب فبشره بمغفرة واجر کریم۔ انا نحن نحی الموتیٰ ونکتب ما قدموا وآثارهم وکل شیٔ احصینٰه فی امام مبین۔ کتبہ نمبر ۲ میں خط کشیدہ عبارت مکرر لکھی ہوئی ہے۔ کتبوں میں اس قسم کی غلطی شاذ و نادر طور پہ واقع ہوتی ہے۔ کتبات (۴ و ۵) خط ثلث میں بطرز توقیع اور (۶ و ۷) خط ثلث میں بطرز طغرا کندہ ہیں اور خط نہایت پاکیزہ ہے۔

س ۔ محفوظ حالت میں ہے۔

ح ۔ قابل تحفظ ہے۔

ط ۔ سمت اندرون علی آباد بارہ دری شمس الامراء کے قریب یہ سہ دری مسجد واقع ہے جو گچ اور پتھر سے ایک بلند چبوترہ پر بنی ہوئی ہے۔ اس کو حیات بخش بیگم مادر سلطان عبداللہ قطب شاہ نے اپنے مرشد حضرت قطب عالم صاحب کے لئے بنوایا تھا جن کا انتقال ۱۰۵ برس کے سن میں ۴ شوال ۱۱۶۳ھ / ۱۷۵۰ء کو ہوا۔ چنانچہ حضرت اور آپ کے برادر حافظ محمد صاحب کے مزارات مسجد کے چبوترے کے نیچے ایک غیر مسقف چوکھنڈی میں واقع ہیں۔ مزار حضرت قطب عالم کے جنوب میں ایک محصورہ حجرے کے اندر حضرت کے والد حافظ سید شاہ میراں بخاری المتوفی ۱۱۲۵ھ / ۱۷۱۳ء رحمۃ اللہ علیہ دفن ہیں۔ قبر سنگ سیاہ کی ہے جس پہ نہایت خوشخط کتبات (۴، ۵، ۶، ۷) کندہ ہیں۔ آپ اصلاً بیجاپور کے رہنے والے ہیں بادشاہ عالمگیر کے ہمراہ حیدر آباد تشریف لا کر یہیں سکونت پذیر ہوئے۔ کتبہ نمبر ا و ۲ کے متعلق جو ۱۰۸۷ھ / ۱۶۷۶ء کے ہیں مزید حال معلوم نہ ہو سکا۔

نمبر ۲۶ - الف - گنبد حضرت سید شاہ راجو علیہ الرحمہ (جدید)

ب - بیرون فتح دروازہ واقع ہے۔

ج - مجاوران۔

د - قسم دوم ب

ھ - عہد ابوالحسن تاناشاہ۔ ۱۰۹۶ھ / ۱۶۸۵ء

و - کوئی کتبہ نہیں ہے۔

ز - محفوظ حالت میں ہے۔

ح - قابل تحفظ ہے۔

ط - حضرت سید شاہ راجو صاحب برادر حضرت حسین شاہ ولی قدس اللہ سرہما سلطان عبداللہ قطبشاہ سابع کے عہد میں بیجاپور سے حیدرآباد تشریف لائے۔ سلطان عبداللہ نے بطور مدد معاش ان کو ایک جاگیر عطا کی اور ابوالحسن تاناشاہ ابتدا سے ان کے مرید اور خدمتگزار تھے۔ چنانچہ انہی کی توجہ سے تاناشاہ بادشاہ کے داماد اور سلطنت پر فائز ہوئے۔

آپ کا وصال تخمیناً ۱۰۹۶ھ / ۱۶۸۴ء میں ابوالحسن تاناشاہ کے عہد سلطنت میں ہوا اسی بادشاہ نے ان کے مزار پر عمارت و گنبد تعمیر کرایا۔ عمارت کا غربی پہلو زیر تعمیر تھا کہ دولت قطب شاہیہ کا خاتمہ ہوگیا اسی وجہ سے یہ حصۂ عمارت اس وقت تک ناتمام ہے۔ اس گنبد کا طلائی کلس حضرت تہنیت النسا بیگم صاحبہ نے عہد حضرت غفران مآب آصفجاہ ثانی میں نصب کرایا تھا۔ سائبان اور چوبی بارہ دری حضرت نواب ناصر الدولہ بہادر آصفجاہ رابع کی بنوائی ہوئی ہے۔ تصویر منسلکہ متحف برطانیہ سے نقل کیگئی ہے۔


شاہ راجو علیہ الرحمہ

کو ثقافہ ادارہ اسلامیہ دہلی



نمبر ۲۷ - الف مقبرہ سید مظفر مازندرانی (جدید)

ب - قریب ہری باؤلی -

ج - صرف خاص مبارک -

د - قسم دوم ج -

ھ - عہد ابوالحسن تاناشاہ -

و - کوئی کتبہ نہیں ہے -

ز - درست حالت میں ہے -

ح - قابل تحفظ ہے -

ط - آپ سلاطین مازندران سے قرابت قریبہ رکھتے تھے اور سلطان ابوالحسن تاناشاہ کے پہلے وزیر تھے - جب مادنا کو وزارت ملی تو آپ مقید کر دئے گئے اور غالباً اسی حالت میں انتقال کیا - ہری باؤلی کے قریب صدر قاضی صاحب بلدہ کے مکان کے پہلو میں فخرالنسا بیگم کے مکان میں جو اس وقت بازارات صرف خاص مبارک کے علاقہ کا ہے آپ مدفون ہیں اور قبر کے اطراف گچ کی چار دیواری بنی ہے - آپ کا مکان اور باغ میر جملہ کے تالاب کے پاس تھا - چنانچہ ایک مرتبہ جب بادشاہ اُن کی عیادت کو آئے تھے تو سید مظفر نے اپنا باغ سلطان شاہی بادشاہ کے نذر کیا تھا - جب میر جملہ کا تالاب بھرتا تھا تو بادشاہ وہاں تفریحاً جایا کرتے تھے -

(تصویر منسلکہ متحف برطانیہ سے حاصل کی گئی ہے)

نمبر ۲۸ - الف - مسجد میاں مشک -

ب - پل کہنہ کے متصل سعدپورہ میں واقع ہے -

ج - سرکار عالی -

د - قسم دوم الف -

ه - ۱۰۸۵ھ / ۱۶۷۴ء - ۱۰۹۲ھ / ۱۶۸۱ء -

و - ۱ - مقبرہ میاں مشک کے مغربی دروازہ پر کتبہ ذیل محرابدار سنگ سیاہ میں بخط نسخ کندہ ہے - (ملاحظہ ہو تصویر منسلکہ)

(۱) "نقل فرمان سلطان ابوالحسن قطب شاہ"

(۲) فرمان جہاں مطاع آفتاب ارتفاع از دیوان ہمایون
خلافت مشحون جناں زینت صدور یافت کہ عاملان

(۳) متصدیان و کارکنان حال و استقبال و مقاصائیان
کتوالخانہ تھانہ سعدپور بعنایت شاہانہ مستظہر بودہ بدانند کہ مقرب الحضرت الخاقانی
ملک مشک سرلشکر -

(۴) کرناٹک بعرض مقیمان حضور لامع النور رسانید کہ حاصل بازار
تعلق مسجد مشارٌ الیہ خارج کرایہ سالانہ مبلغ ہشتاد ہون کہرہ کہ تفصیل آن در فرمان
گشت پیش جدار ملکہائے محمد نگر -

(۵) دوکانہائے بازار دو طرفہ مسجد با یک خوشبو فروش

---

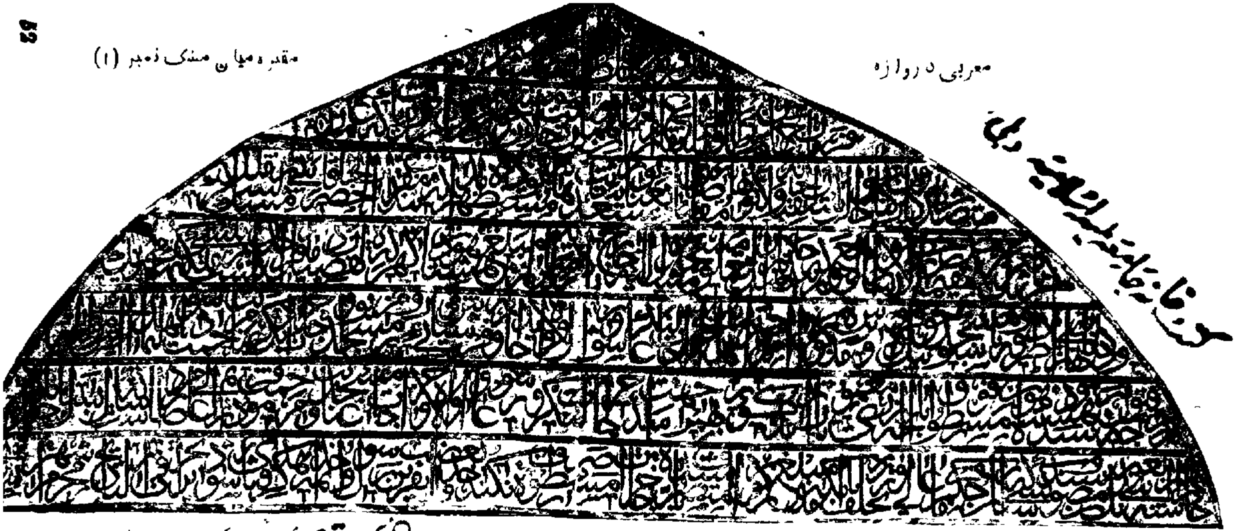
۱ ایپی گرافیا سنہ ۱۹۰۹-۱۰ء صفحہ ۸ اس کو (آسمان لکھا ہے ۱۲

۲ " " " اسکو لکھا ہے (کتوالخانہ و تھانہ مقاصائیان) ۱۲ -

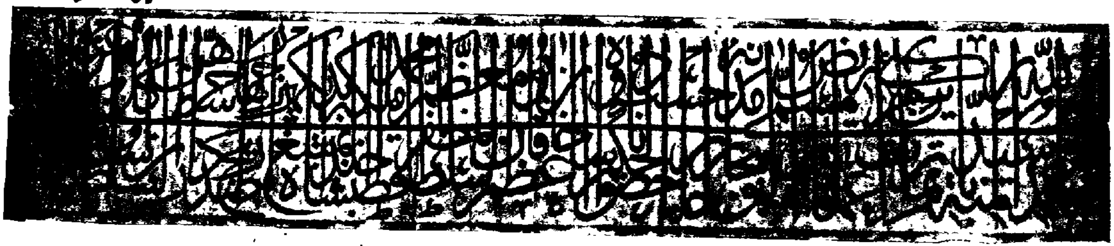
۴، ۵، ۶ " " " یہ سب الفاظ نہیں لکھے گئے ہیں ۱۲ -

مقبرہ میاں منک نمبر (۱)

مغربی دروازہ

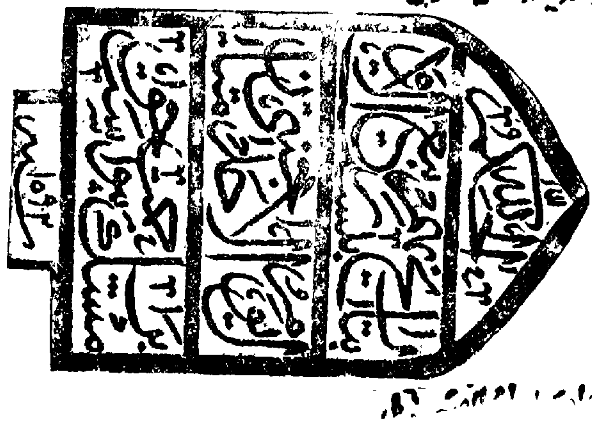


کتبہ مشرقی دروازہ نمبر (۴)





مشرقی دروازہ مقبرہ میاں حسن امیر (۲)



لوح مزار میاں حسن (۴)

دزروہ مذکورہ از مراحم شاہانہ برائے اخراجات لنگر عاشور والاوہ و آبدار خانہ و فرش و روشنائی مسجد مزبور و اخراجات دیگر عنایت مرحمت شود لہذا التماس موی الیہ

(۶) بدرجہ قبول رسیدہ وہشتاد ہون مسطور فوق را بانچپ از معموری بازار مذکور بہم رسد جہت اخراجات لنگر و عاشور والاوہ واخراجات مسجد عنایت و مرحمت فرمودیم امر عالی صادر است کہ سال بسال بلاخلل

(۷) جاری داشتہ از تغیر تبدیل مصئون شناسند وکسے کہ از حکم فرمان عالی تخلف ورزد یا آنکہ مبلغ مذکور را متصرف شدہ باخراجات مسطورہ صرف نہ کند بغضب خدا ونفرین رسولخدا وائمہ ہدیٰ گرفتار شود تحریراً فی التاریخ شہر محرم ا۔ کتبہ حسین بن تقی فی ۱۰۸۵

۲۔ مشرقی دروازہ پر کتبہ ذیل دائرہ میں لکھا ہے اور اطراف میں دوازدہ امام کے اسمار کندہ ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہ تاناشاہ کے مہر کی نقل ہے۔

(ملاحظہ ہو تصویر منسلکہ)

مودیؔ کہ بتائید حق دکن است بجاںؔ محب علی قطب ابوالحسن است

۳۔ یہ کتبہ نمبر(۲) کے نیچے معمولی نستعلیق خط میں بطرز شکست کندہ ہے۔ (ملاحظہ ہو تصویر منسلکہ)

(۱) نقل فرمان سلطان ابوالحسن قطب شاہ عالان کتوالخانہ

۱تا۳ ؎ ایپی گرافیا ۱۸-۱۹۱۷ء صفحہ ۱۵ یہ سب الفاظ نہیں لکھے گئے ہیں ۱۲

؎ دراصل یہاں مؤیدے ہونا چاہیئے ۱۲

؎ ایپی گرافیا ۱۸-۱۹۱۷ء صفحہ ۱۵ اسکو اسطرح لکھا ہے (محب قطب بجان علی ابوالحسن است) ۱۲

وتحهانه ستعدپور د موضع عطاپور حوالی قلعه مبارک محمدانگر مستظهر بوده بدانند که معتمد الخدمت ملک شک

(۲) کلیدار بعز عرض مقیمان حضور لامع النور رسانید که حاصل بازار مسجد خود دبیست و پانچه وبیته قطعه زمین مزرعه انعام خود و وظیفه مسجد وغله زمین انعام میرملک خرید خود که در موضع

(۳) مذکور واقعست بعداز اخراجات ضروری آں سیصد بیست هون و جهت لنگر عاشورا الاوه وآبدارخانه چهل هون سالیانه جهت لنگر مسجد وروشنائی وبعضی سالیانه هشتاد هون وغله زمین انعام میرملک

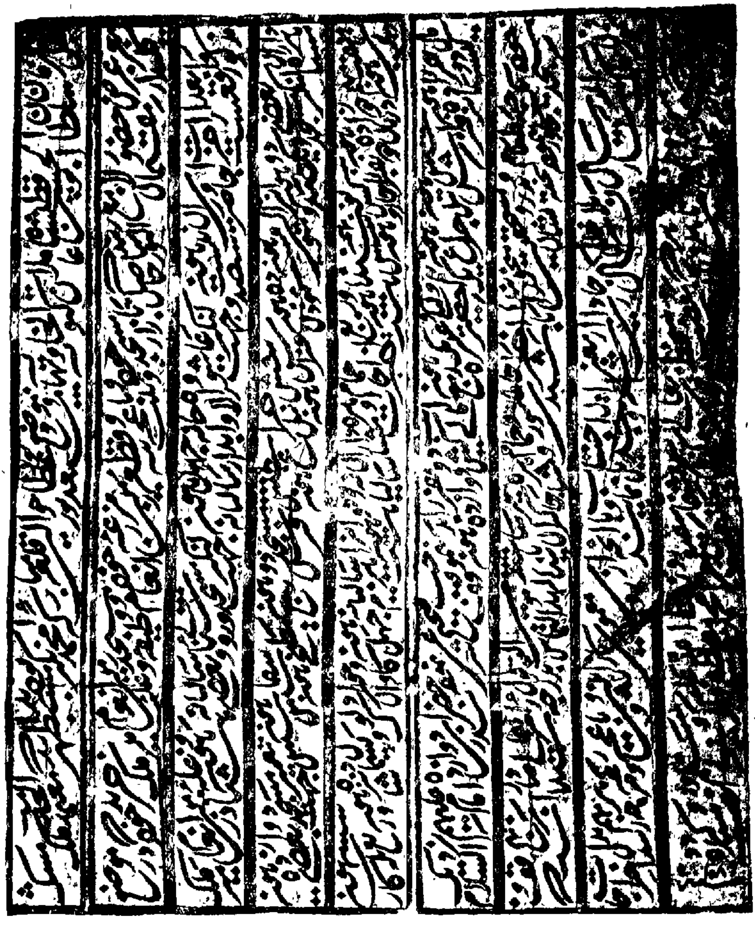
(۴) مشاهرداران لنگر مسجد وبعضے یکصد دو هون وآنرا متولی بیست هون موذن ده هون فراش شش هون- تیل چراغ شش هون - فرش مسجد دو ربع هون مطبخ شش هون سقا شش هون جهت تعمیر مسجد بعضے دوازده هون

(۵) دیوتی هفت نیم هون دربان دوازده هون دونفر از جاروکش شش هون نویسنده بهمه هشت وربع هون اخراجات حمام ومشاهرداران سالیانه نود وهشت هون آنرا هیزم سالیانه چهل هون وخوراک گاوان دلو وریسمان شانزده وربع هون پله کاری شش هون -

(۶) کیسه مال دونفر را پانزده هون تیل چراغ یک نیم هون

ﮦ ایپی گرافیا ۱۹۱۷-۱۸ء صفحه ۵۱ اسکو (بوجه) لکھا ہے ۱۲
ﮦ 〃 〃 〃 اسکو (سه) یعنی تین لکھا ہے ۱۲
ﮦ 〃 〃 صفحه ۵۲ اس واد کو (سیصد) کے بعد لکھا ہے ۱۲
ﮦ 〃 〃 〃 اس کو (را) لکھا ہے ۱۲
ﮦ 〃 〃 〃 اس کو (پله کار) لکھا ہے ۱۲
ﮦ 〃 〃 〃 اس کو (شانزده) لکھا ہے ۱۲

مشرقی دروازه مقبره مبارک سنگ نمبر (۳)



حسینی دانگی وغیرہ یک ربع ہون مالی آب کش دو نفر دوازدہ ہون بدین منوب
وقف صحیح شرعی نمودہ بندر حضرات دوازدہ امام علیہم السلام نزدیک

(۷) مسجد خود یک حبہ تجاوز نمودہ طعام پختہ بدرویشان
مستحقین می خورانیدہ باشند اخراجات عاشورہ وحمام و مشاہرہ چاکران
می رسانیدہ باشند۔ لہٰذا التماس مومی الیہ بدرجہ قبول رسیدہ
امر عالی صادر گشت کہ برنہج وقف

(۸) مودن فاست مشار الیہ سال بسال بلاخلل جاری داشتہ
از تغیر و تبدیل آن اجتناب نمایند وباآنچہ از روے معموری بازار ونیت
وباغچہ ومزرعہ ہرچہ بہم رسد بدل اخراجات

(۹) صرف نمایند کسی کہ تخلف ورزد یا طمع نماید مسلمانان یا ہنود
ہر کہ باشد لنعت وسخط خدا تعالی گرفتار شود واز شفاعت شفیع روز جزا
محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بی نصیب و رو سیاہ گردد سنہ ۱۱۰۱ھ

(ملاحظہ ہو تصویر منسلکہ)

۴۔ مشرقی دروازہ کی اندرونی دیوار پر حسب ذیل کتبہ بخط نسخ وبطرز توقیع
کندہ ہے لیکن یہ اس مقام سے غیر متعلق معلوم ہوتا ہے۔

الحمد للہ والمنہ کہ باتمام رسید ایں عمارت فائض النور مسمی بجادہ خانہ
حضور نامدار حسب الحکم شاہ اعظم خاقان معظم ابو المظفر سلطان محمد قطب شاہ
خلد ملکہ ابدا بمبلغ یکہزار چہار صد ہون رائج دار السلطنت سلطا نگر حرسہ اللہ تعالی

سہ ایپی گرافیا ۱۹۱۰-۱۱ء صفحہ ۵۳ اس کو نہیں لکھا ہے ۱۲
سہ " " " اس کو (شد) لکھا ہے ۱۲
سہ " " " اس کو (زمین چہ) لکھا ہے ۱۲
الف " " صفحہ ۵۲ اس لفظ کو چھوڑ دیا ہے ۱۲

عن کل شہر والخطر بتاریخ شہر محرم سنہ خمس وثلاثین بعد الف ۔

(ملاحظہ ہو تصویر منسلکہ)

۵۔ مقبرہ میاں مشک کے دروازہ پر حسب ذیل کتبہ نصب ہے :۔

(۱) نقل فرمان سلطان ابو الحسن قطب شاہ ۔

(۲) بجانب عاملان حال واستقبال موضع عطاپور حوالی قلعہ محمد انگر شرف اصدار

(۳) یافت کہ ملک مشک التماس بہ پایہ سریر اعلیٰ رسانید کہ کمل زمین انعام خود میر ملک در موضع مذکور بموجب قبالہ شرعی

(۴) زخریدہ میر مذبور بر وجوہ خاص و اشجار در زمین مزرعہ وغیرہ آنہ را وقف شرعی نمودہ کہ ہرچہ حاصل شود لبعد اخراجات ضروری آں جہت

(۵) لنگر بندز دوازدہ امام علیہم السلام بر مسجد نزد نزدہ است دیگ طعام پختہ بدرویشاں و مستحقین می خرانیدہ باشند جہت جزائے

(۶) آں بنام عاملاں موضع مذکور فرمان صادر شود لہذا از راہ مراحم شاہانہ امر عالی شد کہ عاملان حال و استقبال موضع مذبور

(۷) بر نہج وقف نمودن ملک مشار الیہ جاری دارد و اگر احدی تخلف آں کوشند و خلاف درزند بلعنت خدا و نفرین رسول گرفتار شوند

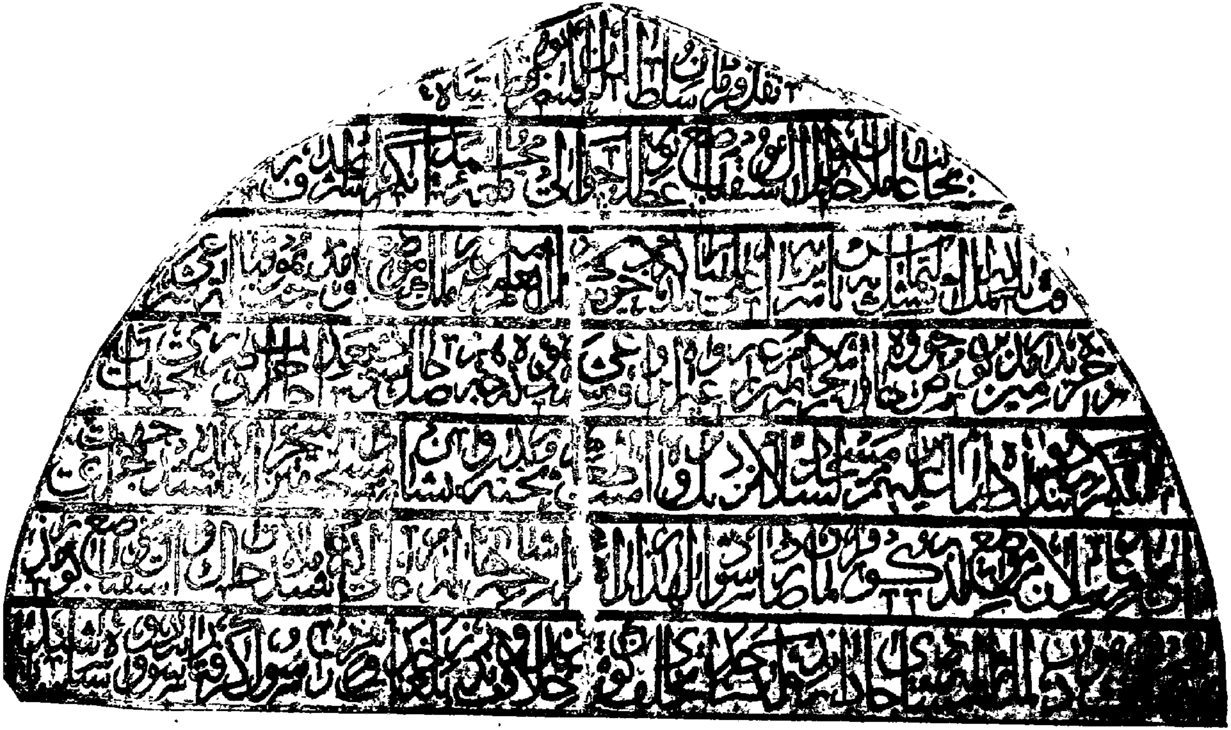
سہ ایپی گرافیا ۱۹۱۰-۱۱ء صفحہ ۵۵ اس (واو) کو سنہ کے ماقبل لکھا ہے ۱۲

سہ " " " اسکو (صدور) لکھا ہے اور محمد انگر کے الف کو بھی نہیں لکھا ہے ۱۲

سہ " " " اس لفظ کو (کمل) کے ماقبل لکھا ہے ۱۲

سہ " " " (را) کو ترک کردیا ہے ۱۲

۱۰تا۱۲ " " " ان الفاظ کو نہیں لکھا ہے ۱۲



صورة [illegible] (ب)

ور دو سیاہ باشند۔ (ملاحظہ ہو تصویر منسلکہ)

۶۔ میاں مشک کا لوحِ مزار حسبِ ذیل ہے :-

الحکم للہ

(۱) بتاریخ بست نہم ربیع الاو

(۲) ل یوم الاحد جنتی میاں

(۳) مشک برحمت حق پیوست ۱۰۹۲ھ (ملاحظہ ہو تصویر منسلکہ)

ن ۔ محفوظ حالت میں ہیں۔

ح ۔ قابل تحفظ ہیں۔

ط ۔ عہد قطب شاہ کی تاریخیں میاں مشک کے تذکرہ سے ساکت ہیں لیکن کتبات متذکرہ بالا سے واضح ہوتا ہے کہ ملک مشک سلاطین قطبشاہیہ کے معتمد، سرلشکر اور کلید دار رہے ہیں نام سے اصلاً یہ افریقی معلوم ہوتے ہیں ان کا مقبرہ پل کہنہ کے مشرقی گوشہ میں ایک وسیع احاطہ میں واقع ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بڑے مخیر اور نیک طینت شخص تھے۔ ان کی بنائی ہوئی مسجد اور کارواں سرا اور حمام اس وقت تک محفوظ حالت میں ہیں مسجد آباد ہے اور گرم حمام اس وقت تک انہیں اغراض میں استعمال ہوتا ہے بلدہ میں یہ اپنی طرز کا بہترین حمام ہے۔ داخلہ کے مغربی اور مشرقی دروازوں کے دونوں بر کتبات نمبر ۱، ۲، ۳ نصب ہیں جو فرامین سلطان ابوالحسن قطبشاہ تانا شاہ پر مشتمل ہیں ان میں تفصیل کے ساتھ ان معمولات کا ذکر ہے جو ان عمارات کے مصارف کے لئے مقرر ہوئے تھے۔

چوتھا کتبہ مشرقی دروازہ کی دیوار پر نصب ہے جس میں بعہد سلطان محمد قطب شاہ سادس بصرفہ ایک ہزار پانسو ہون ۱۰۳۵ھ / ۱۶۲۵ء میں

جادُو خانہ یا جامدار خانہ کی عمارت کے تعمیر کا تذکرہ ہے لیکن یہ کتبہ اس مقبرہ سے غیر متعلق معلوم ہوتا ہے۔ میاں مشک نے عطاپور میں ایک محل بھی تعمیر کرایا تھا جو اب شکستہ حالت میں ہے۔ پانچواں کتبہ مقبرہ میاں مشک کے دروازہ پر نصب ہے۔ چھٹا کتبہ مزار کے سرہانے لگا ہے۔

نمبر ۲۹ الف۔ مقبرہ چین قلیچ خان۔

ب - نزد نمایت ساگر حوالی عطاپور۔

ج - صرف خاص مُبارک۔

د - قسم دوم ب

ھ - سنہ ۱۰۹۸ھ / ۱۶۸۷ء۔

و - کوئی کتبہ نہیں ہے۔

ز - محفوظ حالت میں ہے۔

ح - قابل تحفظ ہے۔

ط - چین قلیچ خاں بہادر کی قبر ایک غیر مسقف چوکھنڈی میں محصور احاطہ کے اندر واقع ہے اور اسی احاطہ کے قریب ایک ناتمام عمارت بارہ دری نواب ناصر جنگ کے نام سے موسوم ہے۔ جس چوکھنڈی کے وسط میں چین قلیچ خاں کی قبر واقع ہے اسی میں داہنی طرف عوض خاں اور بائیں جانب مجاہد خاں دفن ہیں۔ اس احاطہ میں خاندان آصفیہ کے اور اعزہ مدفون ہیں لیکن کسی پر کوئی کتبہ نہیں ہے۔ یہاں سے نصف میل کے فاصلہ پر قسمت پور میں چین قلیچ خاں کا ہاتھ جو یہاں انکی تدفین کے بعد دستیاب اور ہاتھ کی انگشتری کی وجہ سے شناخت ہوا تھا دفن ہے۔

۲۸ ـ جنوری ۱۶۸۷ء م ۱۰۹۸ھ کو دوسرے محاصرۂ گولکنڈہ کے موقع پر بادشاہ عالمگیر نے قلعہ گولکنڈہ پر دھاوے کا حکم دیا چنانچہ اس معرکہ میں خواجہ میر عابد خاں المخاطب بہ چین قلیچ خاں بہادر جد حضرت آصفجاہ اول بحیثیت سردار فوج عالمگیری شریک تھے ۔ قضارا قلعہ سے ایک زنبورک کی گولی قلیچ خاں کے داہنے شانے پر لگی جس سے ان کا ہاتھ اُڑ گیا اور وہ زخمی ہو کر اپنے خیمہ میں واپس آ گئے ۔ بادشاہ عالمگیر نے وزیر اعظم عمدۃ الملک اسد خان کو ان کی مزاج پرسی کیلئے بھیجا اس وقت جراح ان کی ٹوٹی ہوئی ہڈیاں نکال کر زخم کو سی رہا تھا یہ نہایت صبر و استقلال سے دوسرے ہاتھ سے قہوہ پی رہے تھے اور اور زخمی ہاتھ جراح کے زیر مشق تھا آپ وزیر سے جراح کی تیز دستی کی تعریف کرتے جاتے تھے ۔ ہر چند آپ کے معالجہ کی تدابیر کی گئیں لیکن زخم کاری ہونے کے باعث تین دن بعد آپ نے رحلت فرمائی ۔ بادشاہ اورنگ زیب کو آپ کی وفات کا بہت صدمہ ہوا حکم دیا کہ آپ اسی مقام پر دفن کئے جائیں جہاں حوالی عطاپور میں اس وقت آپکی قبر ہے ۔ چین قلیچ خاں بہادر نے جس جوانمردی سے موت کا مقابلہ کیا اس کا تذکرہ زبان زد خاص و عام ہو گیا آپ نہایت معقول اور صلح کل مزاج رکھتے تھے اور سب آپکا نہایت ادب و لحاظ کیا کرتے تھے ۔ جب بادشاہ عالمگیر تسخیر بیجاپور میں مصروف تھے تو چین قلیچ خاں بہادر ابوالحسن تانا شاہ سے زر پیشکش وصول کرنے پر مامور ہوئے تھے ۔ آپ کے فرزند میر شہاب الدین خاں المخاطب بہ فرزند بے ریو زنگ غازی الدین خاں فیروز جنگ بہادر نے عہد عالمگیری میں بہت سے کارہائے نمایاں کئے تھے ۔ فیروز جنگ کی شادی سعداللہ خاں وزیر شاہ جہاں بادشاہ کی دختر سے ہوئی تھی جن سے نواب میر قمرالدین خاں بہادر

نظام الملک آصفجاہ اول متولد ہوئے۔ اس احاطہ کے باہر جو آبادی ہے وہ قلیچ خاں کے نام سے مشہور ہے۔ سالانہ آپ کا عرس منجانب صرفخاص مبارک ہوا کرتا ہے اور یہاں ایک مجاور بھی حاضر رہتا ہے۔

نمبر ۳۰ الف۔ پہاڑی میر محمود صاحب (جدید)

ب ۔ تالاب میر عالم کے راستہ پر واقع ہے۔

ج ۔ مجاوران۔

د ۔ قسم دوم ج۔

ھ ۔ سنہ ۱۱۰۰ھ / ۱۶۸۸ء

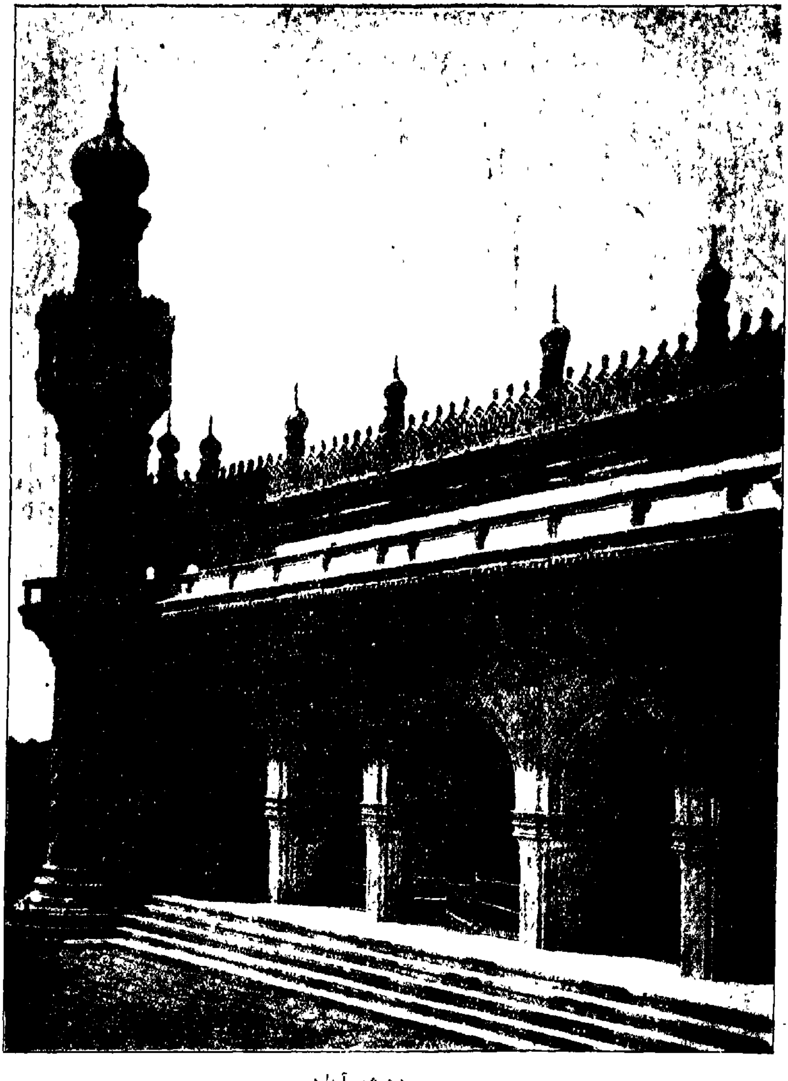
و ۔

ز ۔ قابل مرمت ہے۔

ح ۔ لایق تحفظ ہے۔

ط ۔ یہ پہاڑی شہر سے تقریباً پانچ میل میر عالم کے تالاب کے راستہ پر جانب مغرب واقع ہے اس پر حضرت سید شاہ عمادالدین الحسینی عرف میر محمود صاحب نعمت اللہی کا مزار ہے۔ آپ سلطان عبداللہ قطب شاہ سالع کے زمانہ میں نجف اشرف سے یہاں تشریف لاکر اسی پہاڑی پر سکونت پذیر ہوئے تھے۔ باوجود اس کے کہ یہاں آپ کا کوئی ذریعہ معاش نہ تھا۔ اپ بلامنت خلق گذران کرتے تھے۔ اور اس پہاڑ پر آپ نے عمارتیں بھی بنوائیں ۔ جو مزدور یہاں کام کرتے تھے ان کو معمول سے زیادہ مزدوری دیا کرتے تھے اور حاملہ کو دوچند مزدوری دیجاتی تھی۔ اس لئے لوگوں کا خیال تھا کہ آپ کو دست غیب حاصل ہے۔ اپ کا وصال ۱۳ شعبان کو ہوا سنہ وفات صحیح طور پر

مکتبہ جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی



مسجد مشیر آباد

معلوم نہ ہوسکا۔ لیکن آپ انقراض سلطنت قطبشاہی تک زندہ تھے۔ اس پہاڑ پر آپ کے فرزند میر شمس الدین عرف شمس مولا کا بھی مزار ہے جو حضرت آصفجاہ مغفرت مآب کے زمانہ میں بقید حیات تھے۔ ان کا وصال ۱۴ جمادی الاول سنہ ۱۱۶۰ھ ۱۷۴۷ء میں بعمر ہشتاد سالگی ہوا ان کے فرزند سید شاہ علی رضا حسینی بعہد حضرت غفران مآب صاحب کرامات مشہور تھے۔ آپ کا وصال سنہ ۱۲۱۵ھ ۱۸۰۰ء میں ہوا اور یہیں دفن ہوئے۔ شاہ میرن صاحب فرزند شاہ علی رضا حسینی کا وصال سنہ ۱۲۳۰ھ ۱۸۱۴ء میں ہوا اور آپ بھی اسی پہاڑ پر مدفون ہیں۔

نمبر ۳۱ الف۔ مسجد مشیر آباد۔

ب۔ محلہ مشیر آباد میں واقع ہے۔

ج۔ سرکار عالی۔

د۔ قسم دوم الف

ہ۔

و۔ کوئی کتبہ نہیں ہے۔

ز۔ محفوظ حالت میں ہے۔

ح۔ قابل تحفظ ہے۔

ط۔ اس مسجد کے چار درجے ہیں جن کے پہلوؤں میں دو خوشنما مینار بنے ہیں مسجد کی روکار پر آٹھ خوبصورت برجیاں ہیں اور جا بجا گچ میں نفیس گلکاری کی ہوئی ہے اس کا ایک مینار جس کے اندر آہنی سلاخ تھی بوجہ کہنگی خمیدہ ہوگیا تھا۔ منجانب سررشتہ آثار قدیمہ چند سال قبل مینار و مسجد کی کامل مرمت ہوچکی ہے۔

نمبر ۳۲ الف ۔ شہر پناہ (فصیل)

ب ۔ بلدہ کے گرداگرد واقع ہے ۔

ج ۔ سرکار عالی ۔

د ۔ قسم سوم الف ۔

ھ ۔ عہد صوبہ داری مبارز خاں و نواب آصفجاہ اول ۔

و ۔ کوئی کتبہ نہیں ہے ۔

ز ۔ ۱۳۲۶ھ کی طغیانی کے بعد حصار اکثر مقامات سے منہدم ہوگیا ہے ۔

ح ۔ بعض مقامات کے سوائے عام طور پر حفاظت غیر ضروری ہے ۔

ط ۔ موجودہ فصیل شہر قطب شاہی سلطنت کے خاتمہ کے بعد مبارز خاں عماد الملک صوبہ دار مغلیہ نے بعہد بادشاہ فرخ سیر اپنے آخری عہد صوبہ داری میں چادرگھاٹ کے دروازہ سے دروازہ دبیر پورہ تک گچ اور پتھر سے بلا کنگرہ بنوائی تھی اور بقیہ حصار جو کنگرہ دار ہے اس کی تعمیر نواب آصفجاہ اول کے عہد میں ہوئی تھی ۔ جملہ حصار ۶ میل کے دور میں اور رقبہ ۲¼ میل ہے اس میں جا بجا برجوں پر اگلے زمانہ کی توپیں اس وقت تک موجود ہیں ۔ تعمیر حصار کے سو برس بعد حضرت نواب میر نظام علیخاں بہادر غفران مآب کے زمانہ میں بہادر دل خاں شجاع الدولہ ناظم حیدرآباد نے اس کی مرمت کرائی ۔ اب موسیٰ ندی کے دونوں رخ پر فصیل کی از سر نو ترمیم بحکم اعلیحضرت آصفجاہ سابع خلد اللہ سلطنتہٗ محکمہ آرائش بلدہ کی جانب سے ہوئی ہے جس سے شہر کے عام منظر میں خوشنمائی پیدا

ہو گئی ہے ۔ شہر کے تیرہ دروازے حسب ذیل تھے ۔

۱ - چادر گھاٹ دروازہ	۶ - دودھ باؤلی دروازہ	۱۱ - میر جملہ دروازہ ۔
۲ - دہلی دروازہ	۷ - غازی بنڈہ یا فتح دروازہ	۱۲ - یاقوت پورہ دروازہ ۔
۳ - افضل دروازہ	۸ - علی آباد دروازہ	۱۳ - دبیر پورہ دروازہ
۴ - چمپا دروازہ	۹ - لال دروازہ	
۵ - پرانہ پل دروازہ	۱۰ - گولی پورہ دروازہ	

نمبر ۳۳ الف - حسینی علم (جدید)

ب - اسی محلہ میں واقع ہے ۔

ج - سرکار عالی ۔

د - قسم دوم الف

ھ - عہد سلطان محمد قلی قطب شاہ ۔

و - اندرونی دالان کے پہلو کے حجرہ پر ۱۱۵۱ھ / ۱۷۳۸ء کندہ ہے ۔

ز - محفوظ حالت میں ہے ۔

ح - قابل تحفظ نہیں ہے ۔

ط - سلطان محمد قلی قطب شاہ کے عہد میں علی آقا ایرانی ایک علم میں سینہ دستی (دو رخی) حضرت امام جعفر صادقؑ کو نصب کر کے اپنے ہمراہ عرب سے حیدرآباد لائے تھے ۔ بادشاہ نے اس کا استقبال کر کے موجودہ مکان میں استاد کرنیکا حکم دیا اور علی آقا کو انعام و اکرام سے مالا مال کر کے اس علم کی خدمتگزاری پر مامور کیا ۔ چنانچہ علم مذکور

غرہ سے عاشورہ نوم تک سالانہ استادہ ہوا کرتا ہے۔ ملحقہ مسجد وچاہ علی آقا کا بنوایا ہوا ہے پہلے صرف غرب رویہ عمارت تھی۔ داراب بیگ نبسہ علی آقا نے شرق رویہ مکان بنوا کر تاریخ بنائے مکان کا کتبہ ۱۱۵۱ھ ۱۷۸۸ء حجرہ پر نصب کرایا۔ جو اسوقت تک موجود ہے۔ پہلو کے حجرہ میں خود داراب بیگ مدفون ہیں اور سرکار سے چار ہزار روپے سالانہ کی جاگیر بھی مصارف حسینی علم کے لئے مقرر ہے۔ نوبت وگھڑیال مہاراجہ چندولال کی مقرر کردہ ہے۔

نمبر ۳۴ الف۔ بم رکن الدولہ (جدید)

ب - متصل تالاب میر عالم۔

ج - صرف خاص مبارک۔

د - قسم دوم ب

ھ - ۱۱۷۹ھ ۱۷۶۵ء

و - کتبہ ذیل سنگ نہر پر نصب ہے۔

چو آں رکن دولہ بنام حسن بنا کرد ایں چشمۂ فیض عام

پئی سال تاریخ گفتہ خرد بخور آب سردی بیاد امام

۱۱۷۹ھ

ز - محفوظ حالت میں ہے۔

ح - قابل تحفظ ہے۔

ط - بلدہ سے ڈیڑھ کوس کے فاصلہ پر اس زمانہ میں جبکہ حیدرآباد میں صاف وشیریں پانی کمیاب تھا اس مخزن آب کو میر موسیٰ خاں نواب رکن الدولہ شہید مدار المہام حضرت غفران مآب نے

یہ صفہ ذاتی بنوایا تھا اور بوجہ حسن نیت اس کا پانی اس قدر خوشگوار و لطیف ثابت ہوا کہ عوام و امراء سے گذر کر سلاطین آصفیہ نے اپنے آب خاصہ کیلئے اس کو مخصوص فرما لیا۔ اس کو موسیٰ بم اور نہرِ حسینی بھی کہتے ہیں۔

نمبر ۳۵۔ الف۔ کالی قبر (جدید)

ب - اندرون دروازہ چادر گھاٹ لب سڑک۔

ج - مجاوران۔

د - قسم دوم ب۔

ھ - ۱۱۹۷ھ (۱۷۸۲ء)

و - کتبات ذیل نصب ہیں۔

۱۔ "شہد اللہ انہ لا الہ الا ہو والملائکۃ و اولوا العلم قائماً بالقسط وہو العزیز الحکیم" (یہ کتبہ خط ثلث میں بطرز توقیع کتبہ مزار میراں بخاری صاحب واقع مسجد قطب عالم سے مشابہ ہے)

۲۔ تاریخ وفات حضرت سید شاہ اللہ دوست قدس سرہ سوم شوال ۱۱۹۷ ہجری

ز - محفوظ حالت میں ہے۔

ح - کتبہ قابل تحفظ ہے۔

ط - مختصر سے چبوترہ پر یہ قبر بنی ہوئی ہے اور اہل محلہ اس کا عرس کرتے ہیں۔

نمبر ۳۶۔ الف۔ مقابر شمس الامراء (جدید)

ب - حضرت برہنہ شاہ صاحب کی درگاہ کے متصل واقع ہے۔

ج - علاقہ پائیگاہ -

د - قسم اول ب -

ھ - سنہ ۱۲۰۵ھ (سنہ ۱۷۹۰ء)

و - مقبرہ تیغ جنگ بہادر بانی خاندان شمس الامرائی پر

کتبہ ذیل کندہ ہے :-

(۱) اشہدان لا الٰہ الا اللہ و اشہدان محمدا رسول اللہ - اللہ محمد علی فاطمہ حسن حسین - مرقد حضرت محمد ابو الفتح خان مغفور - بتاریخ ۲۵ شہر ربیع الاول سنہ ۱۲۰۵ ہجری -

مقبرہ جناب محمد ابو الفتح خانصاحب مرحوم مغفور - گذرانیدہ محمد محی الدینخاں خورشید جاہ بہادر ماہ محرم الحرام سنہ ۱۳۰۸ھ (سنہ ۱۸۹۰ء)

(۲) کتبہ قبر حاجی الماس (۱۶۷۴ء) یہ وہی ملک الماس خواجہ سرا ہیں جو سلطان محمد قطب شاہ کے انتقال کے بعد شہر کے انتظام پر معین ہوئے تھے۔

"وفات مرحومی مغفوری حاجی الماس بابت مرحومی صندل قائی تفریش ؟ بتاریخ ہفدہم شہر محرم الحرام سنہ ۱۰۸۵ھ ہزار و ہشتاد و پنج -

(۳) درگاہ حضرت برہنہ شاہ صاحب -

درگاہ حضرت سید حسن برہنہ صاحب اولیا قدس سرہ - بارہ دری گزرانیدہ محمد محی الدین خاں خورشید جاہ بہادر ماہ جمادی الاول سنہ ۱۳۱۷ھ -

(۴) بیرون مزار حضرت برہنہ شاہ صاحب جو کتبہ نصب ہے اُس پر بخط نسخ درود شریف کندہ ہے - غالباً یہی مالک پرست خاں کا مزار ہے -

(۵) اس قبر پر بھی درود مختصر کندہ ہے -

ز - محفوظ حالت میں ہیں -

ح - قابل تحفظ ہیں۔

ط - سرور نگر کے شمال میں دو میل کے فاصلہ پر سید حسن برہنہ صاحب کی درگاہ کے قریب نواب شمس الامراء بہادر کا خاندانی قبرستان ہے۔ اس مقبرہ میں مورث اعلیٰ نواب تیغ جنگ شمس الامراء کے بعد وقتاً فوقتاً جتنے اُن کے جانشین ہوئے سب مع اہل و عیال کے یہیں مدفون ہیں۔ اکثر قبور سنگ مرمر کی ہیں جن کے کٹہروں پر عمدہ نقش و نگار اور پچی کاری کی ہوئی ہے۔ نواب شمس الامراء سوم اور محل نواب سر خورشید جاہ بہادر مرحوم کی قبریں نہایت اہتمام سے بنی ہیں۔ نواب سر آسمان جاہ بہادر۔ نواب سر خورشید جاہ بہادر۔ نواب سر وقار الامراء بہادر و نواب ظفر جنگ بہادر بھی یہیں مدفون ہیں۔ تمام قبور ایک وسیع احاطہ میں واقع ہیں جس کے صدر دروازہ پر نوبت خانہ ہے
حضرت سید حسن برہنہ عرف برہنہ شاہ صاحب مجذوب عہد سلطان عبد اللہ قطب شاہ میں ہندوستان سے وارد حیدرآباد ہوئے تھے۔ آپ حضرت صوفی سرمد کے مرید و خلیفہ تھے۔ آپ کا وصال ۶ جمادی الثانی سنہ ۱۰۶۴ھ / ۱۶۵۳ء کو ہوا۔ آپ کے مرید مالک پرست خاں وزیر سلطان محمد قلی و سلطان محمد قطبشاہ و حوالہ دار لشکر خاصہ خیل سلطان عبد اللہ قطبشاہ نے ایک مختصر گنبد بنوا دیا اور اسی گنبد میں خود مالک پرست خاں بھی ذیحجہ سنہ ۱۰۶۴ھ میں مع اپنی اولاد کے مدفون ہوئے۔

نمبر ۳۷ - الف - توپ کا سانچہ۔

ب - فتح میدان کے قریب واقع ہے۔

ج - سرکار عالی۔

د - قسم سوم الف۔

ھ ۔ عہد نواب نظام علی خاں بہادر آصفجاہ ثانی ۔
و ۔ کوئی کتبہ نہیں ہے ۔
ز ۔ قابل مرمت ہے ۔
ح ۔ لائق تحفظ ہے ۔
ط ۔ موسیٰ رحمو فرانسیسی جنرل نے یہاں توپیں ڈھالنے
کا کارخانہ قائم کیا تھا ۔ چنانچہ بلدہ کی اکثر قدیم توپیں اسی کارخانہ کی ڈھلی
ہوئی ہیں ۔

نمبر ۲۸ ۔ الف ۔ قبر موسیٰ رحمو ۔
ب ۔ عثمان گڑھ کے قریب سرورنگر کے راستہ پر
واقع ہے ۔
ج ۔ سرکار عالی ۔
د ۔ قسم دوم الف ۔
ھ ۔ ۱۲۱۳ھ / ۱۷۹۸ء
و ۔ الفاظ (J.R.) کندہ ہیں ۔
ز ۔ محفوظ حالت میں ہے ۔
ح ۔ قابل تحفظ ہے ۔
ط ۔ فرانسیسی جنرل موسیو جوکم ریمنڈ (Joakim Raymond) نواب نظام علی خاں بہادر کے عہد میں پندرہ
ہزار قواعد داں سپاہیوں کے افسر تھے ۔ اور دربار میں ان کو بہت رسوخ
حاصل تھا ۔ یہ عام طور پر موسیٰ رحمو کے نام سے مشہور تھے یہ ۱۱۶۹ھ / ۱۷۵۵ء میں بمقام

فرانس پیدا ہوئے تھے اور ان کا انتقال بمقام حیدرآباد ۲۵ ۔ مارچ ۱۷۹۸ء
(مطابق بہ ۱۲۱۳ھ) کو بیالیس سال کی عمر میں ہوا ۔ ان کی قبر ایک
۳۳ فٹ بلند ۱۸۰ فٹ طویل اور ۵۸ فٹ عریض چبوترہ پر عثمان گڑھ کے
عقب میں واقع ہے ۔ جہاں سے شہر کا منظر عمومی بہت صاف نظر آتا ہے
ان کی قبر پر ایک مخروطی شکل کا ۲۳ فٹ بلند تھمبا نصب ہے ۔ اہل ہنود اسکو
موسیٰ رام کی ٹیکری کے تصور میں اور مسلمان موسیٰ رحیم کی قبر سمجھ کر اس کا
احترام کرتے ہیں اور سالانہ دھوم دھام سے عرس بھی کرتے ہیں ۔ اس
چبوترہ کے متصل ایک اور قبر ہے جس کے انگریزی کتبہ سے معلوم ہوتا ہے
کہ سماۃ این جین ایلزبتھ جنکنس نے ۲۶ ۔ نومبر ۱۸۰۹ء (مطابق ۱۲۲۴ھ) کو
۲۱ سال ۶ ماہ کی عمر میں انتقال کیا تھا ۔ اس ٹیکری سے آدہ میل کے فاصلہ پر
وہ فرانسیسی باغ واقع ہے جہاں ریمنڈ اور اُن کے ماتحت فوجی افسر رہا کرتے تھے
اور فوجی لائین بھی اسی کے قریب تھی ریمنڈ کے چبوترہ پر ۵ ۲ فٹ کے فاصلہ سے
۲۸ ستونوں پر ایک مسقف عمارت بنی ہے جس کا طرز تعمیر یونانی ہے اس کے
اندر موسیٰ ریمنڈ کے عرس کا سامان رہتا ہے ۔

نمبر ۳۹ ۔ الف ۔ کتوۂ میر عالم (جدید)

ب ۔ نزد تالاب میر عالم ۔
ج ۔ علاقہ سالارجنگی ۔
د ۔ قسم دوم ب
ھ ۔ عہد نواب سکندر جاہ بہادر ۱۲۲۱ھ (۱۸۰۶ء)
و ۔ مخزن آب پر سنگ سیاہ میں عبارت ذیل کندہ ہے ۔

(بسم اللہ مجریہا و الحمد للہ مرسیہا سنہ ۱۲۲۱ھ)

ز - محفوظ حالت میں ہے۔

ح - کتبہ قابل تحفظ ہے۔

ط - میر ابو القاسم خاں میر عالم بہادر مدار المہام نواب سکندر جاہ بہادر نے کوتوال گوڑہ کے قریب عیسیٰ ندی پر جو سانکل کے نام سے مشہور ہے بصرفہ ساٹھ ہزار روپیہ سعید الدولہ و میر محمد علی خاں پسران خلیل اللہ خاں پسر میر عالم بہادر کے اہتمام سے ایک کتوہ تیار کرایا۔ اور عید گاہ کے متصل چار لاکھ کے صرفہ سے ایک تالاب و نہر بنوائی۔ اس تالاب کی بدولت اُس زمانہ میں تمام شہر میں نہریں جاری ہوگئیں اور قلت آب کی شکایت جاتی رہی چنانچہ جس حوض سے پانی تقسیم ہوتا تھا اسی پر کتبہ مرقوم الصدر نصب ہے۔ عثمان ساگر کی تیاری کیوجہ سے اس تالاب کی اہمیت باقی نہیں رہی۔

نمبر ۴۰ الف - مسجد چوک (جدید)

ب - محلہ شاہ گنج میں واقع ہے۔

ج - سرکار عالی۔

د - قسم دوم الف۔

ھ - سنہ ۱۲۳۲ھ / ۱۸۱۷ء

و - کوئی کتبہ نہیں ہے۔

ز - محفوظ حالت میں ہے۔

ح - قابل تحفظ ہے۔

ط - خواجہ عبد اللہ خاں نے اپنے ذاتی صرفہ سے

اس مسجد کو تعمیر کرایا تھا۔ اس کا چبوترہ بلند اور خوشنما ہے۔ فی الحال اس کے مصارف ملحقہ دو دکانوں کے کرایہ سے ادا ہوتے ہیں اور سررشتہ امور مذہبی کی نگرانی میں ہے *

باب دوم

نمبر ۱۴ الف - قلعہ گولکنڈہ

ب - پرانے پل سے مغربی سمت میں دو میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔

ج - صرف خاص مبارک۔

د - قسم دوم ج۔

ھ - عہد راجگان ورنگل و قطبشاہیہ۔

و - اندرون قلعہ کے کتبات کی تفصیل نمبر ۴۲ سے ملاحظہ ہو۔

ز - محفوظ حالت میں ہے۔

ح - بعض حصص قابل تحفظ ہیں۔

ط - قلعہ گولکنڈہ کے متعلق مآثر عالمگیری سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کا پرانا نام منگل تھا۔ اور راجۂ ورنگل دیورا ئے کے اسلاف نے اس کو مٹی کی دیواروں سے بنایا تھا۔ سلطان محمد شاہ بہمنی کے عہد سلطنت (۱۳۵۸ء ۱۳۷۵ء) میں اس قلعہ کو ورنگل کے راجہ نے بذریعہ عہد نامہ بہمنی سلطنت کے تفویض کر دیا تھا۔ اس کے بعد ۱۵۱۸ء تک اس کا شمار بہمنی سلطنت کے

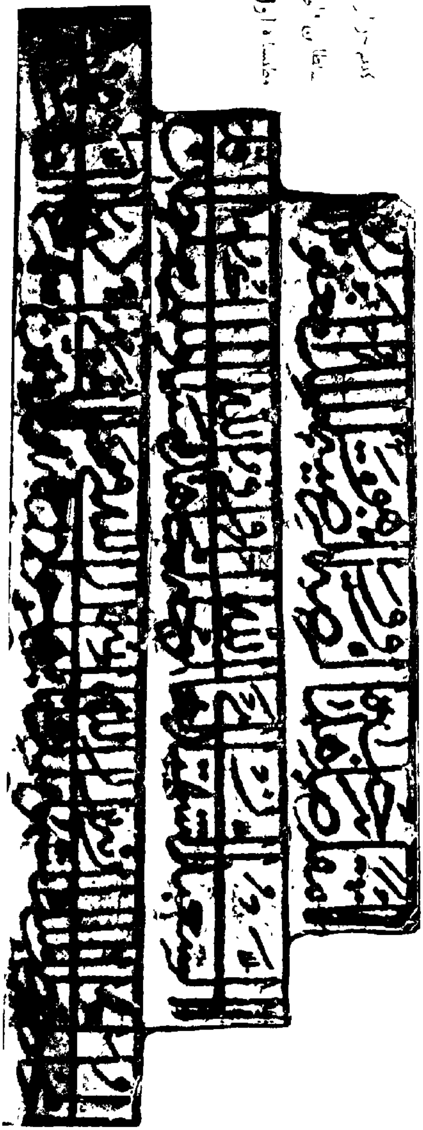
اہم قلاع میں ہوتا تھا ۹۲۴ھ ۱۵۱۸ء میں سلطان محمد شاہ بہمنی کے انتقال کے بعد جبکہ دیگر صوبہ دار خود مختار ہوچکے تھے اور بیدر پر" برید شاہی" حکومت قائم ہوچکی تھی۔ سلطان قلی صوبہ دار تلنگانہ نے بھی اپنی خود مختاری کا اعلان کرکے گولکنڈہ کو اپنا دارالقرار بنایا۔ سلطان قلی قطب شاہ اول نے قلعہ میں اور عمارتوں کا اضافہ کرکے اس کو محمد نگر کے نام سے موسوم کیا۔ پھر سلطان ابراہیم قطبشاہ رابع نے گچ اور پتھر سے اسکا حصار تعمیر کرایا۔ اس قلعہ کی جنوبی سمت سے شہزادہ محمد اعظم کی فوج کے حملے کے بعد اسطرف بنظر استحکام موسیٰ برج بنوایا گیا قلعہ کا ارتفاع چارسو فٹ اور حصار قلعہ کا طول چار میل ہے۔ جس پر نصف دائرہ نما (۸۷) برج پچاس سے ساٹھ فٹ تک مرتفع بنے ہیں۔ دیوار حصار کے بعض پتھر ایک ایک ٹن وزنی ہیں۔ قلعہ کے آٹھ دروازہ حسب ذیل ہیں:—

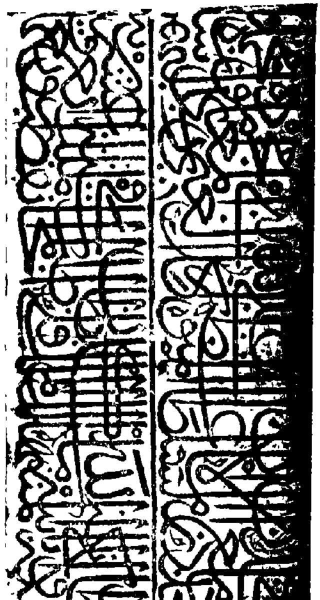
(۱) فتح دروازہ (۲) مکہ دروازہ (۳) پٹنچرو دروازہ (۴) بنجارہ دروازہ (۵) جمال دروازہ (۶) موتی دروازہ (۷) بہمنی دروازہ (۸) نیا قلعہ دروازہ۔ فی الحال صرف نمبر ۲ و ۴ و ۵ زیر استعمال ہیں۔ فتح دروازہ سے مغلیہ فوج قلعہ میں داخل ہوئی تھی۔ اور اس دروازہ کا یہ نام بادشاہ اورنگ زیب کا رکھا ہوا ہے۔ فصیل قلعہ کے باہر (۵۰) فٹ عریض ایک گہری خندق ہے اور قلعہ میں داخلہ کا صدر دروازہ اس وقت فتح دروازہ ہے جس کے اندر محلات شاہی امراء و فوج کی قیام گاہیں۔ مساجد۔ مندر ماذنا۔ باروت کے کوٹھے۔ سلاح خانے بازار وغیرہ منہدم حالت میں موجود ہیں۔ اور قلعہ کے اندر زراعت بھی ہوتی تھی۔ اس قلعہ میں اتنی وسعت ہے کہ خطرہ کے زمانہ میں بلدہ کی آبادی کا غالب حصہ اسی کے اندر قیام پذیر ہوتا تھا۔ فی الحال قلعہ میں

جامع مسجد مندر[سہ] مادنا بالا حصار اور دو منزلہ شاہی بارہ دری محفوظ حالت میں ہیں۔ اسی بارہ دری کے ایک گوشہ میں غار نما راستہ ہے جس کی نسبت مشہور ہے کہ یہاں سے گوشہ محل تک جس کی مسافت ۵ میل ہے شاہی آمد و رفت خاص مواقع پر اسی راستہ سے ہوتی تھی۔ قلعہ کی چڑھائی پر چھوٹی سی مسجد سلطان ابراہیم قطبشاہ کی بنوائی ہوئی ہے۔ حال میں سررشتہ آثار قدیمہ کی جانب سے اس کی مرمت کرادی گئی ہے۔ قلعہ کے شمال میں سوا میل کے فاصلہ پر شولاپور کے قدیم راستہ پر چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں واقع ہیں آخری محاصرہ گولکنڈہ کے موقعہ پر بادشاہ اورنگ زیب کا کیمپ اسی مقام پر تھا۔ بنجارہ دروازہ سے ایک ہزار قدم کے فاصلہ پر شاہان قطبیہ کے مقابر واقع ہیں۔ قلعہ میں اس وقت تک افواج باقاعدہ سرکار عالی کے سپاہی اور افسر رہتے ہیں۔

قلعہ کے متصل حضرت حسین شاہ ولیؒ کی درگاہ ہے۔ جنہوں نے سنہ ۹۷۰ھ (۱۵۶۲ء) میں حسین ساگر بنوایا تھا اور سلطان ابراہیم قطب شاہ کے داماد تھے۔ آپ کا وصال ۴ رجادی الثانی سنہ ۱۰۳۰ھ (۱۶۲۰ء) کو سلطان عبداللہ کے عہد میں ہوا۔ چنانچہ موجودہ گنبد اور مسجد اسی بادشاہ کی بنوائی ہوئی ہے۔

سہ یہ مندر غالباً راجگان ورنگل کے عہد کا ہے اور اس کی وجہ تسمیہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ مادنا جو کہ قطبشاہی بادشاہوں کا ایک با اقتدار وزیر تھا اس لیے اس کے نام سے بعد میں مشہور ہوگیا۔ چونکہ بادشاہ قلعہ میں فروکش رہتے تھے اسلئے ہندو شیران سلطنت کی پرستش گاہ کے طور پر یہ کام آتا تھا۔ یہ دلیل اسلامی بادشاہوں کے رواداری کی ایک نہایت روشن نظیر ہے کہ انہوں نے باوجود اختلاف عقیدہ نہ صرف اپنی فرودگاہ میں بلکہ مسجد شاہی سے اس قدر قریب اس صنم خانہ کے بقاء کو جائز رکھا۔





نمبر ۴۲ الف - جامع مسجد قلعہ (مسجد صفا)

ب - نزد بالائے حصار

ج - صرف خاص مبارک۔

د - قسم اول ج

ھ - سنہ ۹۲۴ھ (سنہ ۱۵۱۸ء)

و - جامع مسجد کے دروازہ پر کتبۂ ذیل بخط نسخ و بطرز طغریٰ سنگِ سیاہ پر نصب ہے اس کا طول ۲ فٹ ۱۰ انچ اور عرض ۳ انچ ہے۔

(۱) بنا، ہذا المسجد الجامع فی زمان السّلطان الاعظم المتوکل علی اللہ الغنی ابی المغازی محمود شاہ ابن محمد شاہ البہمنی۔

(۲) خلد اللہ ملکہٗ و سلطانہٗ و بانیہ المبتھل الی اللہ مالک الملک سلطان قلی المخاطب بقطب الملک فی سنۃ اربع و عشرین و تسعمایۃ۔

(ملاحظہ ہو تصویر منسلکہ)

ز - محفوظ حالت میں ہے۔

ح - قابل تحفظ ہے۔

ط - اس جامع مسجد کو سلطان قلی قطب الملک نے سنہ ۹۲۴ھ میں اس وقت تعمیر کرایا تھا جبکہ وہ ہنوز بہمنی صوبہ دار تلنگانہ کی حیثیت سے گولکنڈہ میں سکونت پذیر تھے۔ اس مسجد میں ایک بڑا دالان چار دروں اور پانچ کمانوں پر منقسم ہے۔

اسی مسجد میں اس کی تعمیر سے ۲۵ سال بعد ولیعہد یار قلی جمشید کے اشارہ سے میر محمود ہمدانی قلعدار نے سلطان قلی کو بحالت سجدہ شہید کیا تھا۔

جب ان کا سن ننانوے برس کا ہوا اور ولیعہد یار قلی جمشید اپنی باپ کی مدت سلطنت کے طول سے عاجز آگیا تو یکشنبہ ۲ رجادی الثانی ۹۵۰ھ ۱۵۴۳ء کو جبکہ بادشاہ قلعہ کی جامع مسجد میں سجدہ کے لئے جھک رہا تھا اس نے میر محمد ہمدانی قلعدار کے ذریعہ سے سلطان قلی کا سر قلم کرا دیا۔ ان کی تاریخ وفات "فیاض ہند" ہے اور قطعہ ذیل سے بھی تاریخ وفات برآمد ہوتی ہے ؎

قطبشاہ جہاں چو از تقدیر ازجہاں جست سوئی جنت راہ
گو ابوالفضل سال وصلش نیز معدن جود قطب شاہنشاہ
۹۵۰ھ ۹۵۰ھ

سلطان قلی قطبشاہ اول نے اس گنبد کو جس میں وہ مدفون ہیں اسی غرض سے اپنی زندگی ہی میں تعمیر کرا لیا تھا۔ یہ مقبرہ ایک مربع چبوترہ پر بنا ہوا ہے جس کا ہر ضلع سو فٹ ہے اندر سے دیواریں ہشت پہل ہیں اور کمرہ کا ہر ضلع ۳۰ فٹ دس انچ ہے جس کے اوپر مدور گنبد بنا ہے اور باہر چبوترہ کی مناسبت سے عمارت مربع معلوم ہوتی ہے۔ دیوار کا ارتفاع ۲۰ فٹ ہے۔ مندرجہ صدر کتبہ (۴) میں لفظ "شہید" سے ۹۵۰ھ کے اس تاریخی واقعہ کی تصدیق ہوتی ہے جو جامع مسجد قلعہ میں گزرا تھا۔ اس کتبہ میں بڑ ملک یعنی بڑے بادشاہ کا لقب بھی نیا ہے جو معاصر تاریخوں میں کہیں مذکور نہیں ہے۔ اس گنبد کے اندر تین قبور ہیں اور بیرونی چبوترہ پر ۲۱ قبور سنگ سیاہ کی ہیں لیکن ان پر کوئی کتبہ نہیں ہے۔

شاہان گولکنڈہ کے ان مقبروں کو اس لحاظ سے خاص امتیاز حاصل تھا کہ تمام مقبرے اس قدر متبرک خیال کئے جاتے تھے کہ جب کوئی مجرم ان میں داخل ہوتا تھا تو خواہ اس سے کیسا ہی جرم سرزد ہوا ہو معاف کر دیا جاتا تھا۔

قطب شاہی زمانے میں یہ گنبد فرش و فانوس سے ہر وقت آراستہ رہتے تھے ہر قبر کے سرہانے متعدد کلام مجید رحلوں پر رکھے رہتے تھے۔ اور قرآن خوان ومجاور بھی معین تھے بادشاہوں کی گنبدوں کے کلس پر بطور نشان امتیاز کے ہلال نصب ہوتا تھا۔ اور خواجہ سراؤں وغیرہ کے مقابر پست تر بنائے جاتے تھے۔ اُس زمانہ میں ان گنبدوں کے اندر ہر کس و ناکس کا گزر بھی دشواری کے ساتھ ہوتا تھا۔ یہاں گھڑیال نواز بھی متعین تھے۔ سالہا سال کی کس مپرسی کے باعث ان مقابر کی حالت ابتر ہوگئی تھی اسلئے سر سالار جنگ بہادر مختار الملک اول نے ان کے اطراف حصار بنوا کر گنبدوں کی صفائی اور مرمت بھی کرادی اس کے بعد سے آج تک علاقہ صرفخاص مبارک سے ان مقابر کی محافظہ نگہداشت ہوتی ہے اور ایک معقول عملہ باغ اور روشوں کی درستی میں مصروف رہتا ہے۔ قطبشاہی زمانے میں یہ مقام لنگر فیض اثر کے نام سے موسوم تھا اور یہاں چار بجے شام کو روزانہ فقراء و ساکین کو کھانا تقسیم ہوتا تھا۔ لنگر فیض اثر کو سلطان قلی نے اپنی زندگی میں تعمیر کرایا تھا۔

نمبر ۴۴ الف۔ حمام (جدید)

ب - محاذی گنبد سلطان محمد قلی قطبشاہ خامس

ج - صرف خاص مبارک۔

د - قسم سوم ج

ھ - عہد سلطان قلی قطبشاہ اول

و - کوئی کتبہ نہیں ہے بلکہ مختلف مقامات سے

چند شکستہ کتبے یہاں محفوظ کر دیے گئے ہیں)

ز - مرمت طلب ہے۔

ح - لائق تحفظ نہیں ہے۔

ط - اس حمام کو سلطان قلی اول نے سلاطین قطبشاہیہ کے غسل کفن کے لئے تعمیر کرایا تھا۔ جو کئی درجوں پر مشتمل ہے اور خاص اہتمام سے بنوایا ہوا معلوم ہوتا ہے یہ قدیم ایرانی وضع کے حماموں کا عمدہ نمونہ ہے غسل کے لئے سرد پانی کے متعدد خزینے (حوض) اور تکفین کے چبوتروں پر خوش وضع موزائیک بنے ہوئے ہیں جن میں گچ کے نلوں کے ذریعہ سے پانی پہنچانے کے آثار یا بجا نظر آتے ہیں۔ بادشاہوں اور شاہی خاندان کی نعشیں قلعہ کے بنجارہ دروازہ سے باہر نکال کر اسی حمام میں پہنچائی جاتی تھیں جہاں سے تزک و احتشام کے ساتھ مرقد تک لیجاتے تھے۔

نمبر ۴۵ الف - گنبد جمشید قلی قطبشاہ ثانی (ملاحظہ ہو تصویر منسلکہ)

ب - نزد گنبد سلطان قلی قطبشاہ اول

ج - صرف خاص مبارک

د - قسم اول ج

ھ - ۹۵۷ھ (۱۵۵۰ء)

و - کوئی کتبہ نہیں ہے۔

ز - محفوظ حالت میں ہے۔

ح - قابل تحفظ ہے۔

ط - جمشید قلی قطبشاہ کی تاریخ ولادت معلوم نہ ہو سکی





لیکن یہ ۹۵۰ھ (۱۵۴۳ء) میں تخت نشین ہوئے اور سات برس حکومت کرنے کے بعد ۹۵۷ھ (۱۵۵۰ء) میں بعارضہ سرطان انتقال کیا۔ یہ سلطان قلی کے دوسرے فرزند ہیں۔ پہلا حیدر قلی باپ کی زندگی میں مرچکا تھا دوسرا خود جمشید تھا تیسرا عبدالکریم بھی باپ کے سامنے فوت ہوچکا تھا۔ اور چوتھے بھائی قطب الدین کی جسکو بادشاہ نے ولیعہد مقرر کیا تھا انہوں نے آنکھیں نکلوا دیں پانچواں دولت خاں عرف دیوانہ ملک نو نرالعقل تھا۔ چھٹا ابراہیم قطبشاہ تھا جمشید میں جرأت اور تدبر کے صفات بدرجہ کمال موجود تھے جس کا اظہار علی برید۔ ابراہیم عادل شاہ اور برہان نظام شاہ کے معرکوں میں کئی مرتبہ ہوا۔ چنانچہ ابتدا میں ان تینوں بادشاہوں سے برسرپیکار ہوکر بالآخر تینوں میں تفرقہ ڈالدیا اور پھر خود ہی حکم بنکر علی برید کو عادل شاہی قید سے چھڑا کر بیدر کا تخت حوالہ کیا جس سے وہ عمر بھر جمشید کا بندہ بے دام بنا رہا۔ جمشید کی گنبد میں اور دو قبور بھی ہیں لیکن کسی پر کوئی کتبہ نہیں ہے اس کی لحد سنگ سیاہ کی نہونے اور اس کی وضع بھی خاندانی قبروں سے کسی قدر مختلف ہونیکی باعث بعض لوگوں کو اس گنبد کے جمشید کی ہونے میں کلام رہا ہے لیکن باپ کے پہلو میں اس اہتمام کا گنبد اس کے جانشین ہی کا ہوسکتا ہے۔ قطعہ ذیل سے جمشید شاہ کا سنہ وفات برآمد ہوتا ہے

شہ جمشید ہم دولت شہ دہر　　زدنیا چو درخت خود بجنت
وصال پاک او میر بہشت است　　دگر قطب الحسن میر ولایت

۹۵۷ھ　　۹۵۷ھ
(۱۵۵۰ء)

نمبر ۴۶ الف - گنبد سبحان قلی قطبشاہ ثالث

ب - سلطان قلی اور جمشید قلی کی گنبدوں کے وسط میں واقع ہے۔

ج - صرف خاص مبارک

د - قسم اول ج

ھ - صحیح سنہ وفات نامعلوم ہے۔

و - کوئی کتبہ نہیں ہے۔

ز - محفوظ حالت میں ہے۔

ح - قابل تحفظ ہے۔

ط - جمشید قلی قطب شاہ کی وفات کے بعد امرائے قطبشاہیہ نے اس کے ہفت سالہ لڑکے سبحان قلی کو ۹۵۷ھ میں تخت نشین کردیا اور سیف خاں عین الملک وکیل السلطنتہ مقرر ہوئے لیکن سیف خاں کی زیادتیوں سے امرا نے عاجز ہوکر سلطان قلی کے چھوٹے فرزند شہزادہ ابراہیم کو جو جمشید کے جلوس کے بعد وجیانگر میں رام راج کے پاس فرار ہوگیا تھا۔ حیدر آباد آنے کی دعوت دی اور نایک واڑیوں کی امداد سے وہ گولکنڈہ میں ۱۲ ارجب ۹۵۷ھ ۱۵۵۰ء کو تخت نشین ہوا۔ تاریخوں سے اس امر کا پتہ نہیں چلتا ہے کہ ابراہیم کے تخت نشین ہونے کے بعد سبحان قلی کا کیا حشر ہوا اور اس کی وفات کب اور کہاں واقع ہوئی لیکن سلطان قلی اور جمشید قلی کی گنبدوں کے مابین ایک گنبد "چھوٹے ملک کی گنبد" کے نام سے مشہور ہے جو سبحان قلی کی کہی جاتی ہے لیکن اسپر کوئی کتبہ نہیں ہے۔

نمبر ۴۷ الف - مکہ دروازہ

ب - گولکنڈہ

ج - صرف خاص مبارک -

د - قسم دوم ج

ہ - ۹۲۷ھ (۱۵۲۱ء) عہد سلطان ابراہیم قطبشاہ

و - مکہ دروازہ کے روکار پر خط نسخ میں بطرز طغری

کتبہ ذیل نصب ہے - حروف کا قد بڑا ہونے کے باوجود تحریر کی شیرینی
اور مشاقی میں کوئی فرق نہیں آیا ہے - کتبہ ۶ فٹ ۴ انچ طویل اور ۱ فٹ ½۲
انچہ عریض ہے -

بسم اللہ الذی جعل کلمۃ توحید وحصنا حصینا و اصابنا فتح ابوابہ بالرحمتہ
فمن دخلہ کان امنا والصلوٰۃ علی المصطفے الذی تمت بہ حصون النبوہ وشعابہا
وہو مدینۃ العلم وعلیؑ بابہا وعلی آلہ التی ارتفعت بہم بروج الولایۃ والامامۃ
واصحابہ الخازنین لخصال الصدق والسلامۃ وبعد فہذا ~~من~~ درب الدولۃ
وحصن السعادۃ قد بنی فی ایام خلافۃ اعظم السلاطین اکرم الخواقین قہرمان
الماء والطین فاتح ابواب البرکۃ علی العالمین رافع بنا شریعۃ سید المرسلین
معمار الدولۃ والدین ظل اللہ فی الارضین سمی خلیل اللہ ہمایون اعظم قطب شاہ
لازال حصون دولتہ محفوظۃ عن التزلزل وبروج خلافتہ عن وصمۃ التغیر والتبدل
بمساعی جمیلہ رکن دولتہ القاہرۃ وعماد سلطنتہ الباہرۃ جامع الکتب ومفرق
الکتایب الذی اوّل حسبا ونسبا الی مظہر العجایب المسمیٰ فی البین بجمال الدین حسین

~~ہ~~ ایپی گرافیا ۱۳-۱۹۱۲ء صفحہ ۴۸ میں لفظ (من) محذوف ہے ۱۱

والمخاطب لعلو الشان بمصطفٰے خان شکر اللہ مساعیہ ویسر دواعیہ فی شہور سنہ ۹۶۷ھ
کتبہ محمد اصفہانی (ملاحظہ ہو تصویر منسلکہ)

ز ۔ محفوظ حالت میں ہے ۔

ح ۔ قابل تحفظ ہے ۔

ط ۔ مکہ دروازہ قلعہ گولکنڈہ کے آٹھ دروازوں میں سے ایک ہے ۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس کا رُخ مکہ معظمہ کی جانب ہے۔ یہ دروازہ نہایت بلند و مستحکم ہے ۔ مضبوط ساگوان کے تختوں پر خاردار فولاد کی کیلیں ہاتھیوں کے حملے سے حفاظت کی نظر سے نصب ہیں ۔ کتبہ میں سلطان ابراہیم کے نام کی جانب لفظ خلیل اللہ سے اشارہ کیا گیا ہے ۔ گولکنڈہ کی فصیل اور دروازے خان اعظم مصطفٰے خاں کے اہتمام سے بصرفہ بیس لاکھ ہون آٹھ ہزار گز کے دَور میں نو ماہ کی مدت میں طیار ہوئے تھے ۔

نمبر ۴۶ الف ۔ گنبد سلطان ابراہیم قلی قطبشاہ رابع

ب ۔ مقابر گولکنڈہ ۔

ج ۔ صرف خاص مبارک

د ۔ قسم اول ج

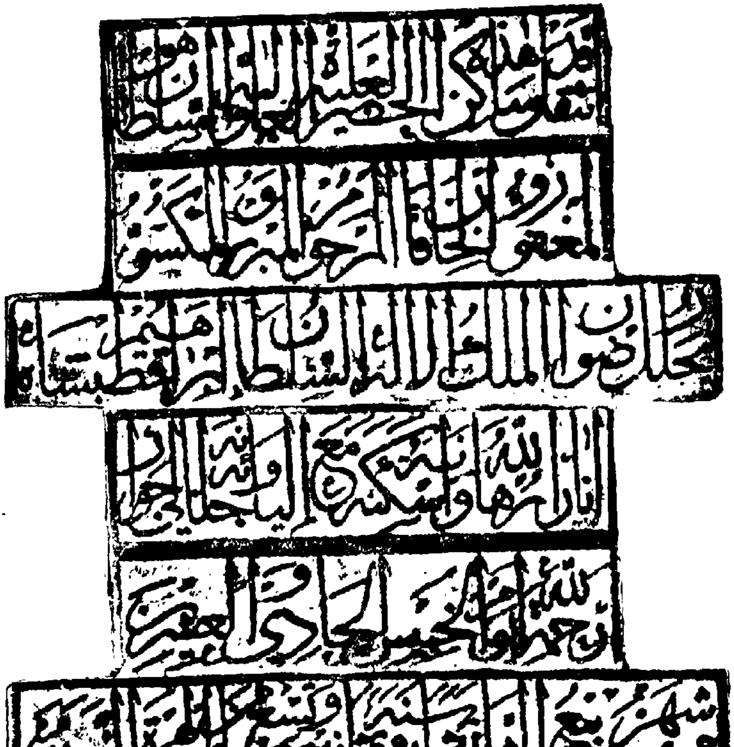
ھ ۔ سنہ ۹۸۸ھ (سنہ ۱۵۸۰ء)

و ۔ لحد مصفا سنگ سیاہ کی ۹ فٹ ۴ انچ طویل اور ۹ فٹ ۲ انچ عریض ہے جس پر بخط ثلث عبارت ذیل کندہ ہے ۔

(۱) سرھانے اور پائنتی یہ عبارت کندہ ہے ۔ (ملاحظہ ہو تصویر منسلکہ)

قد انتقل ساکن ہذہ الحضیرۃ العلیۃ العالیۃ وہو السلطان

کتبه مزار سلطان ابراهیم قطبشاه



المغفور والخاقان المرحوم المبرور المکسو
بحلل رضوان الملک الاٰنہ السلطان ابراہیم قطبشاہ
انار اللہ برہانہ واسکنہ مع اولیائہ جنانہ الی جوار
رحمۃ اللہ یوم الخمیس الحادی والعشرین
من شہر ربیع الثانی سنہ ثمان وثمانین وتسع مائۃ من الہجرۃ النبویہ
(۲) لحد کے بالائی حصہ پر عبارت ذیل کندہ ہے۔
لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ حقاً حقاً شہد اللہ انہ لا الٰہ الا ہو
والملائکۃ واولو العلم قائماً بالقسط لا الٰہ الا ہو العزیز الحکیم فی سنہ ۹۸۸ھ۔
(۳) پہلوے راست۔
صدق اللہ العظیم وصدق رسولہ النبی الکریم ونحن علی ذالک من الشاہدین
والحمد للہ رب العالمین۔
(۴) پہلوے چپ
ناد علیا مظہر العجائب تجدہ عونا لک فی النوائب کل ہم وغم سینجلی بولایتک یا علی
یا علی یا علی قال محمد نبی الکونین المومن حی فی الدارین المومنون لا یموتون بل ینتقلون
من دار الی دار۔

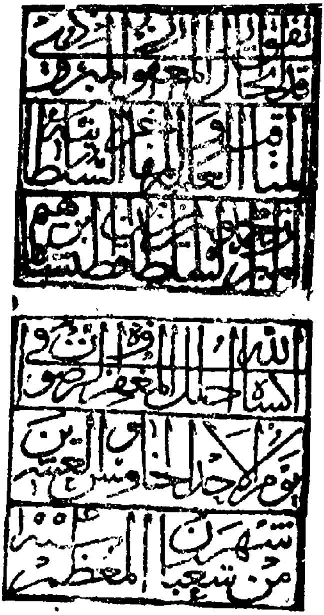
ز ۔ محفوظ حالت میں ہے۔
ح ۔ قابل تحفظ ہے۔
ط ۔ سبحان کی چند ماہہ حکومت کے بعد نایک واڑیوں
کی امداد سے سلطان ابراہیم قلی پسر سلطان قلی قطب شاہ تخت نشین ہوئے
تھے جن کے بعد بطور اعتراف شکرگزاری راجہ جگدیو راؤ کو جو نایک واڑیوں
کا سرخیل تھا۔ ابراہیم نے اپنا وزیر مقرر کیا مگر جگدیو راؤ کی طبیعت سازشی

واقع ہونے کی وجہ سے اس نے ابراہیم قطبشاہ کو تخت سے اتار کر اس کے بھائی دولت خاں عرف دیوانہ ملک کو جو قلعہ بھونگیر میں نظر بند تھا۔ تخت نشین کرانیکا منصوبہ باندھا اس کی اطلاع عین وقت ابراہیم کو ہو گئی اس لئے جگدیوراؤ برہان عماد شاہ کے پاس برار بھاگ گیا اور وہاں سے رام راج کے پاس وجیانگر پہنچا جس کے بعد ابراہیم نے بشمول شاہان بیجاپور واحمد نگر بمقام تالیکوٹہ ایک عظیم الشان جنگ میں وجیانگر کی فوج کو شکست فاحش دی جس میں خود رام راج کام آیا۔ اس کے بعد شتاب خاں افسر فوج ابراہیم قطب شاہ نے ورنگل کو فتح کر کے سلطنت گولکنڈہ میں شامل کیا۔ سلطان ابراہیم امور سلطنت میں بڑا بیدار مغز اور مدبر بادشاہ گزرا ہے۔ اس کے عہد میں مساجد و کاروانسرئے شفاخانے اور تالاب بکثرت تعمیر ہوئے۔ قلعہ گولکنڈہ کو مستحکم کرنے کے علاوہ اس میں اکثر محل اور باغ بنوائے عظیم الشان لنگر حوض اسی بادشاہ کا بنوایا ہوا ہے۔

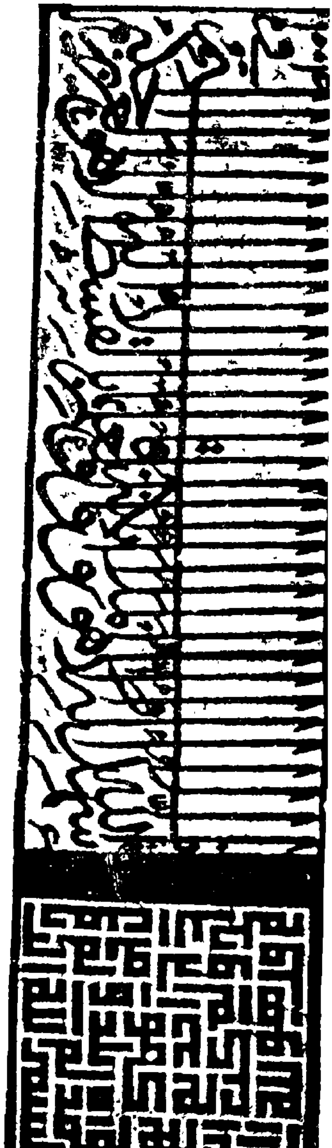
محمد اصفہانی اسمعیل بن عرب شیرازی اور تقی الدین محمد صالح بحرینی اس عہد کے تین مشہور خطاط تھے۔ قطبشاہی عمارات و مقابر پر کتبات بیشتر انہیں خطاطوں کے کندہ کئے ہوئے ہیں اور ان کاتبوں نے خطوط نسخ و ثلث و نستعلیق و طرز توقیع و طغریٰ کے بینظیر نمونے حیدرآباد میں اپنی یادگار چھوڑے ہیں۔ اس بادشاہ کے زمانہ میں گولکنڈہ ترکی ایرانی و عرب تجار کا مرکز بنا ہوا تھا۔ گولکنڈہ کا کٹورہ حوض۔ لنگر دروازہ ابراہیم پٹن کا شہر اور تالاب

ع۵ ملا عرب خوشنویس شیرازی کتابخانہ عامرہ کے خوشنویس تھے۔ زود نویسی کا یہ حال تھا کہ روزانہ ڈیڑھ ہزار ابیات لکھ لیتے تھے۔ ان کو قطعہ نویسی و کتابہ نویسی میں بھی ید طولیٰ حاصل تھا۔ (حدیقۃ السلاطین)

کتب خانہ جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی



لوحة (٦)



اسی بادشاہ سے منسوب ہے۔ ۳۰ سال تک سلطنت کرنے کے بعد ابراہیم نے ۹۸۸ھ میں انتقال کیا۔ اِس بادشاہ کا گنبد سلطان قلی کے گنبد سے بڑا ہے اور اس پر کاشی کی اینٹوں کے علامات اس وقت تک پائے جاتے ہیں۔ گنبد جس چبوترہ پر واقع ہے اس کا ہر ضلع ۷۱ فٹ ہے۔ گنبد کے اندر دو قبور اور بیرونی چبوترہ پر ۱۲ قبور سنگ سیاہ کی ہیں جن پر کوئی کتبہ نہیں ہے قطعہ ذیل سے ابراہیم کا سنہ وفات برآمد ہوتا ہے

چوں ز دنیا سوئے عقبیٰ رخت بست　　شاہ ابراہیم شاہِ اہل جاہ
سالِ وصل وست فیاض زمان　　نیز زیبا تاج ابراہیم شاہ
۹۸۸ھ　　۹۸۸ھ
۱۵۸۰ء

نمبر ۴۹　الف ۔ مقبرۂ شہزادہ مرزا محمد امین

ب ۔ ابراہیم قطبشاہ کے چبوترہ پر یہ گنبد واقع ہے۔

ج ۔ صرفخاص مبارک۔

د ۔ قسم اول ج

ھ ۔ سنہ ۱۰۰۴ھ (سنہ ۱۵۹۶ء)

و ۔ لوح مزار کے بالائی حصہ پر تسمیہ و سورۂ اخلاص بخط کوفی لکھا ہے (گولکنڈہ میں خط کوفی کا یہی ایک کتبہ ہے) اس کے بعد ثلث خط میں بطرز توقیع کندہ ہے۔ شہد اللہ انہ لا الہ الا ہو والملائکۃ واولو العلم قائما بالقسط لا الہ الا ہو العزیز الحکیم فی ۱۰۰۴ھ (ملاحظہ ہو تصویر منسلکہ)

(۲) ایک پہلو پر بخط ثلث حسب ذیل نظم کندہ ہے (ملاحظہ ہو تصویر منسلکہ)

یا قاہرا بالمنایا کل جبار　　بنور وجہک اعتقنی من النار

الیک اسلمنی من کان یعضدنی　　من اہل ودی و اصحابی و انصار
فی قعر ظلمة قفراء موحشة　　فرداً غریباً وحیدا تحت احجار
امسیت ضیفک یاذالجود مرتہنا　　وانت اکرم منزول بہ قار
فاجعل قرای لفضل منک مغفرة　　انجو الیک بہا یا خیر غفار
ان الملوک اذا شابت عبیدہم　　فی رقہم اعتقوہم عتق ابرار
وانت یا سیدی اولیہم کرما　　قد شبت فی الرق فاعتقنی من النار

(۳) دوسرے پہلو میں نادِ علی کندہ ہے۔

(۴) تیسرے پہلو میں سورہ (۳) آیتہ (۲۵۶) کندہ ہے (قرآن مجید)

(۵) چوتھے پہلو میں درود شریف

(۶) سرھانے اور پائین میں بخط نسخ عبارتِ ذیل کندہ ہے۔

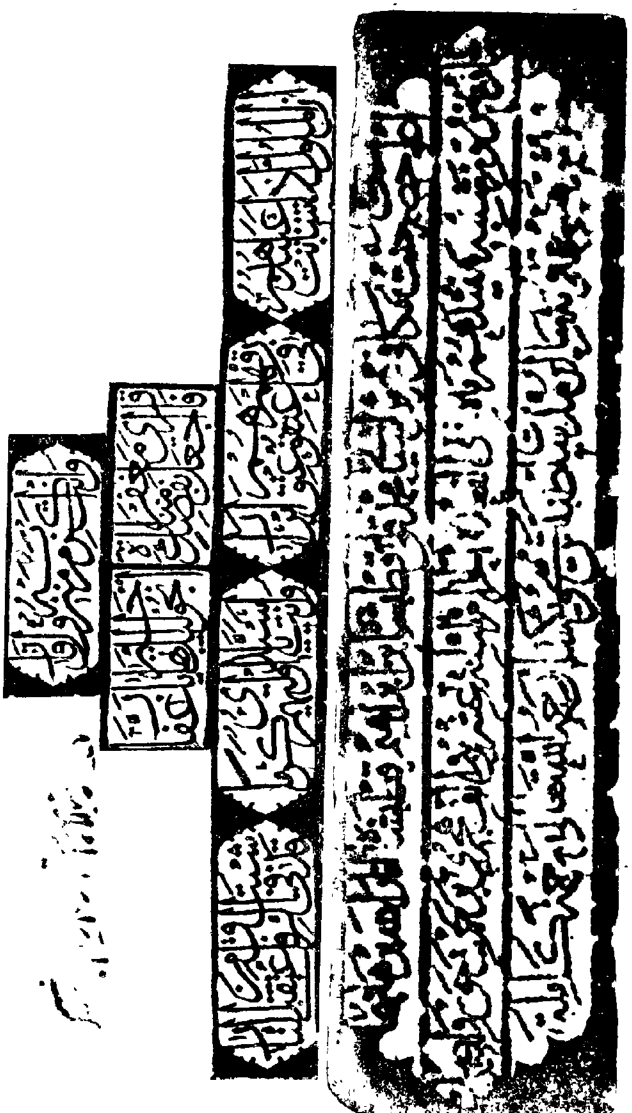
قد اتفق ارتحال المغفور المبرور ذی
المناقب العلیہ والمفاخر السلطانیہ
میرزا محمد امین ابن السلطان ابراہیم قطبشاہ
اکساہ اللہ حلل المغفرة والرضوان فی
یوم الاحد الخامس والعشرین
من شہر شعبان المعظم ۱۰۳۰ھ (ملاحظہ ہو تصویر منسلکہ)

ز ۔ محفوظ حالت میں ہے۔

ح ۔ قابل تحفظ ہے۔

ط ۔ شہزادہ میرزا محمد امین سلطان ابراہیم قطب شاہ کے

عہ ایپی گرافیا ۱۹۱۵-۱۶ء صفحہ (۳۰) اعتقوہم کا الف متروک کردیا گیا ہے ۱۲



کتبه مزار محمد قلی قطبشاه خامس

کتبه مزار شهزاده م



کتب خانہ جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی

چھٹے فرزند اور سلطان محمد قطب شاہ سادس کے باپ تھے - ان کا چھوٹا گنبد اسی چبوترہ پر واقع ہے جس پر ابراہیم قطب شاہ کا گنبد ہے - محمد امین بہت ذی استعداد اور علم دوست شخص تھے - ان کا انتقال ۲۰ برس کے سن میں ۲۵ اپریل ۱۵۹۶ء / ۱۰۰۴ھ کو ہوا اس گنبد میں اور دو قبور ہیں جن پر کوئی کتبہ نہیں ہے -

نمبر ۵ الف - گنبد سلطان محمد قلی قطبشاہ خامس

ب - مقابر شاہان قطبیہ (گولکنڈہ)

ج - صرف خاص مبارک

د - قسم اول ج

ھ - سنہ ۱۰۲۰ھ - سنہ ۱۶۰۲ء

و - سنگ مصفا سنگ سیاہ کی ہے جس پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ حقا حقا اور سورہ (۳) کی سولھویں آیت اور آیۃ الکرسی و آیات ۲۸۶ - ۲۵۸ - سورۂ (۲) و سورۂ (۳) آیات ۹۷ - ۱۰۹ - ۱۱۲ - ۱۱۴ کندہ ہیں خط نہایت پاکیزہ بطرز توقیع ہے - اس کے بعد حسب ذیل درود شریف کندہ ہے :-

اللھم صل علی المصطفےٰ محمد والمرتضےٰ علی والبتول فاطمہ والسبطین الحسن والحسین وصل علی زین العباد علی والباقر محمد والصادق جعفر والکاظم موسیٰ والرضا علی والتقی محمد والنقی علی والزکی العسکری الحسن وصل علی الحجۃ القائم الخلف الصالح الامام الھمام المنتظر المرضی محمد بن الحسن صاحب الزمان قاطع البرہان ومظہر الایمان وسید الانس والجان صلوات اللہ وسلامہ

علیہ و علیہم اجمعین۔
حسب ذیل کتبہ بخط نسخ اور بزبان فارسی کندہ ہے (ملاحظہ ہو تصویر منسلکہ)
اعلیحضرت جنت مکانی عرش آشیانی محمد قلی قطبشاہ بن ابراہیم قطبشاہ
انار اللہ برہانہما۔
بتاریخ روز شنبہ ہفدہم ماہ ذی القعدہ الحرام سنۃ ۱۰۲۰ھ عشرین
والف ہجری برحمت حق واصل شد
سن شریفش چہل و نہ سال و مدت سلطنتش سی و یک سال رحمۃ اللہ
تعالیٰ رحمۃ کاملۃ

ز - محفوظ حالت میں ہے۔
ح - قابل تحفظ ہے۔
ط - سلطان محمد قلی قطب شاہ سلطان ابراہیم قطبشاہ کے فرزند سیوم تھے جو باپ کی وفات پر ۹۸۸ھ ۱۵۸۰ء میں بعمر پانزدہ سالگی تخت نشین ہوئے۔ ان کے عہد میں سلطنت قطبشاہیہ عروج پر تھی۔ انہیں تعمیرات کا بیحد شوق تھا چنانچہ شہر حیدرآباد انہیں کا آباد کیا ہوا ہے۔ چارکمان چارمینار۔ جامع مسجد بلدہ۔ دارالشفا وغیرہ عمارات اسی بادشاہ کی یادگار ہیں اس گنبد کو سلطان محمد قلی نے اپنی زندگی ہی میں تیار کرالیا تھا۔ اسی بادشاہ کے زمانہ میں ایران سے شاہ عباس صفوی کے سفیر حیدرآباد آئے تھے یہ بہت مخیر بادشاہ تھے اور انہوں نے اکثر محصولات اپنی رعایا پر معاف کردئے تھے۔ اکتیس سال تک حکومت کرنے کے

ـــه اپی گرافیا ۱۹۱۵ - ۱۶ء صفحہ (۳۱) ہجری کا (ھ) متروک ہے ۱۲

بعد ۴۹ برس کی عمر میں سنہ ۱۰۲۰ھ (۱۶۱۱ء) میں ان کا انتقال ہوا۔ ان کا گنبد اور چبوترہ تمام مقابر پر بلحاظ رفعت و شان فوقیت رکھتا ہے زمین سے چبوترہ کا ارتفاع ۱۳ فٹ ۶ انچہ ہے اور چبوترہ کا ہر ضلع طولاً (۲۰۰) فٹ اور دوسرے چبوترہ کا ہر ضلع ۱۲۶ فٹ ۳ انچہ ہے اور مقبرہ کے بیرونی حصہ کا ہر ضلع طولاً (۷۱) فٹ ۳ انچہ ہے اور ستونوں کی بلندی ۲۲ فٹ ہے۔ گنبد میں داخلہ کے جنوبی اور شرقی سمت پر دو دروازے ہیں۔ گنبد کے اندر ہر ضلع کا طول ۳۳ فٹ ۳ انچہ ہے۔ بادشاہ کی اصلی قبر سرداب میں ہے جہاں جانیکا راستہ اوپر اور نیچے دونوں طرف سے ہے۔ لیکن دیگر سلاطین کی گنبدوں کے سرداب بند ہیں۔ ان کی تاریخ وفات قطعہ ذیل سے برآمد ہوتی ہے۔

محمد رفت چوں از دار فانی — وصال آں شہ دیں سال فیاض
زقطب فضل و فضل عام جستم ۱۰۲۰ھ — دگر بارہ ز عالی جاہ فیاض ۱۰۲۰ھ

اس بادشاہ کو فارسی اور اردو شاعری کا بھی شوق تھا۔ قطب شاہ تخلص کرتے تھے۔ بعض اشعار درج ذیل ہیں۔ ؎

ساقی بیار بادہ کہ فصل بہار شد — صحن چمن ز آب و ہوا لالہ زار شد
ما اقتدا بشرب مدام تو کردہ ایم — پر کن پیالہ کہ زمان خمار شد
چشم فلک ز رشک مقیمان بزم تو — چوں دیدۂ صراحی مے اشکبار شد
ہر جرعۂ ز زہر غضب نوش کردہ ام — از دست آں نگار مرا سازگار شد
بر وعدۂ وصال دلش خوش کن ای حبیب — چوں قطبشہ ز ہجر رخت بیقرار شد

دلہ
از التفات دلبر عالی مقام ما — گردوں زدہ است سکہ شاہی بنام ما

دلہ
گہے تغافل و گاہے سلام می سوزد — چگویمت کہ دلم را کدام می سوزد

دلہ
اگرچہ نیست نصیبہ ز عدل و داد شاہاں را — ازاں ز بندہ تر ماند بہ عاشق از تو بیداد ے

تکیہ گہ قطبشاہ چوں دگراں نیست جز کرم دوست تکیہ گاہ ندارد

(تصویر مسلک متحف برطانیہ سے حاصل کی گئی ہے)

نمبر ۵۱ الف - مقبرہ محمد بن قطب الدین احمد (جدید)

ب - مقابر گولکنڈہ (مقبرہ حکیمان کے عقب میں واقع ہے)

ج - صرف خاص مبارک

د - قسم دوم ب

ھ - سنہ ۱۰۲۱ھ / ۱۶۱۲ء

و - کتبہ ہذا نصب ہے۔ "محمد بن قطب الدین احمد سنہ ۱۰۲۱"

ز - محفوظ حالت میں ہے۔

ح - قابل تحفظ ہے۔

ط - اگرچہ صاحب مزار کی نسبت مزید تفصیل کتبہ سے معلوم نہیں ہوتی ہے۔ لیکن قطب الدین سلطان قلی قطب شاہ کے فرزند چہارم کا نام ہے جس کو جمشید نے جلوس سلطنت کے بعد اندھا کر دیا تھا اور ان قطب الدین کا انتقال سنہ ۱۰۲۱ھ / ۱۶۱۲ء میں ہوا تھا۔

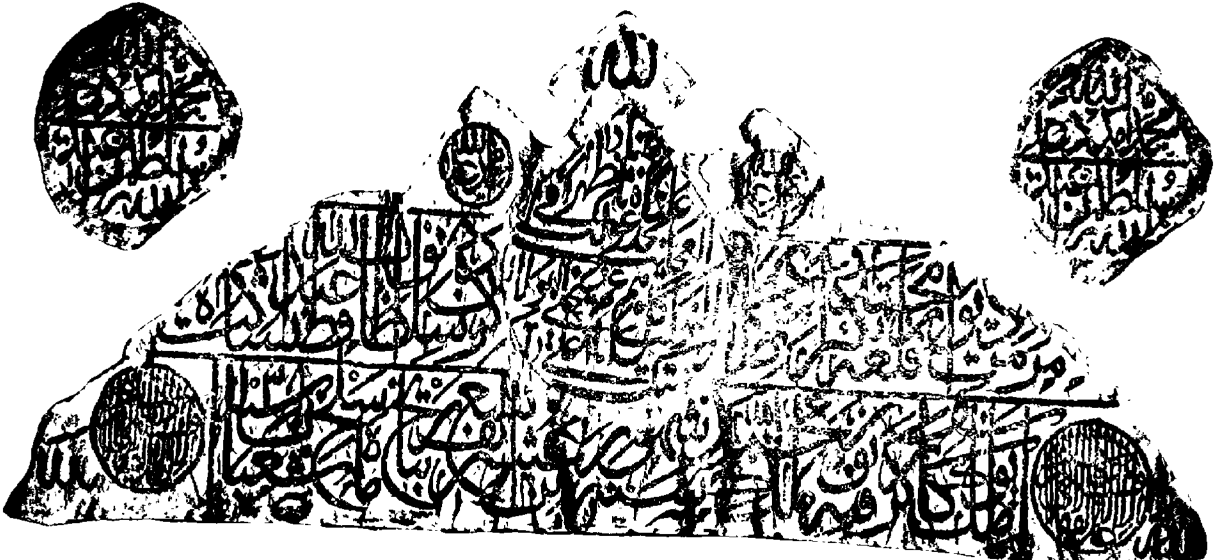
نمبر ۵۲ الف - مغربی دیوار قلعہ

ب - قلعہ گولکنڈہ

ج - صرف خاص مبارک

د - قسم دوم ج

ھ - سنہ ۱۰۲۹ھ / ۱۶۱۹ء - ۱۰۳۸ھ / ۱۶۲۸ء



کتبہ مغربی دیوار قلعہ گولکنڈہ ۱

و - یہ کتبہ بخط نسخ و طغری خوشنما دائروں میں کندہ ہے پتھر کا طول دو فٹ گیارہ انچ ہے اس میں دو سنہ درج ہیں پہلا سنہ ترمیم معلوم ہوتا ہے اور دوسرا سنہ تنصیب کتبہ۔

۱- اللہ
۲- اللہ محمد علی
اللہ محمد علی ... سلطان عبداللہ را
۳- اللہ محمد علی
۴- مرمت دیوار قلعہ محمد نگر[1] در کار کرد سلطان ابو المظفر عبداللہ قطبشاہ گشت
۵- ملک یوسف[2] کار گرفتہ ملک نور محمد شہور سنہ تسع و عشرین الف
بتاریخ سلخ ماہ شعبان ۱۰۳۸ھ۔
۶- نادعلیاً مظہر العجائب تجدہ عونا لک فی النوائب کل ہم و غم سینجلی بولایتک یا علی
۷- لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذو الفقار
۸- ۱۰۳۸ھ (ملاحظہ ہو تصویر منسلکہ)

ز - محفوظ حالت میں ہے۔
ح - قابل تحفظ ہے۔
ط - مغلیہ حملوں سے حفاظت کی خاطر وقتاً فوقتاً اس قلعہ کا

---

[1] پی گرافیا ۱۹۱۳-۱۹۱۲ء صفحہ ۵ میں (محمد نگر) لکھا گیا ہے ۱۲

[2] ملک یوسف خواجہ سرا سلطان عبداللہ قطب شاہ کی ایام شاہ زادگی سے انکی خدمتگزاری میں حاضر رہا کرتے تھے۔ حدیقۃ السلاطین قطبشاہی۔

استحکام ہوتا رہتا تھا - جس قلعہ کی مغربی دیوار پر یہ کتبہ نصب ہے۔۱ اس کی ترمیم سلطان محمد قطبشاہ کے عہد میں ان کے فرزند نواب عبداللہ نے کی تھی۔ اس لئے کہ سنہ تسع وعشرین والف سنہ ۱۰۲۹ھ جو مرمت دیوار قلعہ کا سال ہے اس وقت سلطان محمد قطبشاہ تخت نشین تھے اور سلخ شعبان ۱۰۳۵ھ میں جبکہ یہ کتبہ نصب ہوا تھا اس وقت سلطان عبداللہ تخت نشین ہو چکے تھے -

---

نمبر ۵۳ الف - مقبرۂ خانم آغا

ب - اندرون گنبد سلطان محمد قطبشاہ سادس

ج - صرفخاص مبارک

د - قسم اول ج

ھ - ۱۰۳۱ھ / ۱۶۲۵ء

و - کتبات ذیل قبر پر کندہ ہیں

۱ - لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ حقاً حقاً - سورہ ۲ - آیۃ ۱۶ سنہ ۱۰۳۱ھ

۲ - آیۃ الکرسی -

۳ - سورہ ۲ - آیات ۲۸۵ - ۲۸۶ -

۴ - ناد علی -

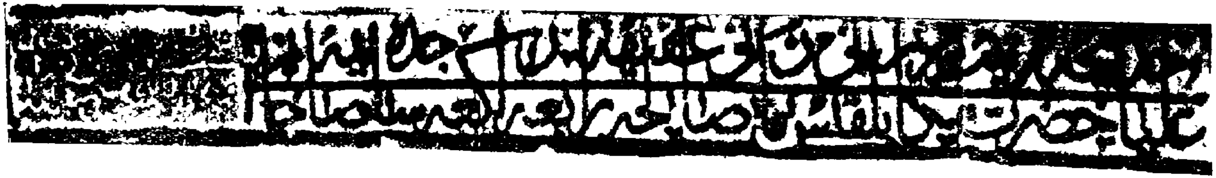
۵ - سورہ ۹۷ - ۱۰۹ - ۱۱۲ - ۱۱۳ - ۱۱۴ -

۶ - درود شریف

۷ - علیا حضرت خدیجہ مرتبت مریم مکانی بلقیس زمانی صالحہ عفیفہ رابعہ راکعہ ساجدہ صائمہ خانم آغا۱ (ملاحظہ ہو تصویر منسلکہ)

---

۱ ایپی گرافیا سنہ ۱۹۱۵ء - ۱۹۱۶ء صفحہ (۳۲) میں ان کا نام (نیاتر خانم) لکھا گیا ہے حالانکہ کتبہ میں خانم کے بعد (۱) آغا کا مخفف ہے - جیسا کہ فی زمانناً بھی دورہ فارسی آغا میرزا کو آ میرزا کہتے ہیں اور حدیقۃ السلاطین سے بھی خانم آغا کے اس گنبد میں دفن ہونے کا پتہ ملتا ہے



کتبہ مزار دلارام آغا



کتبہ مزار ... کلثوم



کتبہ مزار ... فاطمہ سلطان

کتب خانہ جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی

ز - محفوظ حالت میں ہے

ح - لائق تحفظ ہے

ط - خانم آغا کی قبر سنگ سیاہ کی ہے اور سلطان محمد قطبشاہ کے مقبرہ کے اندر واقع ہے یہ اس گنبد میں اپنے فرزند سلطان محمد قطبشاہ کی وفات کے قبل دفن ہو چکی تھیں جو القاب ان کا لکھا ہے اس سے بھی یہی واضح ہوتا ہے کہ یہ قبر بادشاہ کی ماں کے سوا کسی کی نہیں ہو سکتی - مزید تفصیل کے لئے کتبہ نمبر (۱۵) ملاحظہ ہو -

نمبر ۵۴ الف - بارہ دری بھاگ متی

ب - قلعہ کی جنوبی سمت واقع ہے -

ج - صرف خاص مبارک

د - قسم دوم ب

ھ - سنہ ۱۰۳۴ھ / ۱۶۲۵ء

و - کوئی کتبہ نصب نہیں ہے

ز - مرمت طلب ہے

ح - تحفظ غیر ضروری ہے -

ط - قلعہ کے جنوب مغربی سمت پر بھاگ متی وتارا متی کی خوش وضع بارہ دریاں اور مسجد واقع ہے - یہ دونوں سلطان محمد قطبشاہ کی حرم تھیں اور بھاگ متی کے نام پر بھاگ نگر (حیدرآباد) بسایا گیا - چنانچہ پل کہنہ اور تعمیر حیدرآباد کے ضمن میں اس کا تفصیلی ذکر آچکا ہے اس کے بانی کا انتقال سنہ ۱۰۳۵ھ میں ہوا اور یہی سلطان محمد قطب شاہ کا

سنہ وفات ہے۔

نمبر ۵۵ الف - گنبد زہرائی[1]

ب - مقابر شاہان گولکنڈہ

ج - صرف خاص مبارک۔

د - قسم دوم ج

ہ - ۱۰۳۵ھ / ۱۶۲۵ء

و - کتبات ذیل قبر پر کندہ ہیں:—

(۱) لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ حقاً حقاً سنہ ۱۰۳۵ھ

(۲) آیۃ الکرسی

(۳) سورہ ۲ - آیت ۲۸۵ - ۲۸۶

(۴) نادعلی صغیر - علیا حضرت مریم مکانی خدیجہ مرتبت زہرائے ثانی فاطمہ سلطان بنت سلطان محمد امین۔ (ملاحظہ ہو تصویر منسلک)

(۵) سورہ ۹۷ - ۱۰۹ - ۱۱۲ - ۱۱۵ -

(۶) درود شریف

ز - محفوظ حالت میں ہے

ح - لایق تحفظ ہے۔

---

[1] ایپی گرافیا ۱۶-۱۹۱۵ء صفحہ (۳۲) میں اسکو (زہرائی) لکھا ہے کتبہ میں (...) جو بہت صاف پڑھا جاتا ہے جو (بے) سے بالکل مختلف ہے۔ ہمارے یعنی (ز...) ... قطب شاہی عہد میں (بی) بہ نام نہیں ہوتے تھے۔ ... (بی بی) کی مسخ شدہ ...

ط ۔ اس گنبد میں جس کے بانی فاطمہ سلطان بنت محمد امین پسر ابراہیم قطبشاہ تھیں کئی قبور ہیں لیکن زہرا کے علاوہ صرف ایک اور قبر پر نادعلی کلمۂ طیبہ آیۃ الکرسی اور سورہ ۱ و ۱۱۲ و ۱۱۴ کندہ ہیں اس گنبد کا بالائی حصہ غیر متناسب طور پر بڑا ہے ۔

نمبر ۶ الف ۔ گنبد سلطان محمد قطبشاہ سادس

ب ۔ مقابر شاہان گولکنڈہ

ج ۔ صرف خاص مبارک ۔

د ۔ قسم اول ج

ھ ۔ ۱۰۳۵ھ م ۱۶۲۶ء

و ۔ کتبہ ذیل بخط توقیع کندہ ہے ۔

۱ ۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ حقاً حقاً

۲ ۔ شہد اللہ انہ لا الٰہ الا ہو والملائکۃ واولوالعلم قائماً بالقسط لا الٰہ الا ہو العزیز الحکیم ۔ فی ۱۰۳۶ (ملاحظہ ہو تصویر منسلکہ)

۳ ۔ آیۃ الکرسی

۴ ۔ سورہ ۲ ۔ آیات ۲۸۵ ۔ ۲۸۶ ۔

۵ ۔ سورہ ۱۴ ۔ ۱۱۲ ۔ ۱۰۹ ۔ ۹۷

۶ ۔ (۱) وفات عالی حضرت جنت مکانی سلطان محمد قطب شاہ ابن میرزا محمد امین ابن ابراہیم قطب شاہ فی

عہ ، عہ ایپی گرافیا ۱۵-۱۹۱۶ء صفحہ (۳۲) ابن کا (الف) محذوف کر دیا گیا ہے ۱۲

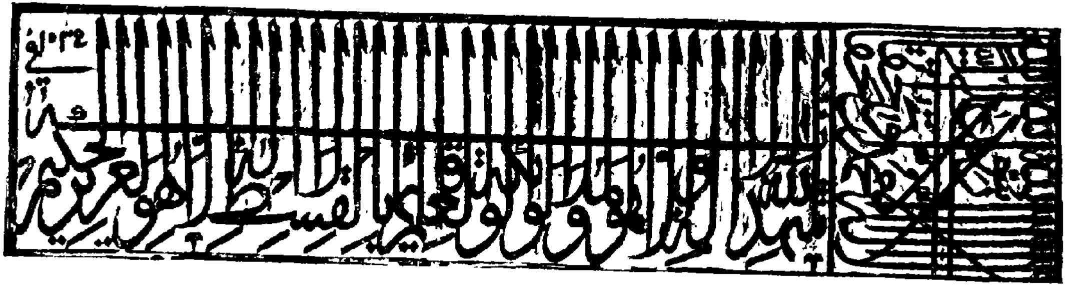
(۳) تاریخ یوم الاربعا سیزدہم ماہ جمادی الاولیٰ سنہ ۱۰۳۵ - ولادت باسعادتش
درماہ رجب سنہ ۱۰۰۱ جلوس ہمایونش فی
(۴) ہفدہم ماہ ذی القعد سنہ ۱۰۲۱ مدت سلطنتش چہاردہ سال وشش ماہ
عمرعزیزش سی و چہار سال و دہ ماہ - (ملاحظہ ہو تصویر منسلکہ)
لوح مزار کے بالائی حصہ پر نمبر (۲) میں سنہ ۱۰۳۶ یعنی سنہ ۱۰۳۶ صاف
پڑھا جاتا ہے اور نمبر (۹) میں تاریخ وفات سنہ ۱۰۳۵ کندہ ہے جس سے
یہی نتیجہ مستنبط ہوتا ہے کہ سنہ ۱۰۳۶ لوح مزار کی تعمیر کا سنہ ہے اور (۱۰۳۵ھ)
سنہ وفات ہے - چنانچہ حدیقۃ السلاطین قطبشاہی سے بھی یہی ثابت
ہوتا ہے کہ بروز چہارشنبہ ۱۳ جمادی الاول سنہ ۱۰۳۵ھ کو سلطان محمد قطب شاہ
کا انتقال دولتخانہ عالی (واقع کمان شیرمل) میں قبل ظہر ہوا اور بوقت عصر
ان کی نعش کو گولکنڈہ لیجا کر لشکر فیض اثر کے اُس گنبد میں سپرد خاک
کیا گیا - جس کو اِس بادشاہ نے خود اپنی زندگی میں اسی غرض سے بنوایا تھا -

س - محفوظ حالت میں ہے -

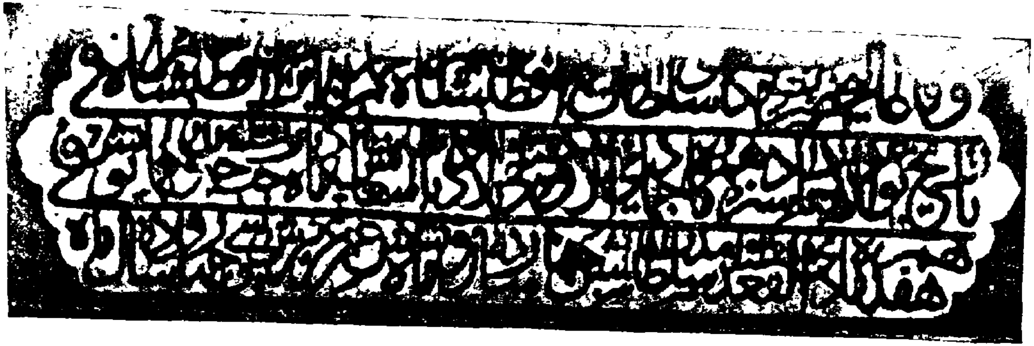
ح - قابل تحفظ ہے

ط - سلطان محمد قطب شاہ کی ولادت ۲۲ رجب سنہ ۱۰۰۱ھ (۱۵۹۳ء)
کو واقع ہوئی یہ شہزادہ مرزا محمد امین کے فرزند اور محمد قلی قطب شاہ کے بھتیجے
اور داماد تھے - یہ بادشاہ بڑا علم دوست و دیندار گزرا ہے - ان کا وقت
بیشتر مذاکر علمیہ اور علما کی صحبت میں بسر ہوتا تھا - مکہ مسجد انہیں کی بنوائی ہوئی

عہ ایپی گرافیا سنہ ۱۶-۱۹۱۵ء صفحہ (۳۲) سنہ ۱۰۳۶ کو سنہ ۱۰۳۵ لکھا گیا ہے یہ فرق یاد رکھنے کے قابل ہے کہ
ایران میں ۶ کا عدد اسطرح (۶ و ۶) اور مصر و اسلامبول میں ۴ کا عدد اسطرح (٤) لکھتے ہیں -



کتبات مزار محمد قطب شاہ سادس نمبر (۱) و (۲)



نمبر (۶)

قطبشاہی زمانے کی تاریخیں اسی عہد میں پہلی مرتبہ قلمبند ہوئیں۔ پندرہ سال تک حکومت کرنے کے بعد سنہ ۱۰۳۵ھ ۱۶۲۵ء میں انہوں نے وفات پائی۔ مقبرۂ سلطان محمد قلی کے بعد رفعت و شان میں یہ مقبرہ دوسرے درجہ پر ہے اس کے ہر ضلع کا طول ۶۲ فٹ ۴ انچہ اور رواق کا عرض ۹ فٹ ۸ انچہ ہے۔ پہلے اس مقبرہ کے روکار پر کارکاشی کی اینٹیں نصب تھیں جن کے علامات اس وقت تک پائے جاتے ہیں اس گنبد میں علاوہ سلطان محمد قطبشاہ کے اور بھی پانچ قبور ہیں[1] از آنجملہ دو قبروں کے تعویذ بجلی کے اثر سے شگافتہ ہو گئے ہیں صاحب مزار کے علاوہ صرف دو قبور پر کتبات نصب ہیں چنانچہ ان کا ذکر اپنی جگہ پر آئیگا۔ سلطان محمد قطبشاہ کو مثل اپنے چچا کے شاعری کا شوق تھا عروجی اور ظل اللہ تخلص کرتے تھے بعض اشعار حسب ذیل ہیں ؎

دماغ و طبع عروجی چہ دلکشا چمن است چنیں مگو کہ خود آسمان فرہنگ است

تعالی اللہ چہ حسن است ایں بنازم صنع یزداں را
کہ در آئینہ روئے تو دیدم صورت جاں را

عز و جاہم ز عشق و دولت اوست ایں ہمہ حشمتم ہمت اوست
مست از بادہ نیست ظل اللہ سرخوش از بادۂ محبت اوست

---

[1] صفۂ غربی میں شاہ خوندکار اور خانم آغا مدفون ہیں اور تیسری قبر سلطان قلی میرزا پسر سلطان محمد قطبشاہ کی ہے جنہوں نے ذیقعدہ سنہ ۱۰۳۰ھ میں رحلت کی تھی۔ بچونکی قبور کے منجملہ ایک شاہزادہ ابراہیم میرزا پسر سلطان محمد قطبشاہ کی ہے جنہوں نے سلطان عبد اللہ کے سال دوم جلوس میں وفات پائی اور دوسری پسر ہفت ماہہ سلطان عبد اللہ کی ہے جسکا انتقال ۲۹ جمادی الثانی سنہ ۱۰۴۰ھ میں ہوا تھا (حدیقۃ السلاطین)

مدعی گر دعویٰ دارد مسلم داشتیم — روشنت باد اگر ظل اللہ دعوا یداز میست
در حضرتت یقین و گماں را چو راہ نیست — حیران وصف تست یقین و گمان ما
ظل اللہ از شرور بداں در پناہ تست — اے درگہ جلال تو دار الامان ما
تا تو در دل آدمی غیرے ندارد رہ درو — در حریم خاص شہ نا محرماں را بار نیست

نمبر ۵۷ الف۔ گنبد کلثوم بیگم

ب۔ سلطان محمد قلی قطبشاہ کی گنبد کے جنوب میں مغربی سمت پر واقع ہے۔

ج۔ صرف خاص مبارک۔

د۔ قسم دوم ج

ہ۔ عہد سلطان محمد قطب شاہ

و۔ کوئی کتبہ نہیں ہے۔

ز۔ محفوظ حالت میں ہے۔

ح۔ لائق تحفظ ہے

ط۔ اس مقبرہ میں تین قبور ہیں۔ مغربی قبر کلثوم بیگم کی اور دوسری و تیسری اون کے شوہر و دختر کی بیان کی جاتی ہیں نمبر ۵۶ سے واضح ہوتا ہے کہ کلثوم بیگم سلطان محمد قطبشاہ کی دختر تھیں۔

نمبر ۵۸ الف۔ مقبرہ ابن کلثوم

ب۔ مقابر گولکنڈہ میں مغربی سمت پر واقع ہے

ج۔ صرف خاص مبارک۔

د - قسم دوم ب

ھ - ۱۰۳۷ھ / ۱۶۲۷ء

و - کتبات ذیل بخط ثلث نصب ہیں -

(۱) سورہ ۳ آیت ۱۶ ۱۰۳۷ھ

(۲) لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ حقاً حقاً -

(۳) آیتہ الکرسی

(۴) درود شریف

(۵) مغفرت پناہ ابن کلثوم بنت مرحومن نور اللہ سلطان محمد قطبشاہ خلد اللہ تعالیٰ (ملاحظہ ہو تصویر مسلکہ)

ز - محفوظ حالت میں ہے -

ح - قابل تحفظ ہے -

ط - یہ خوشنما مختصر سا گنبد چاروں طرف سے کھلا ہوا ہے - وسط میں ایک چھوٹی سی قبر ہے کتبہ سے واضح ہوتا ہے کہ یہ کلثوم (دختر سلطان محمد قطب شاہ) کے لڑکے کی قبر ہے - جس کے عقیقہ کی بھی نوبت نہیں آئی تھی - لفظ کلثوم اس میں بجائے ث کے س سے لکھا ہے -

---

نمبر ۵۹ الف - قبر شاہ خوندکا

ب - اندرون مقبرہ سلطان محمد قطبشاہ

ج - صف خاص مبارک -

د - قسم اول ج

ھ - ۱۰۴۵ھ / ۱۶۳۵ء

و ۔ کتبات ذیل بخط ثلث و توقیع کندہ ہیں۔

(۱) لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ حقا حقا (قرآن) سورہ ۲ آیۃ ۱۱ سنہ ۱۰۴۵ھ

(۲) آیتہ الکرسی

(۳) سورہ ۲ آیۃ ۲۸۵-۲۸۶

(۴) ناد علی صغیر

(۵) سورہ ۹۷- ۱۹۱- ۱۱۲- ۱۱۴-

(۶) درود شریف

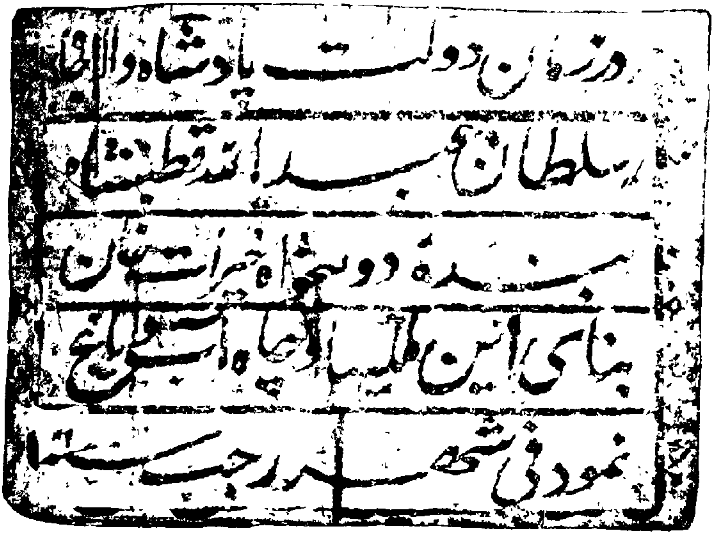
(۷) عالیحضرت سیادت و نجابت پناہ مغفرت و مرحمت دستگاہ شاہ خوندکار ابن سیادت پناہ شاہ محمد الحسینی ۔ (ملاحظہ ہو تصویر منسلکہ)

س ۔ محفوظ حالت میں ہے ۔

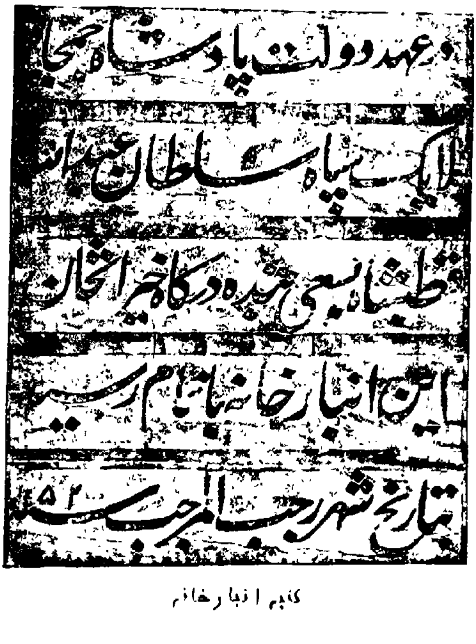
ح ۔ قابل تحفظ ہے

ط ۔ شاہ خوندکار، خانم آغا کے نواسے اور سلطان عبداللہ قطبشاہ کے پھوپی زاد بھائی تھے ان کے باپ شاہ محمد الحسینی ولد شاہ علی عرشاہ پیرزادہ سلطان محمد قطب شاہ کے بہنوئی تھے ۔ چنانچہ بقول صاحب حدیقۃ السلاطین قطبشاہی سلطان عبداللہ کے سال اول جلوس میں شاہ محمد بمشاہرہ ہزار ہون ماہانہ پیشوائی کی خدمت پر مامور ہوئے ۔ لیکن بوجہ ناموزونیت دو سال کے بعد علیحدہ کردئے گئے اور ان کی جگہ پر ابن خاتون پیشوا ہوئے ۔ شاہ خوندکار کو سلطان عبداللہ کے زمانہ میں سات ہزار ہون سالیانہ مقرر تھا اور بادشاہ کے

ﮯ ایپی گرافیا سنہ ۱۹۱۰ء میں ان کی شخصیت پر کوئی روشنی نہیں ڈالی گئی ہے بلکہ ان کو صرف ایک مذہبی پیشوا ظاہر کیا گیا ہے ۱۲



کتبہ موسیٰ برج



کتبہ انبار خانہ

تخت کے بائیں جانب ان کی نشست ہوتی تھی۔ تالاب ماں صاحبہ جن کو بطور انعام عطا ہو نیکا ذکر کتبہ نمبر (۱۵) میں مندرج ہے وہ یہی شاہ خوندکار تھے۔

نمبر ۶۰ الف - کتبہ موسیٰ برج

ب - موسیٰ برج کے سیڑھیوں کے قریب واقع ہے

ج - صرف خاص مبارک۔

د - قسم دوم ج۔

ھ - ۱۰۵۱ھ / ۱۶۴۲ء

و - موسیٰ برج کے شمالی جانب سیڑھیوں کے قریب یہ کتبہ بخط نستعلیق نصب ہے اس کا طول ۲ فٹ ۰ انچہ اور عرض ۲ فٹ ۶ انچہ ہے

(۱) در زمان دولت پادشاہ والاجاہ (۲) سلطان عبداللہ قطبشاہ

(۳) بندہ دولت خواہ خیرت خاں (۴) بنائی ایں ملگیہا و چاہ آب باغ

(۵) نمود فی شہر رجب ۱۰۵۱ھ (منسلکہ تصویر ملاحظہ ہو)

ز - محفوظ حالت میں ہے۔

ح - قابل تحفظ ہے۔

ط - اس کتبہ سے واضح ہوتا ہے کہ خیرات خان نے سلطان عبداللہ قطب شاہ کے امراء میں سے تھے۔ چند ملگیاں کنوال اور باغ بنوایا تھا۔ ایک مرتبہ خیرات خاں سلطان عبداللہ قطب شاہ کی طرف سے شاہ جہاں پادشاہ کے پاس مکتوب و تحائف بھی لیکر گئے تھے۔ خیرات خاں کا مفصل حال کتبہ نمبر (۱۹) میں مندرج ہے۔

نمبر ۶۱ الف ۔ انبار خانہ

ب ۔ نزو بارہ دری قلعہ گولکنڈہ

ج ۔ صرف خاص مبارک

د ۔ قسم دوم ج

ہ ۔ ۱۰۵۲ھ / ۱۶۴۲ء

و ۔ یہ کتبہ جو ۲ فٹ ۹ انچہ طویل اور ۱ فٹ گیارہ انچہ عریض ہے سنگ سیاہ پر بخط نستعلیق لکھا ہوا ہے۔

(۱) در عہد دولت پادشاہ جمجاہ (۲) ظل ایک سپاہ سلطان عبداللہ

(۳) قطبشاہ نسبی بندۂ درگاہ خیریت خاں (۴) ایں انبار خانہ باتمام رسید

(۵) بتاریخ شہر رجب المرجب سنہ ۱۰۵۲ھ (ملاحظہ ہو تصویر منسلکہ)

ز ۔ محفوظ حالت میں ہے

ح لائق تحفظ ہے۔

ط ۔ قلعہ کی بارہ دری پر جانے کے لئے نصف راستہ طے کرنے کے بعد ایک دالان اور بعض کمرے منہدمہ حالت میں ملتے ہیں یہی مقام انبار خانہ کہلاتا ہے۔ جو کتبہ اس وقت نیچے نصب کرا دیا گیا ہے وہ پہلے اس کے بالائی حصہ پر نصب تھا۔

نمبر ۶۲ الف ۔ مقبرہ حکیماں (جدید)

ب ۔ مقابر شاہان گولکنڈہ۔

ج ۔ صرف خاص مبارک۔

د ۔ قسم دوم ج۔

ھ - عہد سلطان عبداللہ قطب شاہ سال ۱۰۶۲ھ ۱۶۵۱ء

و - نادعلی آیۃ الکرسی و درود شریف بخط ثلث وطغرے کندہ ہیں سرھانے ہو العلی العظیم کے بعد سنہ ۱۰۶۲ھ درج ہے دوسری قبر سادہ ہے۔

ز - محفوظ حالت میں ہیں۔

ح - قابل تحفظ ہیں۔

ط - دو خوشنما گنبدوں میں جو چاروں طرف سے کھلے ہوئے ہیں۔ سنگ سیاہ کی قبور پر خوش خط توقیع میں آیات قرآنی کندہ ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہ محمد قطب شاہ کے مقرب حکماء کے مزار ہیں۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال

(ش)

نمبر ۶۳ الف - گنبد ہیم متی وتارا متی

ب - مقابر شاہان گولکنڈہ

ج - صرف خاص مبارک

د - قسم دوم ج

ھ - سنہ ۱۰۷۳ھ ۱۶۶۲ء

و - کتبات ذیل نصب ہیں

(۱) سورہ ۳ آیۃ ۱۶ (۲) سورہ ۲ آیۃ ۲۵۶ (۳) درود شریف مختصر (۴) بود از ازل گل جنتی ہیم متی سنہ ۱۰۷۳ھ (۵) گل جنتی بود از ازل ہیم متی سنہ ۱۰۷۳ھ

(ملاحظہ ہو تصویر منسلکہ)

ز - محفوظ حالت میں ہے۔

؎ ایپی گرافیا سنہ ۱۶-۱۹۱۵ء صفحہ ۳۶ کتبہ نمبر (۵) ترک کر دیا گیا ہے ۱۲

ح - قابل تحفظ ہے۔

ط - قطبشاہی تاریخ میں بھاگ متی بیم متی اور تارامتی کے نام خاص طور پر شہرت رکھتے ہیں۔ بیم متی سلطان عبداللہ قطب شاہ کی منکوحہ تھی اور یہ مقبرہ اسی بادشاہ کا بنوایا ہوا ہے۔ کتبہ نمبر۴ متذکرہ صدر کسی قدر لفظی تغیر کے ساتھ قبر کے دوسرے جانب (کتبہ نمبر۵) بخط نستعلیق کندہ ہے۔ بیم متی کے گنبد کے قریب اور ایک گنبد اسی کے مماثل ہے جو تارامتی منکوحہ سلطان محمد قلی قطب شاہ کا بیان کیا جاتا ہے لیکن اس پر کوئی کتبہ نصب نہیں ہے۔

نمبر ۶۴ الف - موسیٰ برج

ب - قلعہ گولکنڈہ

ج - صرف خاص مبارک

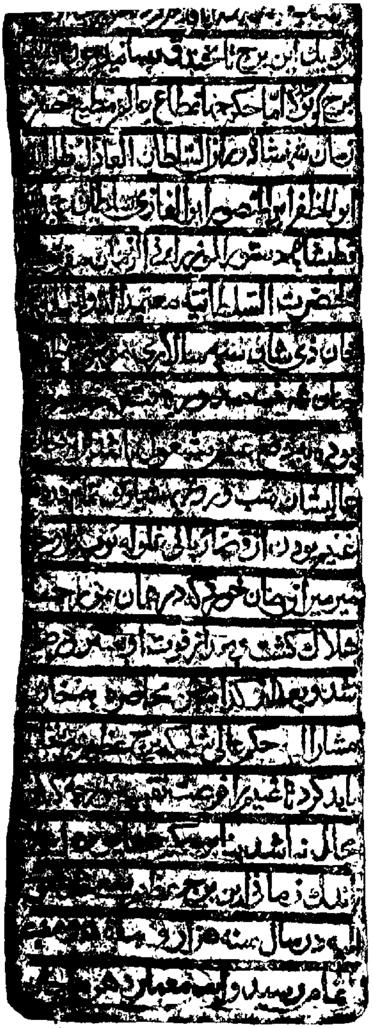
د - قسم اول ج

ھ - ۱۰۷۷ھ / ۱۶۶۶ء

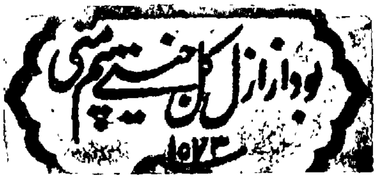
و - فی الحال کتبہ ذیل بخط نسخ برج کی پہلی منزل کی دیوار پر سیڑھیوں کی مغربی جانب نصب ہے۔ بظاہر یہ کتبہ اپنے اصلی مقام پر نہیں معلوم ہوتا ہے۔ بلکہ جدید سیڑھیوں کی تعمیر کے بعد یہاں اس کو نصب کرادیا گیا ہے۔ اس پتھر کا بالائی حصہ کسی قدر ٹوٹ گیا ہے۔ کتبہ کا طول ۴ فٹ ۹ ½ انچ ہے اور عرض ۱ فٹ ۴ ½ انچ۔ اسی فارسی کتبہ کا ہم مضمون ایک اور کتبہ بخط تلنگی برج کی جنوبی دیوار پر نصب ہے۔

(۱) قایم کردہ مورچہ ونقب را

کتب خانہ جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی



کتبه موسی برج



کتبه مزار [illegible]

کتبه مزار شاه جواد کار



(۲) نزدیک ایں برج تا بخندق رسانید چوں درینجا

(۳) برج کوچک بود اما حکم جہاں مطاع عالم مطیع خسرو

(۴) زمان شہنشاہ دوران السلطان العادل ظل اللہ

(۵) ابوالمظفر ابوالمنصور ابوالغازی سلطان عبداللہ

(۶) قطبشاہ بہ دستور الوزرار فی الزمان مقرب

(۷) الحضرت السلطانیہ معتمد الدولہ الخاقانیہ

(۸) خان ذی شان سپہ سالاری موسیٰ خاں

(۹) چناں شرف صدور یافت کہ خود درینجا

(۱۰) بودہ بہ دفع غنیم مشغول باشد برآں خان

(۱۱) عالیشان شب وروز بہشیاری تمام در دفع

(۱۲) غنیم بودن از قضار ربانی غلولہ توپ بر وجود

(۱۳) سیر سیراں چناں خورد کہ در ہماں مورچہ

(۱۴) ہلاک گشت و بعد از فوت او بسہ روز صلح

(۱۵) شد و بعد از گذاشتن محاصرہ بہ خان

(۱۶) مشار الیہ حکم عالی شد کہ برج عظیم درینجا بنا

(۱۷) باید کرد تا غنیم را فرصت نقب مورچہ کندن

(۱۸) مجال نباشد بنا بر حکم ہمایون اعلیٰ

(۱۹) باندک زمانی ایں برج عظیم بسعی خاں موی

(۲۰) الیہ در سال سنہ ہزار و ہفتاد و ہفت

سے ایپی گرافیا سنہ ۱۹۱۳ء صفحہ (۱۲) میں (بدستور) لکھا گیا ہے ۱۲

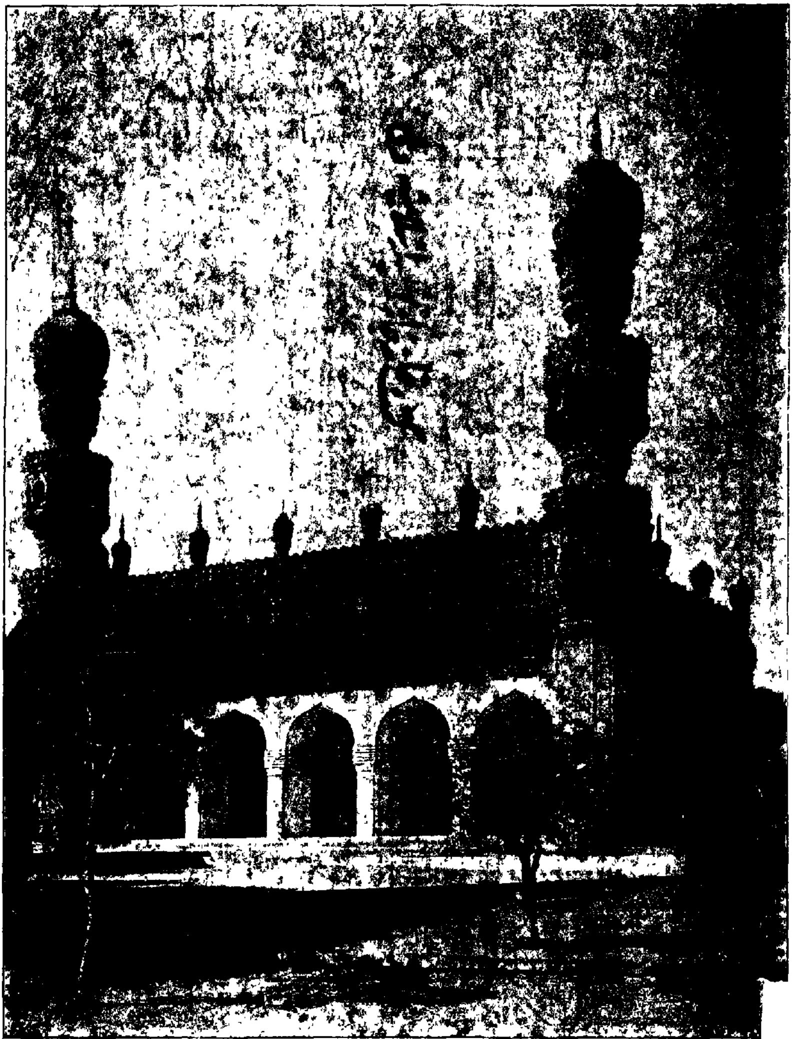
سے " " " " میں (بودہ) لکھا گیا ہے۔ اور ربط عبارت کے لحاظ سے بودند ہونا چاہیئے تھا ۱۲

(۲۱) با تمام رسید و اسم معمار دھرما چار۔ (ملاحظہ ہو تصویر منسلکہ)

نمبر - محفوظ حالت میں ہے۔

ح - قابل تحفظ ہے۔

ط - اس برج کی تعمیر کی وجہ کتبہ میں تفصیل کے ساتھ مندرج ہے۔ یہ برج نیم دائرہ نما اور سہ منزلہ ہے برج کے بڑے پتھروں کو گچ سے مستحکم کیا گیا ہے بعض پتھروں کا وزن ایک ٹن سے زائد ہے۔ اور برج کا ارتفاع تقریباً (۶۰) فٹ ہے۔ تاریخی حیثیت سے یہ کتبہ خاص اہمیت رکھتا ہے۔ اس لئے کہ شہزادہ محمد پسر بادشاہ اورنگ زیب کے حملہ گولکنڈہ (۱۰۶۶ھ / ۱۶۵۶ء) کے بعد انعقاد صلح کی جو وجہ اس کتبہ سے ظاہر ہوتی ہے اس کا حال کسی تاریخ میں مندرج نہیں ہے۔ خافی خاں کے بیان کے مطابق صلح کا یہ باعث ہوا کہ قطبشاہی افواج پر عرصہ کارزار تنگ ہونے کی وجہ سے عبداللہ قطب شاہ نے صلح کی تحریک آغاز کر کے بقایائے خراج نقد جواہر ہاتھی اور مصارف جنگ ادا کرنے کے علاوہ شہزادہ کے ساتھ اپنی دختر کا عقد بھی کر دیا تھا لیکن اس کتبہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ (مغلیہ سپہ سالار و بخشی) میر میراں (اسد اللہ خاں بخاری) کی قلعہ کی توپوں کی ضرب سے ہلاکت واقع ہونیکے تیسرے دن صلح ہوگئی اور صلح کے بعد سلطان عبداللہ قطبشاہ نے اس مقام پر بنظر استحکام ایک جدید برج بنانے کا حکم دیا۔ اس کتبہ سے ایک اور تاریخی شخص موسیٰ خاں (محلدار) کا حال معلوم ہوتا ہے جو اس جنگ میں بطور وزیر و سپہ سالار مامور تھا۔ ٹولی مسجد انہی موسیٰ خاں کی بنوائی ہوئی ہے اور عبداللہ قطب شاہ کی وفات کے بعد ان کے جانشین کے انتخاب کے جھگڑے میں موسیٰ خاں ابوالحسن تاناشاہ کے موئدین میں سے تھے۔



مسجد کلاں عہد قطب شاہان گولکنڈہ

کتب خانہ جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی







کتبۂ صدر باب مسجد کلاں
مقابر شاہان گولکنڈہ

نمبر ۶۵

الف۔ مسجد کلاں

(ملاحظہ ہو تصویر منسلکہ)

ب۔ مقابر شاہاں گولکنڈہ۔

ج۔ صرف خاص مبارک

د۔ قسم اول ج

ھ۔ سنہ ۱۰۷۷ھ / ۱۶۶۶ء

و۔ کتبہ ذیل محراب میں بخط ثلث کندہ ہے۔

(۱) سیقول السفہاء من الناس ماولٰیہم عن قبلتہم التی کانوا علیہا قل للّٰہ المشرق والمغرب یہدی من یشاء الی صراط مستقیم۔

(۲) وکذالک جعلناکم امۃ وسطا لتکونوا شہدآء علی الناس ویکون الرسول

(۳) علیکم شہیدا وما جعلنا القبلۃ التی کنت علیہا الا لنعلم من یتبع الرسول ممن ینقلب علی عقبیہ وان کانت لکبیرۃ الا علی الذین ہدی اللّٰہ وما کان اللّٰہ لیضیع ایمانکم ان اللّٰہ بالناس لرؤف رحیم۔ ۱۰۷۷۔

(۴) کتبہ تقی الدین محمد بن شیخ صالح البحرانی۔ (ملاحظہ ہو تصویر منسلکہ)

عبارت ذیل بیچ کے گول حلقوں میں بطرز توقیع ثلث خط میں کندہ ہے۔

(۵) نصر من اللّٰہ وفتح قریب۔ وان المساجد للّٰہ فلا تدعوا مع اللّٰہ احداً اللّٰہ محمد علی فاطمہ حسن حسین۔

عجلوا بالصلوٰۃ قبل الفوت۔ عجلوا بالتوبۃ قبل الموت ۱۰۷۹۔

(یہ کتبہ اختتام تعمیر کا ہے)

ءں ایپی گرافیا ۱۹۱۵-۱۶ء صفحہ ۳۶ یہاں سے سنہ اختتام تک کی پوری عبارت نہیں لکھی گئی ہے۔

س ۔ محفوظ حالت میں ہے ۔

ح ۔ قابل تحفظ ہے ۔

ط ۔ شاہان قطبیہ کے زمانہ میں مساجد بہت افراط کے ساتھ تعمیر ہوا کرتی تھیں ۔ اسی کا نتیجہ یہ ہے کہ ہم کو بلدہ و مضافات میں اس وقت کثرت سے مساجد نظر آتی ہیں اور مقابر شاہان گولکنڈہ میں تو تقریباً ہر گنبد کے ساتھ ایک مسجد ضرور بنی ہوئی ہے ۔ یہ مسجد جو مساجد قلعہ میں سب سے بڑی اور حسین ہے حیات بخش بیگم کی گنبد کے متصل واقع ہے چونکہ اس مسجد کی تعمیر اور حیات بخش بیگم کی وفات کا سنہ (۱۰۷۷) ایک ہی ہے لہٰذا یہ قیاس قائم ہوتا ہے کہ یہ مسجد ان کے مقبرہ سے متعلق ہے اور کتبہ متذکرہ بالا نہایت خوشخط ثلث میں بطرز توقیع محراب عبادت میں کندہ ہے ۔ محراب کا طول ۱۰٫۶ فٹ اور عرض ۵۰ فٹ ۸ انچ ہے ۔ چھت لداؤ کی ہے جس پر پندرہ گنبد بنے ہیں اور دالان کے دونوں گوشوں میں دو بلند مینار ہیں جامع مسجد بلدہ میں عبارت صدر کے علاوہ سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین بھی کندہ ہے باوجودیکہ یہ عمارت (۱۷) سال بعد کی تعمیر شدہ ہے اور دونوں کے کاتب مختلف ہیں لیکن دونوں کے شان خط میں مماثلت تام پائی جاتی ہے ۔ اس کتبہ کی تقسیم الفاظ اور زور قلم سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس زمانہ کے کاتب اس فن میں غیر معمولی ریاضت کیا کرتے تھے ۔

نمبر ۶۶ الف ۔ گنبد حیات بخش بیگم

ب ۔ مقابر قطبشاہیہ

ج ۔ صرف خاص مبارک

د - قسم اول ج -

ھ - ۱۰۷۷ھ / ۱۶۶۶ء

و - کتبات ذیل بخط ثلث کندہ ہیں

(۱) لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ حقاً حقاً

(۲) آیۃ الکرسی

(۳) سورہ ۲ آیات ۲۸۵ - ۲۸۶

(۴) سورہ ۹۷ - ۱۰۹ - ۱۱۲ - ۱۱۴

(۵) نادعلی صغیر - درود شریف

(۶) وفات جنت مکانی حیات بخش بیگم بتاریخ بیست و ہشتم ماہ شعبان شب سہ شنبہ ۱۰۷۷ھ (ملاحظہ ہو تصویر مسلکہ)

ز - محفوظ حالت میں ہے

ح - قابل تحفظ ہے

ط - حیات بخش بیگم عرف حیات ما نصاحبہ تین قطبشاہی بادشاہوں (سلطان محمد قلی - سلطان محمد قطب شاہ - سلطان عبداللہ قطبشاہ) کے زمانہ میں شریک امور سلطنت رہی ہیں یہ سلطان محمد قلی کی دختر محمد قطب شاہ کی بیوی اور عبداللہ قطبشاہ کی ماں تھیں - فرشتہ نے ان کی شادی کا حال یوں لکھا ہے کہ ۱۰۱۶ھ / ۱۶۰۷ء میں بادشاہ نے مرحوم شہزادہ محمد امین کے فرزند شہزادہ (سلطان) محمد کے ساتھ اپنی حسین بیٹی کا ازدواج کیا - یہ مقبرہ طرز تعمیر وغیرہ میں ان کے شوہر محمد قطب شاہ کے مقبرہ کا جواب ہے - موضع حیات نگر - حسینی علم - بی بی کا علم - بی بی کا چشمہ - لنگر انہی بیگم کی یادگاروں میں ہیں - ان کی اولوالعزمی کا حال اس واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے

جو نمبر ۶۱ کے ضمن میں مذکور ہوا ہے۔

نمبر ۶۷ الف - ہیرا مسجد

ب - قلعہ گولکنڈہ

ج - صرفخاص مبارک

د - قسم اول ج

ھ - سنہ ۱۰۷۹ھ / ۱۶۶۸ء

و - متعدد کتبات حسب ذیل ہیں۔

(۱) شاہنشہ دین و قطب شاہاں — آں قبلہ فیض اہل امید
مانند خلیل کعبہ ساخت — کز شمسۂ اوست ماہ و خورشید
از بہر چنیں بنائے بافیض — سلطان حسین را پسندید
تاریخ بناش گفت ہاتف — ایں کعبہ فیض باد جاوید
۱۰۷۹

کتبۂ اسمٰعیل بن عرب شیرازی (ملاحظہ ہو تصویر منسلکہ)

(۲) وسطی کمان پر یہ کتبہ دائرہ میں بطرز طغریٰ کندہ ہے۔

عجلوا بالصلوٰۃ قبل الفوت و عجلوا بالتوبۃ قبل الموت

(۳) دست راست کی کمان پر دائرہ میں یہ کتبہ بطرز طغریٰ کندہ ہے۔

اللہ محمد علی فاطمہ حسن حسین

(۴) دستِ چپ کی کمان پر دائرہ میں یہ کتبہ بطرز طغریٰ کندہ ہے۔

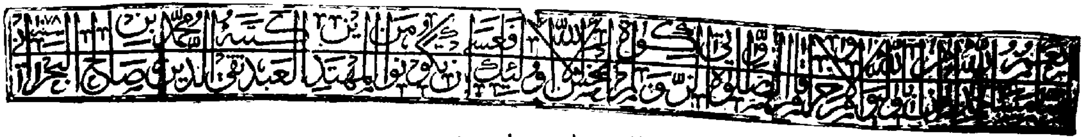
انّ المساجد للہ فلا تدعوا مع اللہ احداً

(۵) یہ کتبہ محراب عبادت میں بطرز طغریٰ نصب ہے اس کا طول ۱۵ انچ





کتبه هیرا مسجد قلعه گولکنڈه نمبر (۱)



کتبه محراب هیرا مسجد



کتبه مزار حیات بخش بیگم

اور عرض افٹ ہ انچ ہے۔

انما یعمر مساجد اللہ من آمن باللہ والیوم الآخر واقام الصلوٰۃ وآتی الزکوٰۃ ولم یخش الا اللہ فعسٰی اولٰئک ان یکونوا من المہتدین۔

کتبہ العبد تقی الدین محمد بن صالح البحرانی سنہ ۱۰۸۳ھ (ملاحظہ ہو تصویر مسلکہ)

ز ۔ محفوظ حالت میں ہے۔

ح ۔ لایق تحفظ ہے۔

ط ۔ یہ مسجد ایک مربع وسیع چار دیواری کے اندر واقع ہے جس کے اندرونی دیواروں میں مسافروں کے ٹھہرنے کے لئے حجرے بنے ہیں مسجد کی تین کمانیں اور دو خوشنما مینار ہیں صحن میں چبوترہ کی بلندی پر ایک حوض بنا ہوا ہے۔ کتبہ سے واضح ہوتا ہے کہ یہ مسجد سلطان عبداللہ کے عہد کی تعمیر شدہ ہے۔

نمبر ۶۸ الف۔ گنبد سلطان عبداللہ قطبشاہ سابع

ب ۔ بیرون احاطہ مقابر شاہان قطبیہ

ج ۔ صرف خاص مبارک

د ۔ قسم اول ج

ھ ۔ سنہ ۱۰۸۳ھ / ۱۶۷۲ء

و ۔ کتبات ذیل مزار پر کندہ ہیں۔

(۱) سورہ ۲ آیۃ ۱۹ ۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ حقاً حقاً سنہ ۱۰۸۳ھ

٭ ایپی گرافیا سنہ ۱۹۱۳-۱۴ء صفحہ ۵۹ میں یکونوا لکھا گیا ہے ۱۲

(۲) سورہ ۲ آیات ۲۸۵ - ۲۸۶

(۳) سورہ ۹، ۹-۱۰۹-۱۱۲-۱۱۴

(۴) درود شریف - نادعلی صغیر

(۵) تاریخ وفات بادشاہ جنت بارگاہ سلطان عبداللہ قطب شاہ بن سلطان محمد قطب شاہ یوم الاحد سیم ماہ محرم ۱۰۸۳ھ - و ولادت باسعادتش بیست وہشتم شہر شوال ۱۰۲۳ھ - جلوس ہمایونش یوم الاربعا چہاردہم ماہ جمادی الاولی ۱۰۳۵ھ - مدت سلطنتش چہل وہشت سال - سن شریفش شصت سال -

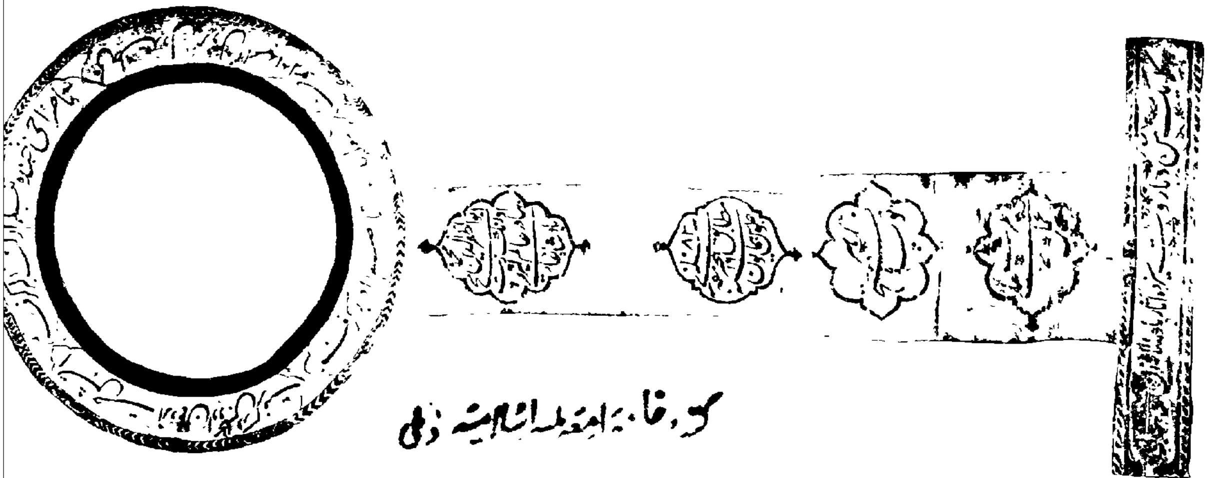
(ملاحظہ ہو تصویر منسلکہ)

ز - محفوظ حالت میں ہے -

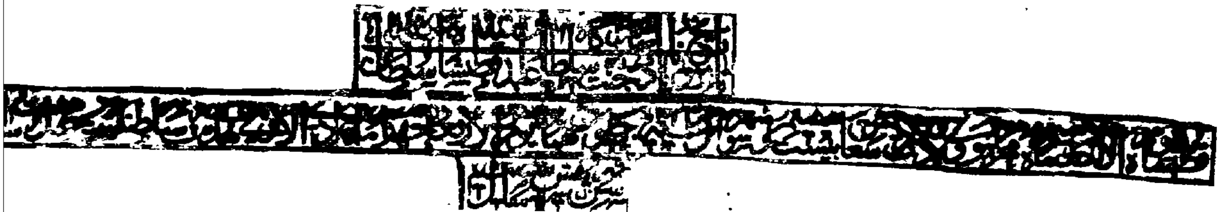
ح - قابل تحفظ ہے -

ط - سلطان عبداللہ قطبشاہ کا مقبرہ گنبدوں کے حصار کے باہر واقع ہے جو ان کے باپ سلطان محمد قطبشاہ اور ماں حیات بخش بیگم صاحبہ کے گنبدوں کے نمونہ پر بنایا گیا ہے - اس کا چبوترہ ۲۳۷ فٹ مربع ہے اور اس کے ہر جانب سات کمانیں ہیں ان کی تاریخ ولادت ۲۸ شوال ۱۰۲۳ھ (۱۶۱۴ء) اور تاریخ جلوس ۱۴ جمادی الاول ۱۰۳۵ھ (۱۶۲۶ء) ہے اس بادشاہ کے عہد حکومت میں میر جملہ کی سعی سے سلطنت قطبشاہیہ کے حدود کرناٹک تک پہنچ گئے تھے - اس کے بعد میر جملہ اور بادشاہ میں ان بن ہوگئی انہوں نے شہزادہ اورنگ زیب کے توسط سے شاہ جہاں بادشاہ کے دربار سے پنجہزاری منصب حاصل کیا - جس پر سلطان عبداللہ اور ناراض ہوئے اور ان کے فرزند محمد امین کو قید کر دیا - بالآخر میر جملہ کی طرفداری میں شہزادہ محمد پسر اورنگ زیب نے قطبشاہی ملک کو تاراج کرنا شروع کیا چنانچہ شہزادہ محمد


سلطان عبداللہ قطب شاہ



کتبه توپ قلم رهبر



کتبه مزار سلطان عبدالله قطبشاه سابع

کہ اسی حملہ کا حال کتبۂ موسیٰ برج (۶۴) سے بالتفصیل واضح ہوتا ہے۔ انجام کار شہزادہ محمد کے ساتھ سلطان عبداللہ کی دختر کے ازدواج پر یہ معاملہ رفع دفع ہوا اور چونکہ بادشاہ لاولد تھے اس لئے شہزادہ محمد ولی عہد و وارث سلطنت قطبشاہیہ تسلیم کئے گئے۔ لیکن اتفاق سے شہزادہ کا انتقال سلطان عبداللہ کے قبل ہوگیا۔ اس لئے یہ شرط ۲۱ سال بعد اس وقت پوری ہوئی جب کہ خود بادشاہ اورنگ زیب کے ہاتھوں قطبشاہی سلطنت کا ۱۰۹۸ھ ۱۶۸۷ء میں خاتمہ ہوگیا۔

سلطان عبداللہ کی مدت سلطنت جملہ قطبشاہی بادشاہوں سے زائد یعنی ۴۸ سال رہی اور ۶۰ برس کی عمر میں اس بادشاہ نے ۱۰۸۳ھ (۱۶۷۲ء) میں انتقال کیا ان کے بعد ان کے داماد سلطان ابوالحسن تاناشاہ تخت نشین ہوئے۔ سلطان عبداللہ ایک فیاض اور انصاف پسند بادشاہ تھے لیکن سیاسی تدابیر میں خامی ہونیکی وجہ سے اکثر مصائب پیش آتے رہے اس بادشاہ کو تعمیرات کا بھی شوق تھا اور علمی معاملات میں بھی کافی دلچسپی تھی چنانچہ مشہور لغت "برہان قاطع" اسی بادشاہ کے عہد میں مرتب ہوئی اور انہی کے نام سے معنون کی گئی تھی۔

تصویر منسلکہ متحف برطانیہ سے حاصل کی گئی ہے۔

نمبر ۶۹ الف۔ کتبۂ توپ فتح رہبر

ب۔ پیٹلہ برج واقع قلعہ گولکنڈہ

ج۔ صرف خاص مبارک

د۔ قسم دوم ج

ھ۔ ۱۰۸۳ھ / ۱۶۷۲ء

و - اس توپ کا طول ۱۶ فٹ اور قطر ۸ فٹ ۸ انچ اور منہ کا دور ۲ فٹ ۳½ انچ ہے اور حسب ذیل کتبہ اس پر کندہ ہے۔

ابو المظفر محی الدین محمد[عہ] اورنگ زیب عالمگیر بہادر بادشاہ غازی سنہ ۱۶ جلوس ہمایون مطابق ۱۰۸۳ھ ہجری مقدسہ۔

توپ فتح رہبر عمل محمد علی عرب۔ گلہ یک من یاردت سیزدہ آثار پاؤ بالا بوزن شاہجہانی۔

تا صراحی خندہ تعلیم از لب دلبر گرفت آتش جست از دہان او مجلس در گرفت
می طپید دل بہر وصل اما نمی داند کہ سوخت شعلہ جاں سوز او تا خصم را در بر گرفت

(ملاحظہ ہو تصویر منسلکہ)

ز - محفوظ حالت میں ہے

ح - قابل تحفظ ہے۔

ط - بقول مآثر عالمگیری یہ توپ قلعہ گولکنڈہ کے دوسرے محاصرہ کے موقع پر افواج عالمگیری کے زیر استعمال رہی ہے۔ فی الحال یہ پٹیلہ برج پر جو قلعہ کی مغربی دیوار کے پاس واقع ہے پڑی ہوئی ہے۔ اس کا نام پٹیلہ برج اس لئے ہے کہ فصیل کے باہر اس برج کا ایک حصہ نکلا ہوا ہے۔

نمبر ۴ الف - قبر نیکنام خان

ب - اُسی چبوترہ پر یہ قبر بنی ہے جس پر سلطان ابراہیم

عہ ایپی گرافیا ۱۹۱۲-۱۹۱۳ء صفحہ ۵۶ میں محمد محی الدین لکھا گیا ہے ۱۲


نیکنام خان

و مرزا محمد امین کے گنبد ہیں

ج - صرف خاص مبارک -

د - قسم اول ج

ھ - سنہ ۱۰۸۴ھ / ۱۶۷۳ء

و - یہ قبر ایک کھلی ہوئی چوکھنڈی میں زیر سما واقع ہے

قبر کے ہر ضلع کا طول ۲۶ فٹ ۴ انچہ ہے۔ لوح مزار پر سورہ ۲ آیۃ ۲۵۶ ۲۵ سورہ ۹۷ اور درود شریف کندہ ہے۔ مزار کے سرہانے (۴ فٹ × ۸ انچہ ۲ فٹ ۱ انچہ) سنگ سیاہ پر خوشخط نستعلیق میں عبارت ذیل کندہ ہے۔

(ملاحظہ ہو تصویر منسلکہ)

ہو الباقی

(۱) فرمان جہاں مطاع عنایت عنوان و حکم آفتاب شعاع مرحمت بنیان از دیوان ہمیون[1] خلافت

(۲) مشحون چناں شرف صدر یافت کہ مقدمان و کلکربان و رعایائے موضع منگلوارم من اعمال

(۳) [2] ملا چنوارہ عرف حسن آباد با لطاف شاہانہ امیدوار بودہ بدانند کہ از راہ عنایات خسروانہ کہ شامل حال کافہ

(۴) فدویانست از ابتدائی شہر سنہ اربع و سبعین و الف حاصل موضع مذکور را وقف لنگر و روشنائی و حفاظ

---

[1] رسم الخط کے خلاف ہے ہمایون ہونا چاہیے ۱۲

[2] ایپی گرافیا ۱۹۱۵-۱۶ء صفحہ ۳۸ (جنوارہ) کو (جنول) لکھدیا گیا ہے ۱۲

(۵) وخادمان مزار مغفرت پناه جنت مکان نیکنام خاں نموده ایم کہ تا زمان ظہور حضرت صاحب الزمان

(۶) صلوات اللہ علیہ من الملک المنان مقرر وجاری بوده باشد باید کہ عہدداران وکارکنان ودیسائیان[1] وتہلکرنیان ومقدمان

(۷) وکلکرنیان سمت[2] مزبور موضع مذکور را جہت اخراجات لنگر وروشنائی وخادمان وحفاظ مزار غفران پناه مومی الیہ

(۸) مقرر ومعین دانستہ بلا عذر جاری وارند ودریں باب تاکید تمام وقدغن مالا کلام شناسند واگر کسے از مضمون فرمان قضا

(۹) جریان تخلف ورزد بلعنت خدا ونفرین رسول اللہ گرفتار خواہد شد۔ فمن بدلہ بعد ما سمعہ فانما اثمہ علی

(۱۰) الذین یبدلونہ ان اللہ سمیع علیم۔ تحریر دوازدہم شہر جمیدی الثانی ۱۰۸۴[3] وفات غفران پناه نیکنام خاں۔ دہم ذی حجہ سنہ ۱۰۸۲۔

کتبہ کلب علی بن محمد صادق عفا عنہ[4]

س - محفوظ حالت میں ہے۔

ح - قابل تحفظ ہے

ط - نیکنام خاں سلطان عبداللہ قطبشاہ کے عہد میں

---

[1] ایپی گرافیا ۱۶-۱۹۱۵ء صفحہ ۳۸ دیسائیاں جو دیسائی کی جمع ہے اسکو دیسانیاں لکھا ہے ۱۲

[2] کتبہ میں سمت کو (سمط) لکھا گیا ہے ۱۲

[3] ایپی گرافیا ۱۶-۱۹۱۵ء صفحہ ۳۸ اسکو سنہ ۱۰۸۳ لکھا گیا ہے ۱۲

[4] " " " " اسکو محمد صادق بن علی کاتب لکھا گیا ہے ۱۲



لوح مزار بیکدام جا،،



کتبه توپ اژدها پیکر

سپہ سالار لشکر رہے ہیں اور سلطان عبداللہ کی وفات (۲ محرم ۱۰۸۳ھ) سے ۲۲ روز قبل ۱۰؍ ذیحجہ ۱۰۸۲ھ کو انہوں نے رحلت کی تھی۔ مسٹر طالبی و ہیلر نے اپنی کتاب "مدراس بعہد قدیم" میں لکھا ہے کہ نیکنام خاں قطب شاہی سپہ سالار کو پریسیڈنٹ فورٹ سنٹ جارج نے نواب کا خطاب دیا تھا۔ اور شاہان قطبیہ سے مدراس پٹن کا قول راجہ چندرگیری کی فراری کے بعد کمپنی نے انہی کے توسط سے حاصل کیا تھا۔ مسٹر د ہیلر نے نیکنام خاں کی تاریخ وفات ۱۶۷۲ء لکھی ہے جو سنہ مندرجہ کتبہ ۱۰۸۲ھ کے بالکل مطابق ہے۔ تصویر منسلکہ متحف برطانیہ سے حاصل کی گئی ہے۔

نمبر ۱۸ الف۔ کتبہ توپ اژدہا پیکر

ب - موسیٰ برج قلعہ گولکنڈہ

ج - صرفخاص مبارک

د - قسم دوم ج

ھ - سنہ ۱۰۸۵ھ / ۱۶۷۴ء

و - اس توپ کا طول ۱۴ فٹ ۱۰ انچہ ہے اور قطر ۹ فٹ ہے۔ اس کے منہ کا دور ۲ فٹ ۴ انچہ ہے اور اس پر کتبہ ذیل کندہ ہے۔

ابوالمظفر محی الدین محمد[1] اورنگ زیب بہادر عالمگیر بادشاہ غازی

سنہ ۱۸ جلوس[2] ہمایون سنہ ۱۰۸۵ ہجری مقدسہ[3]

---

[1] ایپی گرافیا ۱۹۱۲-۱۳ء صفحہ ۵۵ میں محمد محی الدین لکھا گیا ہے ۱۲

[2] 〃 〃 〃 〃 میں جلوس والا لکھا گیا ہے ۱۲

[3] 〃 〃 〃 〃 میں مقدسہ کو ہجری پر مقدم رکھا گیا ہے ۱۲

توپ اژدہا پیکر۔ عمل محمد علی عرب۔ گلہ یک من بوزن شاہجہانی
دباروت سیزدہ آثار یک نیم پاؤ بوزن شاہجہانی (ملاحظہ ہو تصویر منسلکہ)

ز۔ محفوظ حالت میں ہے۔

ح۔ قابل تحفظ ہے۔

ط۔ اس برج پر کئی توپیں ہیں۔ لیکن اژدھا پیکر سب سے بہتر ہے اور یہ وہ تاریخی توپ ہے جو گولکنڈہ کے دوسرے محاصرہ (۱۶۸۷ء) میں عالمگیری فوج نے استعمال کی تھی۔ اس میں ایک من شاہجہانی یعنی ۲۷ ½ سیر وزن کا گولہ استعمال کیا جاتا تھا۔ یہ توپ فتح رہبر کے مشابہ ہے اور اسی کاریگر کی بنائی ہوئی ہے۔

نمبر ۲۷ الف۔ ناتمام مقبرہ ابوالحسن تاناشاہ

و مرزا نظام الدین احمد (جدید)

ب۔ بیرون احاطہ مقابر شاہان گولکنڈہ

ج۔ صرف خاص مبارک۔

د۔ قسم دوم ج

ھ۔ ۱۰۸۵ھ / ۱۶۷۴ء

و۔ (۱) اللہ محمد علی (۲) شہد اللہ تا ہو العزیز الحکیم (۳) آیۃ الکرسی (۴) میرزا نظام الدین احمد نور مرقدہ تاریخ ۲۶ شہر صفر روز شنبہ ۱۰۸۵ھ برحمت پیوست۔ دوسری قبر پر بھی عبارت نمبر (۱) و (۲) و (۳) کندہ ہے۔ لیکن صاحب مزار کا نام یا سنہ مندرج نہیں ہے۔

ز۔ ناتمام حالت میں ہے۔


ابوالحسن تاناشا

ح ۔ لایق تحفظ ہے ۔

ط ۔ سلطان ابوالحسن تاناشاہؔ داماد سلطان عبداللہ قطبشاہ ۱۰۸۳ھ / ۱۶۷۲ء میں تخت نشین ہوئے اور چودہ برس حکومت کی ۔ بادشاہ عالمگیر کے آخری محاصرہ گولکنڈہ کے بعد سلطنت قطبشاہی منقرض ہو کر سلطنت مغلیہ کا ضمیمہ قرار پائی اور ابوالحسن تاناشاہ شاہی قیدی کی حیثیت سے قلعہ دولت آباد میں نظربند کئے گئے ۔ دکن کی تاریخ میں یہ عجیب توارد واقع ہوا ہے کہ امرائے صدہ نے سلاطین تغلق سے بغاوت کر کے سب سے پہلے خودمختاری کا اعلان دولت آباد ہی میں اسمٰعیل مخ کو اپنا پہلا بادشاہ منتخب کر کے کیا تھا اور بہمنی سلطنت کے انقراض پر صوبہ داروں کی طوائف الملوکی کے بعد دکن کے آخری خودمختار بادشاہ نے سلطنت کو کھو کر اسی دولت آباد میں اپنی عمر کے آخری ایام بحالت قید بسر کئے جہاں سے پہلے پہل دکن میں اسلامی سلطنت کی بنیاد پڑی تھی ۔ موجودہ مقبرہ کی تعمیر ابوالحسن نے دیگر قطبشاہی بادشاہوں کی عادت کے مطابق اپنی زندگی ہی میں شروع کی تھی لیکن عمارت کے اتمام سے قبل مغلیہ حملے شروع ہو گئے اور اس میں اس کو دفن ہونا بھی نصیب نہ ہوا بلکہ ۱۱۱۱ھ / ۱۶۹۹ء میں قلعہ دولت آباد میں انتقال کرنے کے بعد روضہ خلد آباد میں حضرت سید شاہ راجو قتال پدر حضرت سید محمد گیسو دراز حسینی کے جوار میں دفن ہوئے ۔ البتہ اس میں میرزا نظام الدین احمد عرف میر احمد ابن سید معصوم دشتکی شیرازی کی قبر ہے جو سلطان عبداللہ قطبشاہ کے داماد کلاں تھے ۔ (تصویر منسلکہ متحف برطانیہ سے حاصل کی گئی ہے ۔

؎ اس نام کی وجہ یہ بھی کہ تاناشاہ راگ اور تان کے بہت شائق تھے ۱۲

نمبر ۶۳ الف - قبر فاطمہ خانم

ب - نزد مقبرہ ناتمام تاناشاہ

ج - صرف خاص مبارک -

د - قسم دوم ج

ھ - سنہ ۱۰۸۷ھ / ۱۶۰۶ء

و - حسب ذیل کتبات کندہ ہیں -

(۱) اللہ محمد علی سورہ ۳ آیۃ ۱۶ ستشنلہ

(۲) آیۃ الکرسی

(۳) سورہ ۲ آیات ۲۸۵ - ۲۸۶

(۴) وفات جنت مکانی فاطمہ خانم بنت سلطان عبداللہ قطب شاہ بتاریخ بیستم ماہ شوال فی ۱۰۸۷ - (ملاحظہ ہو تصویر منسلکہ)

(۵) سورۃ ۹۷ - ۱۰۷ - ۱۱۲ - ۱۱۳ -

(۶) درود شریف -

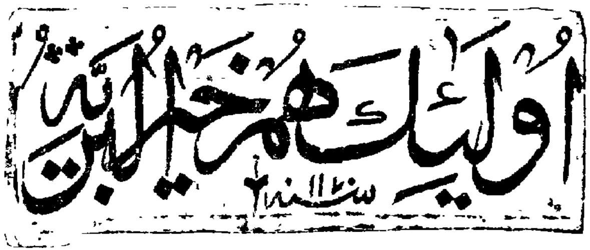
ز - ناتمام حالت میں ہے -

ح - قابل تحفظ ہے -

ط - بیرون احاطہ مقابر شاہان گولکنڈہ سلطان ابوالحسن تاناشاہ کے مقبرہ ناتمام کے پاس یہ مقبرہ واقع ہے جو سلطان عبداللہ قطبشاہ کی بیٹی فاطمہ خانم کا ہے اور غالبًا اس زمانہ کی غیر اطمینان بخش حالت کی وجہ سے اس مقبرہ کی تعمیر اختتام کو نہ پہنچ سکی - مقابر شاہان گولکنڈہ کے احاطے



[illegible]


أولئك هم خير البرية

[illegible]

اندر جنوبی سمت میں ایک مختصر سے گنبد کے اندر دو زنانہ قبور سنگ سیاہ کی ہیں جن میں سے ایک قبر کسی آور فاطمہ کی ہے اور اس پر عبارت ذیل کندہ ہے ۔

(۱) درود شریف ۔

(۲) یا اللہ یا محمد یا علی ۔

(۳) وفات فاطمہ بتاریخ ششم شہر رجب فی ۱۰۴۳ھ ۔

دوسری قبر کی تعویذ پر لفظ علی کا طغرا آٹھ طریقوں سے نہایت خوشخط کندہ ہے ۔ اور آیۃ الکرسی معمولی نسخ خط میں لکھی ہے ۔ لیکن صاحب مزار کا نام مندرج نہیں ہے ۔

نمبر ۴ ۔ الف ۔ نومحل ۔

ب ۔ قلعہ کے باہر واقع ہے

ج ۔ صرف خاص عمارت

د ۔ قسم اول ج ۔

ھ ۔ ۱۱۷۶ھ ۔

و ۔ نومحل کی جنوبی دیوار پر باہر کی سمت گنڈے صاحب کے مزار کے محاذی بخط نسخ یہ کتبہ شاہان آصفیہ کے زمانہ کا معلوم ہوتا ہے ۔

"اولئک ھم خیر البریۃ"

۱۱۷۰ھ (ملاحظہ ہو تصویر منسلک)

ز ۔ محفوظ حالت میں ہیں ۔

ح ۔ قابل تحفظ ہیں ۔

ط ۔ نومحل قطب شاہی زمانے کی نو عمارتیں ہیں۔ لیکن شاہان آصفیہ نے اس میں بہت کچھ تعمیر و ترمیم کرائی ہے ان عمارتوں میں لکڑی زیادہ استعمال ہوئی ہے۔ اور اس وقت تک محفوظ و مستحکم حالت میں ہیں۔ ہر مکان خوشنما باغ حوض اور روشوں سے آراستہ ہے۔ اسی کو موتی محل بھی کہتے ہیں۔

ضمیمہ (حواشی)

متن کتاب میں بعض ضروری حواشی کاپی نویسی سے سہواً رہ گئے تھے اس لئے وہ بطور ضمیمہ یہاں درج کئے جاتے ہیں۔

(۱) حاشیہ صفحہ (۸) سطر (۶) چار مینار کا دوسرا نام "مدرسہ" تھا اس کی وجہ تسمیہ تاریخ ظفرہ میں یہ درج ہے کہ لغت میں مدرسہ جائے درس کو کہتے ہیں اور اس جگہ کو بھی کہتے ہیں جہاں ضرورتاً کی ہر چیز میسر ہو سکے ۔ چونکہ چار مینار کے پاس یہ سہولت حاصل تھی اس لیے اس کو مدرسہ کے نام سے پکارتے تھے ۔ ۱۲

(۲) حاشیہ صفحہ (۹) سطر (۲۰) محلسرائے سلطانی جس پر قطب شاہی بادشاہ فخر کرتے تھے چونکہ آتش نے اسکو صفحۂ ہستی سے محو کر دیا ہے اس لئے تاریخی حیثیت سے اس کے محل وقوع کے متعلق تفصیل خالی از دلچسپی نہ ہوگی سمت شرقی میں ہزار گز طول و عرض میدان کے بعد شاہی محلسرا دکھائی دیتی تھی جس کے چاروں جانب عالیشان صفہ و ایوان اور چاروں سمات میں چار رفیع الشان کمانیں بنی تھیں مشرقی کمان دروازہ دولت خانہ عالی کے نام سے موسوم تھی اس کا دروازہ صندل کی لکڑی کا تھا جس میں طلا کاری کی تختیں نصب تھیں اطراف کے صفہ و ایوانوں میں امراء و مداران دولت کی نشستیں مقرر تھیں روزانہ صبح کو یہ امرا خدم و حشم کیساتھ مجرائے سلطان کے لئے حاضر ہوا کرتے تھے اور چاروں کمانوں کے وسطی حصہ میں جو جلوخانہ شاہی کے نام سے موسوم تھا پہنچکر ہمراہی لشکر و حشم کو یہیں چھوڑ دیتے تھے اور تن تنہا حضوری میں روانہ ہوتے تھے ۔ دروازہ دولت خانہ کے دونوں طرف چند فیل ہر وقت ایستادہ رہتے تھے دروازہ کے اندر ہر طرف ہزار پیادے ۔ دو سو حبشی اور ایکہزار لشکری صف بستہ حاضر رہا کرتے تھے ۔ جلوخانہ کا وسطی ثمن حوض (چارسُو کا حوض) امرا کے ہمراہی لشکر کے جانوروں کی سیرابی کیلئے بنایا گیا تھا دروازہ کے اندر جنوبی حصہ میں دفتر خانہ شاہی اور حصہ غربی میں جامدارخانہ اور بعض کارخانہ جات عامرہ واقع تھے ۔ شمالی حصہ میں چار صفے تھے جن میں لشکری و عدالت و شب نویس و سلحداروں کی نشست رہا کرتی تھی ۔ چندن محل میں عام سلحدار باری باری سے حاضر رہا کرتے تھے ۔ گلگن محل میں ترک و عرب و دکھنی سلحداران خاص کی نشست تھی ۔ اور صدر صفہ میں صرف معتبر و مقرب ملازمین قدیم حاضر باش تھے ۔ سجن محل اعیان و فضلا کیلئے مخصوص تھا اور مشرقی جانب صفہ طولانی میں صبح و شام دسترخوان چنا جاتا تھا جہاں مطبخ شاہی سے انواع و اقسام کے کھانے روزانہ ہزارہا سادات و علما و اعیان کو کھلائے جاتے تھے ۔ ۱۲ (تاریخ ظفرہ)

(۳) حاشیہ صفحہ (۲۵) سطر (۱۵) کہ مسجد کے بیرونی دروازہ پر جو سنہ جلوس کندہ ہے وہ اس مسجد کے عہد عالمگیر بادشاہ سنہ ۱۱۰۴ھ میں اتمام تعمیر کی تاریخ ہے ۱۲

(۴) حاشیہ صفحہ (۲۷) سطر (۵) تاریخ ظفرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ موضع گولکنڈہ کے متصل تانا شاہ نے ایک قصر فلک شکوہ پانچہزار درعہ مکسر اور ۵۰ درعہ مرتفع بنایا تھا جس کے محاذی ایک وسیع چبوترہ اور زمین کے کنارہ پر ایک عظیم الشان حوض (۴۵۵ درعہ طویل ۴۱۰ درعہ عریض اور ۴ درعہ عمیق جس کے مکسر آٹھ لاکھ نو ہزار دو سو درعہ چوڑی سے)

بمنزلہ تالاب کے تھا جسکی زہ بندی تختہ ہائے سنگ سے ہوئی تھی اور تالاب حسین ساغر سے اس میں پانی آتا تھا۔ یہ عمارت موضع گوشہ کے متصل واقع ہونے کی وجہ سے گوشہ محل کے نام سے مشہور ہوگئی اس کتبہ سے یہ بھی پتہ چلتا کہ تعریف و تاریخ حوض و گوشہ محل میں حسب ذیل قطعہ ایک کتبہ پر ایوان میں نصب تھا لیکن یہ کتبہ غالباً محل کیساتھ زیر زمین ہوگیا ہے

شہ عالم پناہ والا قدر — کہ رسد فیض او بہ بحر و بر — رتبہ افزائے افسر و دیہیم — باد فرماں روائے ہفت اقلیم

ماحی ظلم و محی دین است — ملک ملک درجہاں این است — عالم و فاضل و سخی کریم — عادل و اشجع و شفیق و رحیم

متشرع چنانکہ می باید — متورع چنانچہ می شاید — با ہمہ مہرباں بود ایں شاہ — مظہر لطف ہست ظل اللہ

یار درماندگان ماندہ زپائے — یاورش مصطفیٰ بہ روز جزائے — از برائے ہمیں کنند دعا — آدم اندر زمیں ملک بسما

یاالٰہی تو در اماں داری — حافظش باد تا جہاں داری — ساخت تالاب شاہ دریا دل — کہ از و تشنہ یم و بحر خجل

آبش از آئینہ مصفا تر — بمذاق ہمہ چو شیر و شکر — حوض و تالاب دیدہ اند بسیر — کس ندیدہ چنیں بدور قمر

ہر کسے آب خورد ازیں تالاب — میشود پادشاہ عالم آب — ایں چنیں حوض از خضر ساقیست — تا بہ آب اندراں بقیست

اندریں تشنہ گر خضر ساقیست — آنجہاں مرتضیٰ علی ولیست — از خدا خواستم براش دعا — آمد از غیب اینکہ باد بقا

سال تاریخ ایں خجستہ بنا — باخرد گفتمش کہ رہ بنما — گفت با من کہ شد نجات ہمہ — آب آں باعث حیات ہمہ ۱۰۹۶

قصر فردوس را نمود بدہر — کس ندیدہ چنیں بملک شہر — سال و ماہش مبارک ایام — مرتضیٰ یاورش بحق کرام

سال تاریخ ایں رفیع اثر — خرد از روی صدق گفت بصبر — شاہ بیتے چنیں ندیدہ کسے — باد فرخندہ ایں بشاہ بسے

بقو تعمیہ روی صدق یعنی صاد و دال (صد ۹۴) کے عدد مذکور کو مصرعہ شاہ بیتے چنیں ندیدہ کسے (۱۰۰۲) کے اعداد پر اضافہ کریں تو ۱۰۹۶ھ برآمد ہوتا ہے ۱۲

(۵) حاشیہ صفحہ (۵۳) سطر (۱۲) بقول تاریخ ظفرہ ابوالحسن تاناشاہ کا سجع مہر کلاں یہ تھا "سومد سعید کہ بتائید حق شد ذکر است ؛ بجان محب علی قطب ابوالحسن است" اور مہر خورد انگشتری پر (ختمہ الخیر والسعادہ) کندہ تھا ۱۲

(۶) حاشیہ صفحہ (۵۸) سطر (۱۷) عضدالدولہ قسور جنگ محمد عوض خاں بہادر پسر عضدالدولہ کا اصلی نام خواجہ مومن خاں تھا۔ آپ سے نواب آصفجاہ بہادر اول کی چچی منسوب تھیں اور ایک مدت تک ناظم صوبہ برار رہے تھے بالآخر حضرت آصفجاہ نے ۱۱۵۳ھ میں انکو صوبہ داری و متصدی گری فرخندہ بنیاد حیدرآباد پر باختیار عزل و نصب عمال ایک کرور روپیہ اجارہ سالتمام کے ساتھ مامور کرکے خطاب محمد عوض خاں بہادر عنایت کیا۔ علی قراول اور نولہا پانڈھرہ کی جو مچھلی بندر اور راج بندری میں ہنگامہ پرداز رہتے تھے انہوں نے قرار واقعی تنبیہ کی تھی چونکہ یہ زیادہ متشرع و ریاضت کش تھے اس لئے منہیات کے انسداد کی جانب ان کا زیادہ رجحان رہتا تھا۔ چنانچہ بیگم بازار کو جو ناصر جنگ شہید کی والدہ ماجدہ کا آباد کیا ہوا تھا اور وہاں شراب و بینڈھی زیادہ فروخت ہوا کرتی تھی انہوں نے حکماً خالی کرا دیا لہذا بیگم صاحبہ نے حضور میں نالش کردی اور انکی خاطر داشت کے لئے حضرت آصفجاہ نے عوض خاں بہادر کو بدل کر صوبہ داری حیدرآباد انور الدین خاں بہادر فوجدار معزول سیکاکول و راج بندری کے تفویض کردی تھی (منتخب اللباب خافی خاں و تاریخ ظفرہ)

(۷) حاشیہ صفحہ (۵۸) سطر (۱۸) محمد مجاہد خاں بہادر غازی الدین خاں فیروز جنگ کے بھائی۔ اور چین قلیچ خاں بہادر کے فرزند تھے ۱۰۹۵ھ میں جب یہ اپنے بھائی غازی الدین خاں فیروز جنگ بہادر کے ساتھ

بادشاہ عالمگیر کی طرف سے رسد لیکر شہزادہ محمد اعظم کی کمک کو روانہ ہوئے تو معرکہ بیجاپور میں اُن سے ترددات شایستہ ظاہر ہوئے چنانچہ جب بادشاہ کو ان دونوں بھائیوں کے کارگزاری کی اطلاع از روئے وقائع پہنچی۔ "بعد عطائے اضافہ ہائے نمایاں و دیگر عنایات جو الفاظ بادشاہ اورنگ زیب کے زبان پر جاری ہوئے انکا اعادہ اس موقع پر خاص دلچسپی کا باعث ہوگا۔" چنانچہ حق سبحانہ تعالیٰ از ترددات فیروز جنگ شرم اولاد تیموریہ نگاہ داشت آبروئے اولاد او تا دور قیامت نگاہ دارد (خافی خاں حصہ دوم)

(۸) حاشیہ صفحہ (۸۰) سطر (۴) میر محمود ہمدانی تھا جو گلکنڈہ کے بادشاہ پر بکروہ نماز عصر میں مشغول تھے اخوف حمیدہ ... زخم لگائے ۱۲ (تاریخ ظفرہ)

(۹) حاشیہ صفحہ (۸۰) سطر (۱۰) قطب الملک سلطان قلی کو دکن میں صغیر و کبیر بڑے ملک پکارتے تھے (تاریخ ظفرہ)

(۱۰) حاشیہ صفحہ (۸۲) سطر (۱۴) سلطان قلی کی مخالفت میں پہلے عین الملک بحری خان نے شہزادہ دولت خاں کو جو ... میں مقید تھا قلعہ سے نکال کر تخت نشین کیا۔ لیکن مخالفین نے پھر اس کو قید کرکے شہزادہ ابراہیم کے پاس عرائض روانہ کئے جو اپنے باپ کے زمانہ میں قلعداری دیورکنڈہ پر مامور تھا۔ اور جمشید کے عہد میں ... بیجانگر چلا گیا تھا (تاریخ ظفرہ)

(۱۱) حاشیہ صفحہ (۸۰) سطر (۳) سلطان ابراہیم قطب شاہ نے اپنی رعایا پر تین لاکھ ہون چھوڑ دی تھیں (تاریخ ظفرہ)

(۱۲) حاشیہ صفحہ (۹۰) سطر (۱۴) صاحب تاریخ ظفرہ نے میر ابو طالب اعظم الملک قطبشاہی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ... بادشاہ کے عہد میں الٰہی محل، باغ محمدی، و نبات گھاٹ، و کوہ طور، و ندی محل، و خنہ محل، و داد محل، داد محل و لنگرخانہ و عاشورخانہ و مسجد جامع و چار مینار و دار الشفاء وغیرہ کی تعمیر پر ستر لاکھ ہون کے مصارف عائد ہوتے تھے۔

(۱۲) حاشیہ صفحہ (۹۹) سطر (۱) سلطان محمد قطبشاہ کے عہد میں شہزادہ خورم (شاہجہان) پہلے پہل ۱۰۳۱ھ میں حیدرآباد آئے تھے۔ اور نظام شاہ احمد نگری کو بادشاہ جہانگیر کے مقابلہ میں امداد دینے کی پاداش میں بطور پیشکش چودہ لاکھ روپیاں سے وصول کیا تھا ۱۲ (حدیقۃ العالم)

(۱۴) حاشیہ صفحہ (۱۰۸) سطر (۱۳) تاریخ ظفرہ مؤلفہ گردھاری لعل میں وہ تعہد نامہ موجود ہے جسکو سلطان عبداللہ نے ۱۰۶۶ھ میں اپنی مہر و دستخط سے بتوسط شہزادہ محمد بادشاہ عالمگیر کے پاس باستدعائے انعقاد صلح روانہ کیا تھا۔ یہی وہ اصلی دستاویز ہے جس سے قیام صلح کے اسباب پر کافی روشنی پڑتی ہے اس لئے اس مقام پر بنظر اہمیت اس کا اعادہ کیا جاتا ہے۔

"فدوی درگاہ سلاطین پناہ مرید بلا اشتباہ بطوع و رغبت خود چنیں تقبل و تعہد نمود کہ بجزای جرائم و تقصیرات (یہاں جرائم و تقصیرات سے اشارہ ان فرامین شاہجہاں کی خلاف ورزی کی جانب ہے جو میر محمد سعید اصفہانی میر جملہ قطبشاہی کی عدم مزاحمت اور اس کے لڑکے محمد امین کی رہائی اور اس کے اموال کے عدم تصرف کی نسبت صادر ہوئے تھے۔) و عنایت مملکت قدیم کہ ولی نعمت والا نواب اعلیحضرت ... شوکت فریدوں حشمت جمشید ابہت ادام اللہ اقبالہ مجدداً باین مرید موروثی عطا فرمودہ اند شرائط مذکورہ ذیل را بتقدیم رسانیدہ بہیچ وجہ در ادائے وظائف انقیاد و اطاعت و لوازم دولتخواہی

و فدویت بنیاد ایں فوز دو دقیقہ از دقائق اتفاق و یکرنگی مہمل و نامرعی نگذارد- اول آنکہ برای کسب مباہات و افتخار و تحصیل شرف و اعتبار خود صبیہ صلبیہ خویش را بحبالہ ازدواج تازہ نہال بوستان سلطنت و اقبال گزیں ثمرہ ریاض عظمت و اجلال جوان بخت دولت بی زوال جوانی بخش سعادت لایزالی مرشدزادۂ حقیقی والاگہر سمو المکان محمد سلطان خلف الصدق اعزا عظم صاحب عالمیان و عالم متع اللہ المهیمن بطول حیاتہا الی انصرام زمان در آوردہ کہ بعد از مرید موروثی ایالت ایں مملکت بآں بیدار بخت متعلق باشد دوم آنکہ سوای پیشکش مقرری مبادلہ دو لک و پنجاہ ہزار ہون قلعہ رانگیر را با ولایات متعلقہ سابق آں (یہ علاقہ بطور جہیز کے دیا گیا تھا) حوالہ وکلای سرکار فیض آثار نماید اگر حاصل آں ولایت کم از مبلغ مذکور شود از پیش خود وجہ تتمہ را نقد جواب گوید دسیم مبلغ بیست لک ہون را بطریق نذر و نیاز از نقد و جواہر نفیسہ و از فیلان کہ بہتر از آں پیش مرید موروثی نباشد برساند و بیست لک روپیہ مطالبہ سرکار خاصہ شریفہ ازیں مبلغ محسوب باشد و اگر چیزے از جواہر و فیلان پنہاں دارد خاین باشد و برابر عنایات و امداد ہرگاہ لشکر بجای تعیین فرمایند بعد از صدور حکم طلب پنجہزار سوار از ممالک متعلقہ ایں عقیدتمند اہل عساکر منصورہ باشد التماس و استدعا از مکارم علیہ و مراحم متعالیہ آنست کہ در باب اعانت و حمایت ایں مرید موروثی دقیقہ فرو نگذارند کہ از مردم اطراف و جوانب آسیبے و مضرتے بایں ملک نرسد و اگر ضرور شود افواج قاہرہ بکومک و امداد ایں فدوی عقیدت کیش و رفع شر و فساد معاندان بد اندیش تعیین فرمایند و عہدنامہ والا بمہر و دستخط خاص و نشان خجستہ عنوان محلی با پنجہ مبارک مرحمت فرمایند کہ بطناً بعد بطن حرز بازوے طمانیت باشد"

(۱۵) حاشیہ صفحہ (۷۷) سطر (۱۰) کنز اللغت کے ایک قدیم نسخہ پر سلطان محمد قطبشاہ نے اپنے سلسلہ نسب کے متعلق قلم خاص سے عبارت ذیل لکھی ہے

"محمد قطبشاہ بن میرزا محمد امین بن ابراہیم قطبشاہ بن سلطان قلی قطب الملک بن اویس قلی بن پیر قلی بن الوند بیگ بن میرزا اسکندر بن قرا یوسف بن قرا محمد ترکمان -

اغلاط نامہ

صفحہ	سطر	صحیح	صفحہ	سطر	صحیح
۶	۲	کمرگاہ	۶۴	۱۴	خوش آں رکن دولہ بنام حسین
۱۱	۱	وما خلفهم	〃	۱۶	سنہ ۱۱۸۳ھ
۲۲	۷	ایکن صحن کی وسعت	۸۵	۱۸	سبحان قلی کی
۳۱	۶	شاہ علی بندہ	۸۸	۱۰	پائین بخط نسخ
۳۲	۶	کے باہر زینہ کے	۹۵	۲۱	بانی کا
۴۱	۱	توجہ سے	۱۰۹	۱۷	اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم
۵۴	۹	مشاہرہ			سیقول الخ
۶۴	۱۲	ھ۔ سنہ ۱۱۸۴ھ / ۱۷۷۰ء	۴۵	۲۱	صاحب قبسات

ضمیمہ (انڈکس)

(۰)